

ہم پیار سکھانے والے ہیں

مُحبت، روشن راستہ

مُحبت دل پہ دستک

راستے سنور گئے ہیں

سُرخ اور سبز چوڑیاں

تَشَنگی کا سفر

وقت اور زندگی

وہی مٹی ستارہ ہے

زندگی کی مُسکان

سمتِ ایلہ عزیز افریقہ



بہت سارے کے لیے سنیں، میں نے سوچا کہ آج کے دن میں بھی اس کے ہاتھوں سے اس کے دل کو اپنی طرف سے نہیں لے سکتا۔  
 نے چار دنوں کے بعد اس کے دل کو اپنی طرف سے نہیں لے سکتا۔  
 منہ بند کر لیا، میں نے اس کے سامنے ہونے کی بات کی۔  
 بین الاقوامی اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 منہ بند کر لیا، میں نے اس کے سامنے ہونے کی بات کی۔  
 منہ بند کر لیا، میں نے اس کے سامنے ہونے کی بات کی۔  
 منہ بند کر لیا، میں نے اس کے سامنے ہونے کی بات کی۔

پہلے میں اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔

میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔

میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔

میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔

میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔  
 میں نے اس کے لیے ہونے کی بات کی۔

"ایسا ہی بات درست ہے۔" رضا نے بازو پکڑ لیا۔  
 "میں نہیں چاہتا کہ جو ہوم ورک مکمل کر کے  
 نہیں لائے گا اسے ہتھیاروں پر پانچ اسٹاک اور  
 میاں روم سے باہر کھڑا کرنے والے ہیں میرا بیٹا۔"  
 اس نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کی بات سے مراد  
 کوئی بھی روئے اختیار کریں اس سے اسے کوئی فرق  
 نہیں پڑے گا۔

"آج کل تم نے ہوم ورک مکمل کیسے نہیں کیا؟"  
 اگلا سوال تجسس کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ اس نے قسم کھائی  
 رضا کو کھانا پھر اس کی طرف سے جواب دیا کہ ہاں۔  
 "کوئی خاص بات نہیں تھی بس گھر کے بچوں کے  
 مہلے کی کام کرنے میں وقت لگا کر کیا پھر میرا کچھ اپنا بھی  
 مہلے میں تھا اس ہوم ورک کر لیتا تو اس میں کیا خاص  
 بات ہوتی۔"

"نہ کرنے میں کیا خاص بات تھی۔" رضا نے  
 تروت سوال کیا اس نے اسے لڑکھا۔

"میں نے ہی بات ہے نہ کرنے میں بھی کوئی خاص  
 بات نہیں تھی اس مہلے میں جس طرح کی بات کرتے ہیں  
 اس سے کچھ فرق ہو جاتا ہے کوئی کچھ کسی کام کو کرنے  
 پر اصرار کرتا ہے تو میرا ہاں اس کام کو نہ کرنے کی قسم  
 لیتا تھا ہے کچھ ہر کام اپنی مرضی سے کرنے کی بنا پر  
 ہے۔" رضا نے اچھے سے دیکھا اس طرح کی بات کی  
 اس سے توقع کی جا سکتی تھی۔

اب اس نے مہلے کا کرپشن شروع کر دیا تھا اور  
 اس کی طرف سے خائف ہو کر راستہ ملے گئے تھے۔  
 اسکول سامنے آیا تو ایک دم رک گیا۔

"آج اسکاں سے چھٹی نہ کریں۔" ایک نیا آگیا  
 پیش ہوا اور یہ آئینہ عجبیل ہی دے نکلتا تھا رضا کے  
 اگلے قدم رک گئے تھے۔

"چوکیدار ہیں، دیکھ چکا ہے اب اگر ہم اسکول  
 نہیں جائیں گے تو سیدھی شکایت کر دے گا۔"  
 "اب بات میرا ساتھ دے رہے ہو یا نہیں۔"

اس نے بیگ واپس کندھے سے بائیں کندھے پر  
 منتقل کیا۔

لیے وہ ایسے بنا گیا۔ جس میں اس نے کہا ہے: نہوت  
موت کی ہلک ٹوک۔ کہ عروپے اٹھتے تھے۔ تعہید  
فارغ تھا اس لیے اس کا سفر مغربیوں کے گھر کی طرف  
ہو گیا۔

شعلہ پاچی ان کے اپنی خانہ کی بیٹی تھیں اور یہ بھی  
 زیادہ مگر ان تھیں۔ بیٹی محمد والہ سے الگ ذرا بہت کمر  
 اس وقت کرتی تھیں اس لیے ان کو جب مہر ہو گیا۔  
 وہ ان کو اور فوٹو میں سے چھٹی کمر کے یہاں چلا آئے۔  
 شعلہ باقی کے شہر ہونی میں اور انہوں نے ان کو ایک ہی  
 بیٹا تھا اور ابھی تین سال کا تھا اس نے وہ اس کی زندگی  
 میں گھنٹا کی۔

انہوں نے کہا کہ حیرت انگیز کہانی کو اردو فلموں میں  
شفیع باغی کی کواردو فلمیں بھی کشاکش کی کواردو  
ہو اور خطابہ

اللہ تعالیٰ میں بھیجی ہوئی۔ مانی نے شمشیر بزمِ رحمت اور دیوارِ رحمت میں خاتونِ عقیقہ کی رات بائیں کمرے میں چھپنے والی کرکٹ سے شک نہیں اسے اسی کرکٹ کا لالچہ تھا۔

”اے میں نے دیکھا اور گیند وینڈ نہیں دینے کی  
میں اگر گیند بھست چڑھی آئی ہے تو اس کو ٹھیک دینے  
کی بجائے چھری سے اس کے دو ٹکڑے کر دیوں گی۔“  
اے داؤد اللہ بخونہ رشتہ ہونی، بخونہ بیاد ہونی  
بس دروازہ بجاتے جا سارے چوکے سارے پٹکے  
ہمارے دروازوں کی قسمت میں لکھے رہتے ہیں۔“  
عبدجباری ائمہ کرام کلمہ گزرا رہا شیرازی شیراز راقی عجبی  
بھائی! عجبی اور ابو اس سے آکر ٹیٹ کیا۔  
”کہن عجبی۔۔۔ مجھے منظر نے کس عجبی کے  
کے رگڑ نہیں کرا تھا اے میرا جو کوئی اور اپنے گھر کی راہ  
لی۔۔۔“

"منسوبانی گمراہ نہیں ہیں کیا۔"  
 "مماں ایک گئی ہیں عجیب بھائی۔" بچے نے  
 "ملو استہول اور دہشتوں اسے غور نے لکھیں۔  
 "سفیر بچے ہر اپنے غیرے کو اپنی زندگی کے

”اوس نے ستر حلالہ بگڑا تو تم ہی نہیں مانا۔“  
 ”یہ کوئی شہد نہیں ہے اور سناؤ جو حق شہدوں پر  
 مبنی ہوئی۔“ اس نے ایسے بار بار کہنے کی بجائے زور  
 دینا کہ وہ اپنے اپنے گناہوں سے اذیت لے رہا تھا۔

۱۔ یہاں بھی ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ ایک  
 شخص کو دیکھا تھا جو کہ ایک بڑے بڑے  
 دروازے کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے  
 ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈبہ تھا۔ اس نے  
 کہا کہ میں نے اس کو دیکھا تھا کہ اس نے  
 اس ڈبہ میں سے کچھ نکلے گا۔

ایک بار آیا، دیکھا کہ میں "انٹی" تھی، لیکن وہ پہلے تو  
 ایک ہی تھی۔  
 "ایک ہی" میں تھی، "تو" رہا ہے۔ "اس نے"  
 "کی" میں تھا۔ "چرا" کہ "میں" دیکھ رہا تھا  
 "ان کی طرف" آیا۔

[illegible]

میں نے کہا کہ میں نے اتنی دیر تک۔۔۔  
 میں نے کہا کہ تم جو کرنا چاہو کرو تمہیں معاف  
 میں نے کہا کہ "نہر باقلا" انچھ نہیں لگتا۔ "ایک  
 میں نے کہا کہ رک گیا۔

نہایتی کے نہیں دہنے ہو رہے تھے اور  
 اہل بیت کا اعزاز یہ امر از بہت بھاری ہے بچہ  
 کو نامہ پہیل نے یوں دیکھا جیسے اسے اس  
 کو نہیں پڑنے والا کہ اس کے کسی جملے کا  
 تعلق نیکاش ہو کر وہاں آتا ہے۔ وہ دونوں  
 ایک تھے رضا چونکہ گھر میں جا رہا تھا اس



”معاذ اللہ! نہیں! ابی کریم!“ انہوں نے قہقہے لگے اور پوچھے کہ  
 پھر اس کو کیا کرنا تھا؟ ”ابی کریم!“  
 ”جس میں بدست ہو گئی اب تم چلے پڑتے نظر آؤ  
 ۔“ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بٹا کر  
 ”پچھلے میں کس قدر بغیر دین سے“ یہ کہہ کر  
 اس کے اندر کی آواز سننے والی مڑنے لگی تھی کہ یکدم  
 تھم سے وہ جہیز میں بیٹھ گیا۔ اس کے الٹ اور ہٹ کر  
 کیے جانے والے سارے کام میں بیچن کی خواہش ہی  
 سے تو وہیں جہیز بوسے تھے۔  
 اہستہ اہستہ وہ گہرا سو رہا تو ایک منہ بھر وہ بٹھا۔

\*\*\*

اس نے اس بن شنو باقی کے کمر سے قدم  
 مبارک سے قریب جا کر کمرہ ڈکھایا۔ اس اتنی چاندنی آئے پر  
 ہوا میں ہوئی تھیں۔  
 ”الطبیعت تو نیک ہے تمہاری۔“ اس نے ایک  
 سا مڑھ لیا۔ ”پر کتنا اور صاف کمرہ دیکھ کر منہ پیٹ  
 لیتے ہو؟ ہاں برا تو ہے اور گرد مٹی بھر رہی ہوگی دیکھ کر  
 اس کے اندر عجیب طبع کی سوچ نے دستک نہ دے کر  
 اپنی یہ اس صوفی کرشمی نہیں دے سکا تھا۔ ابی کریم  
 نامہ لکھنے سے مٹی اٹھا کر پختہ کر رہا تھا۔ مٹی اس میں  
 میں ڈال آئیں کہ وہ گمان نہ رہی پر بیچتا تھا۔ اس کی ہوا  
 نے اس کا پتہ چلتا تھا۔ اس میں کی نظر کر رہا تھا۔ ابی کریم  
 دیکھ کر اس میں ہاتھ دھو کر پلٹے۔ ہاتھ پلٹے اس کے قریب  
 پھر سے آکر بیٹھا۔

”ابی کریم! طبیعت تو اب تمہاری“

اس نے مٹی اٹھ کر مٹی پڑھ کر پھر پچائی سے  
 بولا۔

”ابی کریم! اس کو بل جانے کو بل نہیں کرنا تھا اس لیے  
 چھٹی آبل جھپٹ ڈال کر کمرہ آبل۔“  
 وہ ٹھٹھکی کر کچھ چھپا کر اس قلمی پوشیدہ لکھتا تھا۔  
 اس کی اس لکھائی کی عظمت پر جہیز میں وہ بیٹھ تھیں۔ کبھی  
 اس سے زیادہ فرما لیں گے۔ ابی کریم اس سے زیادہ  
 بے حس ہو گیا اور کھالی۔ وہ بٹھا۔ بہت الگ تھلک تھا

ان کا بیچہ۔

ابی نے عجیبی انداز کو دیکھا اور ابی بد سری کر رہی  
 پرتن۔ یہ نہیں پھر یہ ستانہ لے کر بیٹھ گیا۔  
 ”تو تمہارا دل اس کی بات کو نہیں کر رہا تھا اور ابی  
 نے زبردستی اس کو بل جانے کو بل نہیں کرنا تھا۔“  
 ”عجیبی انداز سے یہ کہہ کر سر اٹھا کر ابی کو دیکھا۔ ابی کب سے اس کے دل  
 کی بات دیکھنے لگیں۔ وہ یکدم کھنکھوڑا دیا۔ سر اٹھا  
 وہ کسی پر آشکار ہوئے کا مہذب نہیں دیکھتا تھا۔ بٹھا ہر تھپ  
 میں کا کچھ کم ہو گیا تھا۔ تو بے دلی کی تھیں۔ یہی وجہ  
 تھی کہ اپنی عمر کے کھیل شہزاد میں اور باتیں اس سے  
 بغیر نہیں ہوتی تھیں اور ابی کہتے وہ مدد دینے دے شہزاد  
 ہے اور ناظرانی نے اس کی شخصیت میں چار چاند لگا  
 دیے۔ ابی پر اس کی نظراب بھی گئی ہوئی تھی۔ وہ  
 کتنی ہی ابی کو بختار ہا پھر بولے سے بولا۔

”بھئی لگتا ہے میں آپ کس سے برا بیٹا ہوں۔“

ابی نے لہجے میں عجیب احسان پایا تو کھینچ کر بیٹھنے سے

لگا لیا پھر سر پہ لگی سی جیت کا کر بول لگا۔

”پچھلے ہو اسے میرا بیٹا یا اسے ہو سکتا ہے مجھے تو لگتا

ہے میرا یہ والا بیٹا سب سے اچھا والا بیٹا ہے۔“ اس نے کچھ

جھگڑا ہے۔ اپنی سمجھ ہے۔ مجھے نہ اپنے دل کی اور اپنے

آپ سے بھاگ کر پھر آئے۔ اسے اسے اسے پر اندر سے لگتا ہے

بہت برا ہو گیا ہے۔“ ابی نے ان پر دھڑک کر بھی اس کا

مالک لکھ لکھ کر یہ لکھا تھا اسے حیرت ہوئی تھی اس کی پچھ

وہ کتنی تھیں ان کا تعلیم ہی انسان کو سچا جو چہ عقل دیتی

ہے شاید انہوں نے یہ نہیں دیکھا تھا ان کا تعلیم انسان کو

سچا جو چہ عقل دیتی ہے مگر اس کو کس طرح استعمال

کرنا چاہیے یہ بزرگ عقل صرف ایک ماں باپ دیتی

ہے یا اللہ! یہ لگتا ہے۔ اس کی ماں ان پر دھڑک کر بھی مگر

جانی نہیں تھی اور ابی! تعلیم پانے والے بس اس

ازک لگتے کو نہیں سچے پاتے اور سامنے والے کو را کر

دیتے ہیں۔“ ابی نے انسان خود کو رو کر دیتا ہے تب

وہ سرے کو سمجھنے کی پہلی سیڑھی چاہتا ہے۔

”ابی!۔“ اس نے بڑھتے ہوئے ابی کو پکارا ابی

جو اس کے سر میں لکھیاں چھسائے اس کا سر ہلکا رہی



طنز و مزاح سے  
بھر پور کالم

آپ سے  
کیا پردہ

امین انشاء

قیمت : 250/- روپے  
ڈاک خرچ : 30/- روپے  
بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے  
280/- روپے روانہ کریں۔

مکتبہ عربیہ اسلامیہ

37 اردو بازار کراچی

فیس خوراکیں لیں۔

”جی ہر سنیچے کیا کہنا ہے۔“

”آپ نے ایک بار کہا تھا آپ کو میری ذات سزا کی  
لگتی ہے، آپ نے ایسا کیوں کیا تھا۔“

ابن تو یہ سب کہہ کر بھول جاتی تھیں۔ یکدم  
بڑھ کر سیدھی سی بات بھی کہہ سکتی تھیں۔ میرا بچہ  
پانچ کی تعلیم، انہماک اپنے پڑھانے کی ذمہ داری  
اپنی جان پر ہوتا تو کبھی کبھی سب سے سخت بات کش  
لا جاتی تھی انسان ایک نئے حالات سے اور بکرا اپنے  
پورے غصے کسی اور پر نکالنا پاتا ہے چھڑھٹے میں یاد  
پڑتا ہے کہ سائل کس طرح جڑا لسی لفظ کے  
پیش کر مزید سخت ہو گیا اور اس وقت عجیب ایسے  
شے کی بات پوچھ رہا تھا انہیں کچھ سمجھ نہیں آ  
تا لیکن کچھ کہنا تو ضروری تھا سو گا کہ نہ کہنا اور  
کہنا نہ کہنا۔

جواب دینے میں نکلی گئی تھی مینا اس کا حقیقت  
کہنا ”جی نہیں تھا۔“

عجیب احمد نے ان کے سینے سے سر ہٹا کر اماں کو  
نہرا رہا انہیں کو کوئی کیفیت میں دیکھ کر دلا۔

نہرا لیا میری پیچھے کہتی ہیں انسان صرف دو  
ایسی لالی جی بولتا ہے ایک مرتے وقت دو سہرا  
بہاوت میں۔“

ایک باہمی ہاتھ ارا اب معاملہ ان کی دسترس  
میں تھا تو ان سہرا دل وہ بھی تک موالی بنا انہیں  
پوچھ نہیں کچھ اور کہنا ضروری تھا۔

عجیب بنا تھا اور سب سے الگ رویہ مجھے  
لگتا تھا ہوتا تھا مجھے ہر لگتا ہے۔ تم ہر تک  
میں لیے ان دن غصے میں وہ لگا نکل گیا تھا مجھے  
ان کا کہ تمہاری خراب تربیت کا سارا الزام  
میرے ذمے ہے تم تو جانتے ہو میں اپنے تئیں  
اور ان دنوں میں کوئی مجھ پر ہمارے نہیں رکھتی وہ  
ایسا کہ لپا کے فرمانبردار ہیں مگر تو اپنی من  
میں آکر رہا لگتا ہے۔“

ایسا کہ کہنے سے آپ کو یہ کیسے لگا میں نا فرمان

کرتے پھرتے تھے گا نہیں اس لیے ایک بار اپنی بیوی جس  
 اب اس کو لکھن لگ گئی تھی۔ وہ اس کی اتنی ذہین لکچر  
 کا کھینچا لکھیں، ہولن کے اتنے سے بچے پر اپنی  
 علمیت کا ثبوت چڑھا رہی ہے وقت سے پہلے کی بات  
 بھی انسان کو کند کر دیتی ہے جب اس کی باتوں کو سمجھنے  
 والا کوئی نہ سرائی نہ سنے تو انسان اپنی موت آپ مر  
 جاتا ہے یا پھر کسی کے اندھیلوں میں گم ہو جاتا ہے کچھ  
 کو گم کرنے کے لیے ضروری ہے اور گم کرنا آپ کی بات  
 سننے اور سن کر شخصہ والے لوگوں کی فرہمت ہو۔

\*\*\*

ابھی نکلے پڑھی کبھی نہیں تھیں مگر مزید بک بلا کی  
 شخصیں اس لیے نہ سرے دن ہی وہ اس کے بریک سے  
 پہلے اس کے اسکول آج کئی تھیں پر پہلے سے اس کی  
 چوڑ کر لیں لینے کے بدلے انہیں نے کسی نئی نیچر کے  
 بارے میں بھی پوچھا اور بھی نیچر کو دیکھا کوئی نیا چہرہ نظر  
 نہیں آیا۔

"میرا بیوی ضروری تھی لیکن کیا میں پہن سکتی  
 ہوں آپ نے 8th کلاس کے لیے کوئی نئی نیچر بھی  
 بنا دیا اسل میں اپنی نیچر کی علمی قابلیت کے اتنے  
 تھے سنا کرتا ہے کہ میرا دل بے ساختہ اس کی نیچر سے  
 ملنے کو چاہئے گا اور میں کبھی مسکویت نہ ہو گا اسکول  
 آئی آپ تو جانتی ہیں ہم کھیلو خواتین کی ذمہ  
 دار ہیں۔"

مسکرا کر اس دیکھتے ہوئے مہموش رہا۔  
 قلعہ ٹھکر کے گھوڑے زیادہ کام کرتی ہیں یا باہر کام  
 کرنے والی خواتین زیادہ محنت کرتی ہیں ایک دم اسل  
 مہموش ہو آئیں ذہن میں نیچر کی لسنٹ نہ ہرالی پھر  
 مسکرا کر بولیں۔

"میرے ہم میں ایسی کئی نیچر نہیں ہے جو بقول  
 آپ کے ہے حد کافی، جو آپ کو بتاتا ہے تارے ہاں کا  
 نیچر ان بھی پہلے ہیں کہ کوئی نورس نہیں ملتی نہ  
 لوجسٹک ان میں آجایا ہے میں یہ ان نیچر کے  
 متعلق نہیں کہ وہی جو تعلیم کو خون جگر دے کر آج

ہوں یا بیٹو اول تیرا میں نے بھی آپ سے کسی بھی  
 بات کے لیے اجازت ہوا؟" آپ نے اس میں سر ہلایا۔  
 "جیسے کہتا رہتا ہے تو نے بھی میرے سامنے اچھی  
 کسی سٹری پر بھی نہ جوت نہیں ہوا، لیکن اس کے لیے  
 کسی بھی طرح کی سزا ہی کیوں نہ پائی ہو۔"  
 "نہ پائی۔" میری نیچر لکھی آپ بتا رہے تھے پر بھی بچے کو  
 سزا نہیں دینا چاہیے تھے نہ پھر ہولی روز کی بھوت  
 بڑھاتا ہے۔"  
 ابھی نے عجیل احمد کو نہایت ٹھہر سندی سے

دیکھا۔

"یہ جیسی لکھتی تھی نیچر ہے جو ایسی بڑی باتیں  
 بنا کر انہیں سے تیرا دل خراب کر دیتی ہے۔"

عجیل احمد نے ابھی کو دیکھا پھر سرائی سے ہلایا۔  
 "نہیں اچھی باتیں کہنے والوں کو برا نہیں کہتا  
 چاہیے ابھی یہ کھنڈن لکھتے ہوئے ہے ہر اچھی بات  
 انسان کے لیے انہی سے آکر دیکھ لے۔"

اسل سنبھلے نہیں کہ انہیں میں نے سر کا کاٹا ہوتا ہے  
 ہونے لگا، ابھی سنبھلے اس کی باتوں میں نہ لگا ہوا تھا۔  
 سچ قدامت و عبث نہیں رہتا تھا لیکن یہ بھی حقیقت تھی  
 کہ وہ عجیل احمد کی سرائی نیچر سے لے کر ہولی تھیں اور  
 وہ سرائی نیچر مونا کوور منٹ اسکول کی نیچر کی طرح  
 ہوتے پھرتے پھرتے، یہ تھیں وہ تھیں کہیں کسی لیے  
 انہوں نے انہیں کی باتیں نہ کر کے آکر غیب سے لیا تھا  
 کہ عجیل احمد اسکول بائیں آج نہیں ہے اسل اسل اور  
 اسکول میں ڈالنے کی ضرورت ہے اگر اس کا وائٹ  
 احتجاج لکھتا ہے یا کچھ بھٹے ہوئے لکھنے کی خواہش ہے  
 ابا خاریق لکھتی "میں نے اور شاہزادے نے بھی ابھی کی  
 نہایت کی تھی انہوں نے ضد کوئی تھی۔

"مجھے ایسی اسکول میں پڑھنا ہے پھر بھٹے کی دھن  
 رکھنے والے کسی بھی جگہ سے پڑھیں کہہ دیں کہ بھی  
 لکھتے ہیں۔" وہ اس کی منہ کے آگے سب کو پار دیتی  
 پڑی تھی کہ اس نے مایہ ناپ سے ہٹ کر اپنی اپنی  
 ضد پر قرار دے رکھی تھی، یہ کہہ کر وہ اپنی تھی کہ اگر  
 اس اسکول سے اٹھا لیا تو وہ کسی اور لکھاپ میں تو کس

WWW.PAKSOCIETY.COM



بھی اس کی باتیں اتنی انہی اتنی ہیں است دوست  
 کہتے کہ دل پہانتا ہے ملنا جھگڑا میری طرح ہوتی ہیں ایک  
 اچھے دوست کی باتیں ہے اور اس کا کوئی ایسی باتیں کتاب  
 پر مبنی پاس ہے اچھی کتاب آپ کو کسی بھی طرح کا نیا  
 نظم بغیر آپ کی اس میں جتنا ہے آپ کے اندر انہی کتاب  
 ہے اور اگر ہم اس کتاب کو کہیں دیکھیں تو تو انساؤں  
 کی طرح آپ کی کسی کمی پر ہستی نہیں ہے نہ چیزیں  
 آپ کی برائی نہیں ہے۔ آپ جتنی مرتبہ اس کتاب کو  
 اچھا ہیں وہ آپ کو اتنی ہی مرتبہ خوشی سے یہ کلم کہتی

جس بار بار ایک کتاب پڑھنے سے اس کا  
 جنس والا چارم تو ختم ہو جاتا ہے تا آپ پٹے سے  
 جانتے ہیں آپ کیا پڑھتے جا رہے ہیں۔ "رہنا ہے  
 اسی کی طرح کی مشکل بات کی اماں جو ان کی دوستی کی  
 پہچان چلائی ان کی نظریں عجیب احمد پر آئی ہوتی  
 تھیں اور عجیب احمد نے ہاتھ سوج کر کہا تھا۔

"وہ کسی چیز کا چارم ختم ہوتا ہے تو وہ خالی اس چیز میں  
 نہیں ہوتی ہمارے اندر ہوتی ہے کیونکہ جو چیز ہمیں  
 اچھی لگتی ہے یہ امن کا حق ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح  
 اچھی لگے۔"

"اتنی بڑی بڑی باتیں مجھے خوف آنے لگتی ہے میری  
 باتوں سے کس پر چلا گیا ہے عجب۔" اماں نے ٹھکر مٹھتی  
 سے دیکھا۔ اس نے کہہ سنے اچکائے پرماں کا دل خفا ہوا  
 سے اسی رات کہنے لگیں۔

"مجھے لگتا ہے اپنے عجیب پر کسی بہت نامہ قسم کی  
 دین نے قند کر لیا ہے اور کہ ہمارے ہاتھ پہنچے بھی تو  
 میں انہوں نے ایسی مشکل مشکل باتیں کہیں نہیں  
 کہیں۔ اس کی باتیں سنو تو لگتا ہے کوئی پوری عمر کا پکا  
 مرد بول رہا ہے اتنی کمری نظر اتنی بڑی بڑی باتیں۔  
 میں کہے دیتا ہوں اس بچے کو کسی چیز سے کہہ دیکھاؤ  
 ورنہ میرا بچہ کہیں حق ہو کہتا کجرت باہر نہ لگتی  
 جائے۔" اماں نے کہاں کی فکر مندی کو نہایت خلوص  
 سے جواباً فکر مندی سے لیا پھر یکدم انہیں اس کی  
 ٹافڑیاں بار آگئیں اور وہ توجہ کر بولے۔

یہ بچے کے عملی مظاہرے میں اتنی عزت صرف نہ  
 لے رہے ہیں۔ میں یہ صرف ان افراد کے لیے کہہ رہی  
 ہوں جن کی مقدار آنے میں ٹھیک کی جواز ہے بھی  
 ہوتی ہوگی ہے اس لیے قوم کا کوئی مسئلہ نظر نہیں

آتا۔ بس صاحب باپانی باتیں نہیں اور شاید کسی زمانے  
 میں یہ بھی رہتی تھیں انہیں چوکائی دینی کے تاک  
 ہوتی ہوں دھواں دھواں تقریریں ہوتے دیکھ چکی  
 ہوں اس لیے فوراً "اندازہ لگایا اور اجازت لیتی ہوں  
 کہ اس بچہ پر اب ہر ایک کا جو ایک ٹک ہوتی ہوگی کسی  
 اور اس نے ہر کتاب سے چھپا کر لیا تھا انگریزی کی تیز  
 لکھی سے ہر اس میں کہیں دیکھ لیا اس نے تو پھر  
 یہ عجیب طرح کے سوال اٹھانے لگے کہ یہ تیز قدر میں  
 ہے چلتی ہوئی پر بسل کے مردم سے سڑکیاں اترتی  
 گئے کے بارگ کو ملے کرتی گیت تک پہنچنے ہی والی  
 تھیں کہ اچانک کسی نے ان کے ہر قدم پر پہنچ گیا۔

"ہاں۔ اماں یہ آپ ہیں نا۔۔۔"  
 "ہاں کو ہائی بھرتے ہی اتنی اس نے اقرار سنا تو فوراً"  
 اتنی لہجے میں بولا۔

"بڑی بات اماں آپ اسکول آئی تھیں تو ہم سے  
 خبر کیوں جارہی تھیں۔"  
 "مجھے سے اماں کمر میں مل لیتی ہیں نکلی نہیں  
 ۔" اماں کی جگہ رہنا نے جواب دیا تو اماں کے  
 نہیں پر اسکر ابٹ آئی۔

"یہ تمہارا نیا دوست ہے۔" اماں نے چلی پار گئی  
 اس سے اتنی بے تکلفی کر رہے اور اتنی بے تکلفی  
 اس پر رہا کہ کسی بچے سنا تھا انہیں اچھا لگتا تھا۔

"تمہارے بتایا نہیں یہ تمہارا نیا دوست ہے۔"  
 عجیب احمد نے اماں کے پاس بیٹھنے کی جگہ بتائی۔ وہ  
 بول کے مردم کے باہر کی میز پر وہیں پر بیٹھ گئے تھے  
 چیل احمد نے سانس کی کمری کی بھانگ دلا دے جو  
 ان کا دوران چیز ہو گیا تھا اسے مار مل گیا پھر آہستہ سے

"ہاں نہیں اماں یہ میرا دوست ہے یا نہیں لیکن کبھی



”غریب کھتی ہو تم کسی مسکرتی لڑکی کی جیڑی کا پتہ پھاڑو۔  
یہ مثال پسند نہیں ہے لڑکی کی جڑی کا پتہ پھاڑو غریب کو سٹ  
تھرتے بائیں بچے اور بائیں بچے ہو سکتی ہے کہ بار بار  
اصول اور بار بار انکار محلی بار کا عند غلامی ایسے ہیں  
میلوں سے تخت نما رہتے ہیں کہتا ہے رہتے رہا بچے  
معلوم ہے عند غلامی کتنی محنت کراتے ہیں بچوں  
تے بچے نہیں لگتا ہیں تے بچے آپ کی آغوش کبھی  
کتنی سے لگتا ہو مجھ کو بھلا اس تے تو آند کو بھی اپنا  
دوست بنا لیا کھانسی ہے نیم یہ خیال کتنے کھنکھانے آیا  
یا آئی اسے کبھی نہیں کسی سانس نہ لیا وہ اسے اسے کھنکھانے

لوہے کے ٹکڑے کی شکل میں جو تھیں ان کی مرثیت کر دی  
اور ایک ہی کے پاس لے گئے ان کو سنہ ۱۸۷۱ء میں احمد  
مستعد الدولہ نے شہر میں ایک عجیب و غریب پر میں ان کے  
بارت میں بیان کیا تھا کہ وہ اشیاء یا آگیا جس میں  
ایکہ جہی چو کو اس کا حصہ کر لے کر آپ کے پاس جس کو  
اسی درخت کو کہیں نہ آپ کے پاس میں کر لے  
دفعہ سے لے لیا گیا۔

اپنے جیساں سے روکتے رہا اور گریہ نہ کیا۔  
 گویا اور مسکرا کر کہہ اے۔  
 "خود رخت تیل کر نہیں آسکتا اور تیل کر اس تک  
 جا سکتے ہیں آپ تو جانتے ہیں۔" ہادی فیانہ میں غریب اور  
 فاقہ پرست۔

اور میں ادا ہوئی ہر قرار تمہیں سے عجیب احمد سے کہا کہ  
 ایک کہنے ہیں ہاں میں کہ کہ آجھاں کہ کہ ایک سے ملنے آئی  
 جس عدالت کی کمالی کے پانچ سو روپے ان کی کی مدد تھی  
 جس میں کہ سات دن کے فلسفے جاسٹس کے لیے  
 آئے عجیب احمد نے جو صاحب اختیار تھے کہ ان کو  
 سے بڑے

ڈاکٹر یحیٰی احمد مسیحی ہوا یہ بہت بھاری جنم ہے اسے  
انہوں نے اس کے لیے مسیحی بننے والی مسلمان عورتوں کی  
پرستش کی۔<sup>(۳)</sup> انہوں نے اثبات میں صرہا یا دہ لکھ کر اسے قرآن  
سے خوب جنگا کر دیا۔

۱۳۱) ایک بولتا ایک مویجہ ایک زمانہ پوری نہیں کرتی

محب غلامات جن کی زبان سے میری زبان میں ذرا ہنست کر مینا  
چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں میں ایسا انسان ہوں کہ وہ  
اپنے بچوں پر اکتے ہنستے ہنستے زبان و ارنی کا ہر جھکے کہہ کہہ کر  
انہیں بڑی نہ گھڑے گھڑے کہاں کی محبت اچھی تھی ہے فخر  
جب یہ کہ سنوں ہفتوں پر اتر آئی ہیں تو میرا دل چاہتا  
ہے میں اس گھر سے نکل جاؤں کبھی بھی جو آپ نے دل  
لڑنے لگتے ہوئے تھے یہ بھی برا لگتا ہے۔"

”دیکھو کیسے زہن فراتے غمرو بنی ہے۔ میں کہنے لگتی تھی  
 مہول یہ بہت سخت لڑتے۔“ اماں نے پھر بھی نہ سنا  
 اپنی بات پر جی نہیں تو اس نے مسیحہ بکرت لہاد  
 جاتے۔

”مجھے ان کھیلوں میں مت لپیٹنے۔ آپ جانتی ہیں بچہ اور لڑکی ہمیشہ مٹے اپنچا آتا ہے۔“  
 ”مجھ کو جو چاہے گی چاہو۔ ہاں رہی تمہیں رک کر اسے دیکھنے لگیں کچھ اور ان فنی اور بلا کا دین فوراً“  
 ”سننا ہے کیا۔“

”آپ اس طرح مجھے دیکھ کر یہ تو نہیں کہتا چاہتیں  
کہ میں جس اسکول میں پڑھ رہا ہوں وہاں گریڈ آٹا  
بلیب کرنا کوئی مناسب کی بات نہیں کیونکہ اس کے  
آپٹیمل معیار سے آپ مشکوک ہیں۔“  
تو پٹیل پر بیٹھ گئیں پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب  
کھینچے اور کہنے لگیں۔

”اُمّی کو نمٹیک لٹتا ہے بھی تم تو اپنی عمر سے بہت  
 بڑی باتیں کرتے ہو۔ انھوں نے کہا اس کے بچے کے  
 پاس اتنا زخم و الفت تو نہیں ہو گا جس میں تم پیر  
 پڑتے ہو اور بولتے ہو تو انک بات ہے تم تو انک کا اشارہ  
 ملی میں جلتی بات اُمّی پاک کر لیتے ہو یہ امیر نمک ہے  
 تمہارا ہر عمر کے بچے۔“

”پایز چو یہ میری ضرورت کے ہیں کاٹنا پاک بن کر رہتی ہے۔  
آپ کو تو خوش رہنا چاہیے۔ میں اتنا نہیں بچے ہوں کہ  
میرے لئے اس کے کچھ کھانے کی ضرورت اس شخص پر پڑتی  
میں اپنا اچھا رہا ہوں۔ وہی بل کی بات چاہتا ہے آپ  
کے لئے یہ سخت کارکنہا۔ ہوئی ہے اس آٹھویں  
پانچواں آتی چاہیں۔“

تھی دلا کر مل کی بھی جس کے پاس کی نہیں تھی مگر وہ لئے  
کا وقت آتا تو اس کا ملحق خشک ہو جاتا تھا نکلیں کا پینے  
نکلیں اور سارے دلا کر مل کی بھک سے اڑ جاتے ہی وجہ  
تھی وہ پس پرلا کر مہیجہ پر سخت صرف کرتی جب  
مہیجہ کوئی ذہینیت جیت کر اس کے ہاتھوں کے شور میں  
کھڑی ہوتی تو وہ سمجھتی اس نے مہر کہ مر گیا اس کی  
بات دور تک نہ تھی ہے اس کے خیالات کو سرا لیا ہے یہ  
اور بات سے مہیجہ بچ کر باتوں میں بھی باتیں بچو  
کے لیے کوئی لڑائی نہ ہو تا جو ان میں سرایتا نمود انہیں  
دور میں منشی تھیں کہ یہ اس پر ہی خوش تھیں انہیں  
اپنی زندگی کی اس چال پر کوئی اعتراض نہ ہو تا کم از کم وہ  
اس چال کے ساتھ ساتھ زندگی کا سفر کسی حد تک  
لے کر پار ہی تھیں مگر نہ ان کے گھر کا جہول میں سچا  
جیسا بات تھا۔ جتا نہیں کیے ہوئے بھیا نے ان کے کالج  
جائے کا مقدمہ لڑا تھا اس لیے وہ اسی ذرا سی آزادی  
منشی بھر آسمان پر ہی خوش تھیں۔ پھر طلاق بھائی تھے  
ابا کی طرح قناعت کی پر پابانگ کہ پاپا ہے انہیں نے  
کام کو نے کی عادت ہی نہیں تھی۔ ساری زندگی لگے  
بندھے انداز میں گزارنے کے عادی تھے ان کی اس  
عادت کا اندازہ اس بات سے لگا لیتا تھا کہ کافی تھا کہ اگر ان  
کے گھر کے سرانے انداز کا ایک بائیں جانب ہوتی  
تو وہ ہشتوں بائیں جانب ہی رہتی ان کے اندر کچھ نیا  
کھینے کی انگ ہی نہیں تھی بس پرچہ لکھ کر ابا کا جہول  
اسٹوڈیو تو سمجھتا ہے یہ ان کا ذاتی خیال تھا اور وہ  
اس خیال میں اپنے رائج المیہ تھے کہ پھر دنیا کی طرف  
نئی طرح سے دیکھنے کی ہمت نہیں ہی نہیں کر پاتے  
تھے۔

ان کے بعد شادی بھائی تھے وہ تحصیل کے بہت  
دیوانے تھے اسکول میں ہمیشہ غیر فصالی سرگرمیوں  
میں اپنے فہر آتے تھے اسکول میں ان کی شہرت  
بھی اسی وجہ سے تھی کہ ان کا دم بھر تے  
تھے بلکہ جن دنوں اسٹوڈیو میں میز کی وجہ سے وہ  
اسکول سے غیر حاضر ہو کر وہ بڑے اسکولز کے ساتھ  
چلے جاتے تھے ان ہی دنوں کا سارا مطلب ہی

ہو جاتا تھا کہ اسے دیکھ لیں۔ مگر کیا خاک  
تھی اور آج ان کے گھر میں شامل ہو گئیں۔  
نہیں کا اثر ہو یا نہ ہو مگر یہ لے ہے کہ عجب  
نہیں نہیں کرتا اس کی عمر کے لئے انہیں آگاہی  
ہے یا فرست دیا کرتا۔ ایک ٹیلی کے ختم  
ہے ہی۔ سرا کیلئے لگتے ہیں کبھی کبھی تو ان کی زندگی  
پر دہائی کا اسلوب آتا ہی نہیں ہے اماں کچھ

انہیں سیکنڈ ایئر میں پڑھنے والی اپنی دیہو بنی کر دیکھ کر  
انہیں سے ہر جگہ نکلیں کچھ کرتی تو کیا بس وہ جو  
تو بات اور جہاں جاتا تھا اماں نے اس پر بھی پابندی

انہیں میں ہضم پتا نہیں کیسے کیسے دست بنار کے  
تو وقت سے پہلے ہی تھیں بڑی بڑی باتیں کہتا  
تھا وہ ہے جس نے ہر وقت لگتا ہے تم نہیں جڑنا جاؤ

عاجل احمد کیا کہتا ماں کے اس خیال پر ہنسنے کے سوا  
ان کے پاس کوئی چار نہیں رہ گیا تھا یہ ضرور تھا کہ  
یہ اس کے گھر کے اسٹوڈیو میں کتابوں کا ذخیرہ  
ہوتا تھا اور جہاں ہر طرح کی غیر فصالی کتابوں کے  
تحت خلاف تھیں ان کا خیال تھا کہ انہیں دور میں  
ہوں کر اپنے کورس کی کتابوں کے سوا کسی اور کتاب کو  
لے نہیں لگنا چاہیے اب اس بات کو ماننے کو تیار ہی  
ہیں تھیں کہ کتاب کسی بھی طرح انسان کی زندگی میں  
کی تبدیلی لا سکتی ہے ایسے ہر سو تھے یہ ابا کی مثال  
انہیں رکھتے تھے جو اب اسے پاس تھے مگر آج تک ایک  
نیل اسٹور کی کٹی بندھی کماٹی سے زیادہ آگے تک کی  
اسی ارمیت کی بیسیابی ماحول نہیں کر سکے تھے خود دیا  
ہی کتابوں میں صرف نکلیں ہنس کے ناچار کچھ پڑھنے  
کے حق میں نہیں تھے ایسے میں اس کی گفتگو سب کے  
پیرا تھے سے کم نہیں تھی۔

ایک مہیجہ بچہ تھیں جو سیکنڈ ایئر میں تھیں ایک  
انہیں ایڈیٹر تھیں مگر اس ساری کامیابی کا سہرا ان کی  
ایک ایسی دوست کے سر جانا تھا جو انہیں الفاظ تو دہکتی

اندرونی طور سے کی طرح بکھر رہے تھے۔ ہم نے کئی مہینے بھر بھی اس پر فکرت کی تھی۔ آخر کار اس نے اپنی تیز فکری اور شہرہ آفاق فکریوں کی وجہ سے اس کی جگہ پر

ایک نئی فکری پیمانی قائم کی تھی۔ اس سے الٹی ہوئی تھی۔ یہ سب سب سے پہلی چیزوں میں سے تھی۔ اس نے ہمیں ایک جگہ بکھڑوں کے درمیان جگہ صاف کر کے دی تھی۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔

اس کی وجہ سے اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔

اس کی وجہ سے اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔

اس کی وجہ سے اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔

اس کی وجہ سے اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔

اس کی وجہ سے اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔

اس کی وجہ سے اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔ اس نے ہمیں ایک نیا جہان دکھایا اور اس کے گرد ایک سا کھڑا کر رکھا تھا۔ یہ سب اسے تنہا ہی نے اس کے غم کے لیے کیا تھا۔



[illegible]

ابو ایہ ساری کتب میں میں نہیں ہیں ان میں سے  
کچھ کتابیں لائبریری کی بھی ہیں۔ "ایمانے اس کی  
طرف بیکہ بغیر ملاتی مسجد کہ اس نظم پر لکھا ہوا ہے  
کے نام پر لکھا کہ کتابیں الگ کی جاسکتی ہیں یہ مستحق  
کی کتابیں الگ ہو سکیں تو بہت زیادہ بڑا فیصلہ ہوگا چنانچہ  
تھا۔

”تم نے اتنی باتیں کہیں جو میری جی کی نمبر شپ کیسے لے  
رہی ہے۔“ اس نے سر جھکا کر فرمایا۔

ابا ثاب جو پہنچے وہ وہاں پہنچے جیسے خرچ دیتے ہیں  
اس سے کہی یہ نمبر شہیدانہ نہیں اور اصل پر وہی ہے کہ  
لے ایک وقت میں صرف تین تہیں ایسے ہوتی تھیں  
اور میری کتابیں پڑھنے کی رفتار بہت تیز ہے۔ ابا  
نے پھر بچہ نہیں لیا طارق بھائی کے ساتھ زیوراتی  
گتھ میں لاہور میں اگر کچھیں اس نوٹس کے ساتھ کہ  
آئندہ اس بچے کو اس طرح کی کتابیں پڑھنے کے لیے  
مدد دی جائے گی اور سالانہ یا سہ ماہی سیریز کے ناز و بھ  
نے دیا جائے گا اور کیا تو بہت بد حال تھا کہ ابھی تعلیم  
کرتے سے روکنے کے لیے منہ پوری ہے اسے ابھی  
کھنچا کر دیا جائے کہ خواہ مخواہ میں یہ بات کہنے  
دینی چاہیے کہ جو بات کہی گئی تھی وہی بچہ  
نے کچھ حقیقت سے متنبہ کر لیا کہ کسی بات سے کلام سے  
روکنے کے لیے اٹھ کر آؤ اور اپنا کریکٹ کھم سب سے  
مقبول کر دیا جائے تو ایسی حالت ہے کہ ابھی انسان کے  
اندرون سے سوالات اٹھ اٹھتی ہیں اور وہی  
اور سو سے سوالات کہیں کہیں جواب دینے کی  
وہاں جواب دہ نہیں لیتے ہیں اور کہیں کہیں سچ  
جانتے کی سزا نہیں بھیجی ہے یہ تو یہاں ہی اختیار  
کر لیتی ہے اور یہ بات کہیں کہیں لفظ کسی اسلوب سے  
لکھنے کی نہیں کی جاسکتی۔

تھا مگر تھوڑے دنوں پر ختم کر دیا گیا اور کتابوں سے دور کر

یہ امر تو ایک دم نیا آفت ہو گیا تھا پھر گزاری سی  
نہ ہوا مائے خواب

میں نے قیسم باری رکھنی ہے یہ اگر فریضہ ہے۔"

غرضی نہیں جو میں بھرتا ہوں تمہارے لئے  
 جس کے لیے بھرتا ہوں کہ آگے جا کر کچھ کر لو تم  
 کے ساتھ کو نہ دیکھتی رہو اپنے پیروں پر کھڑی رہیں  
 کے معاشرے کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر تم یہ  
 کے ملنے پر میرے میں جا کر ایک شخصیت بناؤ پھر تعلیم تو  
 کیس پر ہی رہ جائے گی اور تم خود میں اپنی ماں کی  
 کہو تو مجھے ملو جیسے سناجی بہت برے ملتے ہیں  
 چیزیں جو عجب میں رہیں تو انہیں ملتی ہیں سرعام  
 ان کی دہائی جا میں تو کیا ضروری ہے ہر پرستار والا اس کا  
 بعد آج کر اس شخص کو نہ کرنے کا حقد کرے لیوں  
 تو ہو سکتا ہے کہ وہ اور میری باتیں کچھ مکمل سمجھیں  
 اگر وہیں کر کر رہنے کے لیے اس بات پر مجھ میں اور  
 اپنے میں ایسی کسی فلاحی کا مکمل نہیں ہو سکتا میں  
 ہو گیا آج کے بعد تمہاری فریاد آسے تمہاری  
 ہستی کی نسبت سے فارغ۔ "مہیو جو نے اُنہ جسے  
 ان کے انہیں کون سا بیٹہ مرنے تھیں۔ تو کیا شوق تھا  
 تو خیر مخاطب بر آری کی۔ تک ہستی کی آگ میں  
 ہو یہ معاملہ۔ احسن و خوبی ملی ہو گیا تو پھر سے معاملہ  
 جیسا کہ پہلے ہو گیا۔

جیل احمد کی عریضی  
مزاری آباد اور انوار مارش ایسی اور اسی وقت شرف  
کی دکان پر سبز سا حیر چلو یہ ساری خراشات ایسی  
چکر آنا پاتا ہوں۔ "جیل احمد کی آنکھوں میں جلیں  
چلی آئی۔  
شکل سے اپنی پاکٹ میں کئے ہوئے یہ

شرابی نے اپنی تاشیں بچو کے برے ہوائی، اپنا تکیہ  
میں بچو کر رکھی تھی جس میں بھلے نے نہایت محبت  
سے رشتہ کا قاتلین اس نے مونس کیا تھا جیسے مسیح  
بچو نے تلخ کی طرح یہاں اپنی تاشیں بچو کو جپے کیا  
تھا۔ وہ ان کے لنگھوں سے جس طرح وہ اپنے پر  
کھینچا محبت مسکرا کر غریبیں سمیٹتی رہتی تھیں  
یہاں بھی انہوں نے ان کے لنگھوں سے اٹھ کر بھائی کا  
دل دیا تھا اسے بس اپنا تکیہ راز معلوم ہوا تھا وہ ان کی  
شرابی کے بعد سیکھنے لگے کسی بھونڈے ان کی کتابوں  
کی داری میں کتابیں مل رہی تھیں تو ایک لٹائے میں  
بست سارے خلیہ اس کی انگلیوں سے چھو کے لکھی  
ساری تمنایں تھیں جو اس کی انگلیوں کے گھر سے اس  
میں سے ہر گز نہ نکلتی تھیں محبت کا ایک  
نیا نہیں اترتا سندرتھا اور یہ سب طائر بھائی کے نام  
تکلیف کے لئے تھا

آتشیں بجو است فاموش رہنے والی لڑکی تجھیں ان  
 ہے اس قسم کے ایک طرف بطور پر الہیہ کی توقع نہیں  
 جس ان جیسی لڑکی کسی لڑکی سے یہ توقع ہی غیث نہیں  
 کہ واسطے واضح انگلیوں میں کچھ کہیں کی نہ دیکھنے سے  
 الفاظ اسے کمرے میں لے آیا تھا۔

ملارین بھائی کی نوکری اور جنرل اسٹور سے کافی بچت ہو گئی تھی کھر کے اورچ بھی تین کھرے بن گئے تھے یہ اور بات کہ اس کے خستے میں جو کھجوریا تھا اس میں فریسنڈ کھرہیں والی کوئی بات نہیں تھی نہ پلستر تھانہ ہی کوئی اور خوب صوبولی ایک ساٹی اس کا گلا اور کھجور تھا کھرے میں ایک بعب لائٹ تھی ایک ٹیبل اور کرسی تھی جو سیکنڈ ہینڈ اچوں حالت میں کم پیسوں میں مل گئی تھی۔ ملارین بھائی اپنے دوست کے ابو کے توسط سے اپنی ماں اور امیر کی نوکری کرنے لگے تھے سالانہ دو صدقہ اٹھنے کے لئے آتے تھے۔

اس نے خطوط راستے شریعہ کی یہ خطوط انھی آیتوں میں لکھے گئے تھے اور خطوط انبی نبیاریت سے نکلتا تھا۔ علماء یہ نہیں لکھتے کہ جلی رہا تھا والدین کے جواب دہ رہے گئے تھے بہت پیار سے بہت ہی کوسب بھرا

میں نے اس کے اندر اتنا بھر دیا تھا کہ ایک نو چھین کی گئی تھی۔  
 سڑکوں میں اسے اس پر بھی لنگھی تھی کہ اب اور اس کے  
 اس پر وہ بھی کہہ دیتا تھا کہ اس کے لگا تھا کہ وہ ایک  
 بڑا بچہ ہے اس کے خیال میں اس کے اندر ہم کیا بھر دیا ہے  
 جب امی کے بعد اسے زندگی بھر اسے اس پر بھلا  
 میں نے اس کے اندر اتنا بھر دیا تھا کہ ایک نو چھین کی گئی تھی۔  
 اب اسے صرف چھین اس پر بھی لنگھی تھی کہ اب اور اس کے  
 میں نے اس کے اندر اتنا بھر دیا تھا کہ ایک نو چھین کی گئی تھی۔  
 اب اسے صرف چھین اس پر بھی لنگھی تھی کہ اب اور اس کے

"میں برا بھلا نہیں ہوں، میں ہمت سے چلے سر پہنے  
 رکھوں۔" اس نے اُن کو کسی دُشمن سے ملنا تو  
 بے ممانتہ روئے ایک اپنی ساری دنیا کہہ کر شامی کھنڈیا ہائی  
 نے اُن کو اس سر پر ہاتھ چڑھ کر چلنے پر اس کی شخصیت کا اس  
 رکھا اور اس کی ہمت ایسے اُن کو بے گویا ہو گیا ہے جو آپ  
 کے غم میں چلے اپنے کسی کسی غم کو روکے ہیں اور اس کے  
 کے اُن کو آپ کے ساتھ لے گئے ہیں اور اس کے  
 جب ہمارے یہاں اب اختیار ہو کر آپ کو بھگت اور کوئی  
 آپ تک اگر آپ کے ساتھ یہ ہمت رکھ کر کے اسے  
 آپ کی ہمت پر اب کیا فکر ہے۔" اس احساس سے تو  
 زندگی پر اپنی جتنے تھی ہے سو یہی احساس اسے منہ  
 پانی سے ملنا تھا اس لیے اب وہ اُن کے لیے وہاں پانا  
 تو منہ پانی بھی سمجھنے کی ہمت نہیں ہوتا ہے  
 پڑھنے کی تعلیم یہ وہی پوری کرنا کہ یہ اس کی  
 پوری پہلے کے اوقات میں یہ ہمتی ملی ہادی تھی کہ  
 کبھی منہ پانی اس کے لئے ہمت سے ہادی پر اسے  
 سمجھنے بھی لائیں تو وہ اس کے معنی ایک ہوتا تھا۔

جیسے کہ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کو دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ عورت تو میری بہن ہے۔ یہی غلط فہمی ہے جو کہ ہمیں اس کی مثال سے ملتی ہے۔

دوست ایام کے خیروے و احباب سے مل کر

کر بیٹھ گئے تھے اس نے اہل کا دیا کیا بات پات بھوکی  
طرف پر بھایا تو مسجد بھو نے فوراً ہاتھ کے اشارت  
سے چپن کی طرف اشارت کیا۔

”جا کر تاشی کو دے آؤ اس وقت کہیں میں رہو سر کا  
کھانا تیار کر رہی ہے“ کی خاصوش سے اٹھ کر چپن کی  
سمت چلا آیا، بائبلین بھو پستے میں شرابور روئیاں بننے  
میں مسخروف تھیں منجیل کو دے کھانا تو مسکرا کر اس کا  
استقبال کرتے ہوئے بولیں۔

”ارے بھی تم بہت اچھا کیا تم یہاں آگے میں تم  
سے مل کر دیکھنا چاہتی تھی کیا واقعی تم بھی میری  
کینکرونی کے سویا نہیں۔“

”کینکرونی۔“ اس نے طنز سے ہنس کر سوالیہ  
دیکھا اور وہ عجیب بے بسی سے مسکرا میں۔

”ہاں ہماری کینکرونی ہمیشہ دنیا میں سب سے الگ  
ہی ہوتی ہے بلکہ ہوتی نہیں سے بتا دی جاتی ہے جیسے  
کھمسا کے دور میں ایک وقت میں کوڑیوں کو بالکل الگ  
تھلگ پناؤں میں قید کر دیا جاتا تھا ہم سوچتے والے  
لوگ بھی ایسے ہی ہیں بہت کم سراپے جانتے ہیں زیادہ  
تر حد تک تشید بننا ہی ہماری سمت ہے۔“ لحد بھر کو  
رکیں خیر کر رہیں۔

”مسجد بھائی نے ہمیشہ تمہیں جس طرح باسکس  
کیا تھا میرا دل چاہتا تھا میں ایک بار تو اس سے کہہ دو کہ  
جو میری طرح کی اذیت اٹھانے کی رہا ہے کیا واقعی یہ  
یہ زندگی بھورہ کر رہا ہے۔“

”پھر کیا پایا آپ نے۔“ اس نے سنجیدگی سے  
سوال کیا اور وہ مسکراتے لگیں۔ پھر ہر سانس لے کر  
بولیں۔

”میرے خیال میں ہم ایسوی زندگی کے مستحق  
ہیں ہم جو پاپا ہی نہیں کرتے کسی اور کے دلہن کی  
سوچتی ہوئی بات کو ایک لقمہ اپنا اظہر نہیں بنالیتے کسی  
بھی نئی بات کو ماننے کے لیے دلیل چاہیے ہم جو کتنا  
باتوں کو عملاً زندگی میں گزار رہے ہیں ان باتوں کو  
دوتے ہوئے دیکھنے کے خواب دیکھتے ہیں اور خواب  
دیکھنا آسان کام تو نہیں خوابوں کا راستہ ہمیشہ خارزار اور

ان کی عمر بڑی بات نکلی ہی نہیں تھی اس نے  
چاہا تھا کہ ایک لہجہ بھی ایسا یاد نہیں آگے دیا  
میں ناری بھائی کی نظر التفات بائبلین بھو پر اور  
سے خاص روی ہو پھر یہ سب کیا تھا۔ اس نے  
بھو کے گھر جانے کا اچانک پر گرام بنالیا تھا اہل  
ہاتھ آگے نہیں بھاڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔  
اپنے تمہیں اچانک گھر سے دلچسپی کیوں پیدا ہو

”کیا ہے اہل ہر وقت ایک جیسی ہے خبری کی  
آپنی لگے یہ ضروری نہیں۔“ اہل نے خیرہ  
تھا میں بس مسجد بھو کے لیے خاص طور پر انہوں  
سہنی کے لمبے کی نکڑیاں اور چنے کی دال کا حلوہ  
ت کو بابا کی فرمائش پر بنایا تھا ایک بائبلین میں رکھ  
یار اس کے حوالے کر دیا تھا وہ منہ نہایت تھی تھا۔ مگر  
نے آگے ایک منجلی تھی اس لیے وہ خاصوش سے  
بر بار آگیا تھا پھر آج سے کھٹے بعد وہ مسجد بھو کے گھر  
نیزان نہ گیا۔

روزانہ اظہر بھائی نے کھولا تھا وہ گھر میں آیا تو مسجد  
آرام سے باہر تخت پر اپنی سانس کے پاس بیٹھے  
گھر میں بھی یہ پست کم اتی کام کو ہاتھ لگاتی تھیں تو  
نھی کی روٹ تھی۔

”جیب سا نکا مسجد بھو کی سانس کی آنکھوں میں  
دیکھ کر اچانک شکایت آگئی تھی انکروہ نمودی  
ہاں کی طرح کی ایک بیٹے کے گھر چھوڑنے کے  
باہر بیٹے کے ہاتھوں بھورہاں کے سوا کوئی تاثر  
بے سکی تھیں۔ سارے گھر کا بوجھ ایک طرف  
اظہر بھائی کی اچھی جالب نے ہی سنبھالا ہوا تھا اس  
بست سی نا پسندیدہ باتوں پر بھی مسجد بھو کے ساتھ  
ہو رہا کرنا ان کی مجبوری تھی۔

”تم کھانا تو نہیں کھا کر آئے ہو گے۔“ بہت  
ات سے کیا جانے والا سوال انتہائی بے ڈھنگے انداز  
مسجد بھو نے کر دیا اظہر بھائی کے اندر کسسا بہت  
ناریہومی کے ساتھ انتہائی تالار راسم کے شہر  
بنا عبت بے کر وہ پھر سے انصاف بھیلے پھوڑ



سچو، ایسے ہیں بد ذات، تم بے تعلیٰ دوستے ہیں ایک  
فراموش آدمی، شیش پوش بند سلی کی بہت ماریں آگاہیوں  
سے ہٹ کر ہمیشہ "ایک" سے شرمیل ہو رہی ہے، وہ  
اور گریہ بھی اسی وقت تمام پایہ کیل کہ "اے  
پہنچا ہے جا سکتے ہیں جب تک سفر کے بعد ایک کا بندہ نہ  
شرمیل کہتا ہے۔

یہی وہ سچا تھا جس نے اپنے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ اس کے دل میں غم گھٹ گیا۔ اس نے اس کی بات سنی۔ اس نے اس کے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ اس نے اس کے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں۔

اب وہ ایک دن چمور کو تاملین بجو سے ملنے کے  
 مکان نمبر بجو کے گھر چلا جاتا تھا مگر ابھی تک وہ  
 نہیں مانتا تھا کہ وہ کوئی اسٹریٹ کی بات کر رہا تھا چنانچہ  
 ایک دن اسے یہ واقعہ مل ہی گیا مانتہ نہ مانہ چمور نے  
 ہار کے ساتھ لاہور ایک شادی میں گئی وہی شخص  
 چمور ہوا جس کے آؤ ایک لڑکھنٹہ اور کیا تھا امرالظفر جھالی  
 اور چمور یہ کہ ایک برنس پارل میں جاسے کے لیے ان  
 کے گھر کی پارٹی تھی امرالظفر جھالی تاملین چمور کو چمور کو  
 پارل میں شرکت کے لیے رخصت ہو گئے تھے انہوں  
 نے کہا ماما کیا تم چمور شادی کی چائے کے لیے دو دنوں بچت  
 رہتے آئے تھے

میں نے کہا کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔  
اس نے کہا کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔

اب کیسے بہت اہمائی سے جیسے کر لیا ہے  
! آٹھویں کی آٹھواں میں ایک نو آکر دھڑکیا  
آٹھواں باب بھی پڑھ لیں۔

”اے یہ دلدار اور نیت سے چہرا کو گھٹا کر  
نے کی باتیں نہ کہہ کر کے میرے دل پر لگا۔“

”اپنے بچے کو اپنے ساتھ لے کر آئے۔“

تجربہ کاروں کے لیے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ ان کے لیے

وَابْأَبْنَاءُ بَنِي إِسْرَءِيلَ يَرْجُونَ ثَمَرَ لَا يُفْرِئُهُمْ لَهُمْ الشَّجَرُ مِنْ شَيْءٍ فَذَاقُوا الْعَذَابَ

تب کے فتنے رہے ان کے بارے میں کتاب

مختل سے بروکر اور تاجروں کی سہولتوں کے مستحق ہیں جو  
نہایت زیادہ ہے۔

اس کے پاس سے اس کی رگھلائی کے اندر  
جیسے ایک ایک اللہ خدمت پہنچتے ہیں  
کے ہاتھ میں کے ہاتھ میں سے ہاتھ کے اندر  
نیز ہاتھ میں ہاتھ میں

میں نے اسے دیکھا تھا۔

اور اقبال جیسے بانی ہرچیز کو جس کے ذہن میں  
ان خدیں کے ہوتے اور ان کے بانی کے ہوتے ہیں  
جس کے اس پر ہوتے اور ان کے ہوتے ہیں  
قوت ہوتے ہیں

اور ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ ہم نے ان کے لئے بہت کچھ کیا ہے، لیکن ان کے لئے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

ہوئے اور انہیں ہولکے

اس نے سوچا کہ وہ تو یہاں سے گئے تھے کیا تمہارے قہر کو  
میں نہیں کہتا کہ یہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں  
وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔  
اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں  
وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔  
اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں  
وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔  
اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں  
وہاں سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میں وہاں سے گئے تھے۔

موت نہ ہوتے، بلکہ ایک غور سے تبدیل ہوا ہوتا  
تھے۔ حالانکہ ہر شخص نے ہر دور میں سادہ  
موت کے ایک نام سے تبدیل کرنے کی کوشش کی  
ہوئی ہے۔ موت نام ایک عجیب گائیڈ ہوتا ہے اور نہ  
ایک عجیب نام اس نام جو کہی میں ہم نے ان کی  
ان کے ساتھ بدلے ہوئے ہیں۔

فیب جب است پوئے ہے است تم سنئے یہا اردو

سنگین و بڑے پیمانے پر استعمال کیے جاتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ اگرچہ وہ ایک

چیک کی جاتی مددشن انشٹی ٹیوٹ میں ان کے میل  
اسٹوڈنٹ جس پرست تھے اس لیے کسی مددشن خیالی ہو  
کا کام آسان کر دیا۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ خطبہ  
جو آپ کے انٹرنیٹ بھائی جو کہ پیچھے تھے وہی خطبہ جو منیر  
کر کے آپ کو ملتا رہا تھا کی بددینی نسبت کی، اسٹیفن  
کے ساتھ ارسال کر دیا رہا تھا اس لیے آپ کے تھے اور  
انٹرنیٹ بھائی الگ مزاج کے بندے ان لفظوں کی خوب  
صورتی کے اسیر ہو گئے ہمیشہ کی طرح انہوں نے آپ  
کی بات پر استہمال کیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے؟  
مکلفین کتنی دیر عہد جیل احمد کو دیکھتی رہیں ان  
جیسے سادہ مزاج لڑکی۔ سوچتی تھیں کہ کتنی عرصے میں  
محض ان کی بدستی کا دم بھرنے والی لڑکی ان کے گھر میں  
اس طرح چور و دروازہ چھوڑا گئے کی قسم میں جتنی ہوگی  
تیس سیغیر کیا اس کا تو بھائی تک ان سے ٹکلس نہیں تھا  
وگرنہ یہ لہروں نہ چھپاتا اتنی پیار بھری بات جس پر  
ہسٹوں کے دل خوشی سے جھوم جاتے ہیں کیا وہ خبریں  
نہیں بدتیں شاید مسیحہ نے انٹرنیٹ سے کراہو کھڑا  
اس کے اور انٹرنیٹ کے تعلق کو ابھی انٹرنیٹ نہیں  
دیکھتی وہ ان دونوں کو ملائے کی بجائے انہیں الگ  
کر کے کا گئی بھی کھیل سکتی ہے اور اس کا بھائی  
خاموشی سے یہ کہتا ان کیا ہو گا۔

ان دنوں وہ گھر والوں کی پریشانیوں پر بھی بھائی کی  
ریشہ دانداں اور انٹرنیٹ بھائی کی بھڑا خاموشی سے یوں  
ہی چلتی رہتی تھیں ایک آدھارا نہیں یاد آئے کیا تھا کہ  
انٹرنیٹ مسیحہ کے متعلق بات شربہ کی بھی تھی اور  
انہوں نے اس کی بات رو کر ہی بھی متعلق بات بھی وہ  
اپنے فرائض والے گھر میں مزید کوئی شکاف ڈالنے کی  
کے بامی بھڑکتی تھیں ان دنوں انہیں ہر لڑکی جو بھائی  
بنائے جانے کے خیال سے انہیں میں آتی ایک دم سے  
اپنے گھر کی دشمن بننے لگتی تھی ان کے متعلق تھے  
جو ایک کے بعد ایک انہیں یاد آ کر رہ گئے تھے وہ کہتے  
ہوں۔ سے بے وقوف بھائی بھاری تھیں اور ان کی سمجھ

ان کی آنکھوں میں دھیر سا راپاں بھرتا پہلے ایک

انہیں نہیں چاہو گا کہ ان کی قیامت کی چال چلی گیا  
بھائی چاہو گا تو بھائی آپ کے ہاتھ سے نکلی گئی

انہیں پتہ نہیں ہو لیں۔ بھائی میں کہیں ان کا  
نہیں کیا تھا اس نے ایک لمحے کو نظر اوجھڑا کر

انہیں پتہ نہیں یہ آئے تھے ممبر بھائی والے لوگ  
انہیں پتہ نہیں تھے کوئی بھی جذبہ ہو تو ان میں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں

انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں

اس نے چارٹ کا کپ قیمت کی منہ پر رکھا پھر  
تھی سے ہوا۔

اسیر آپ کی کہیں پرست ہے؟ "انہیں نے  
کرات رکھا پھر آگئی سے پھریں۔

"اسیر میری انہیں سمجھ بھائی کی دوست تھی وہ  
نہیں ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔"

انہیں احمد بھڑاوا۔

انہیں آپ کو معلوم ہے آئیہ بھڑے کے گھر مسیحہ  
انہیں انٹرنیٹ بھائی کے خطبہ دیا کہتے تھے ان کا  
انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں انہیں پتہ نہیں

”نہیں مجھے بھوک میں ملی نہبت قبل میں میں  
عزت اس پر گوارا نہیں کرتے گی۔“  
بھائی احمد، مصلحت کو سراہنے والی نظروں سے  
دیکھنے لگا پھر آہستگی سے بولا۔

”طائف بھائی کا دل کو روکنے کلفظ کی طرح ہے بھر  
پندرہ کی نو شاہ ان کی زندگی میں بہت سی لڑکیوں نے  
راسل کی، وہ کی عمر تو تنہا بہت کاوم انہوں نے کسی کا  
نہیں بھرا پھر۔ بھگت میں ملی بہت کیوں ہو گئی آپ بل  
میرا است کو میں اور اپنے بھائی پر انداز کریں، پال چلنا تو  
میں بھی آتا ہے۔“

وہ کچھ نہیں بولیں اور میں ان کی خاموش رخصت ہی  
میں بھرتی کا کام بیجیل احمد کا تھا کہ وہ بہت بھولا تھا  
تھیں، مہیوہ بھوت بھی بھئی وہ بے دھڑک مل کی بات  
کر رہی لیا کہ ماسو بہت اس نے یہ خیال لگا ہر کیا تو مہیوہ  
بجھ پکلی ماست ہدک گئی مہیوہ جب اس سے ایک آنکھ  
دیا کر سازشی انداز میں ”بھائی کو کہا۔“

”بھئی آپ میری بات نہیں سمجھ رہیں تو کہہ اپنے  
حق میں کی ہر کی بات پر آپ اتنا ہڈ گئی نہیں۔“

”میرا کیا فائدہ ہے کس بات میں۔“ مہیوہ بھو  
ماسو نے سر ہلا اور وہ چادر کی نگہ دہ اور ہونچ کر نے کی  
خاوی مہیوہ اس لیے لہو ”تاجر انداز میں متوجہ ہو  
کر۔ والے انداز میں لہو اور بس یہ کلام اس کے لیے  
نہایت آسان ہو گیا۔ وہ پالان جانے کو دھکی آواز کر  
کے بولا۔

”سیدھی میں بات ہے بھو ابھی شہر کے سفل  
انظر بھائی آپ کی ہر بات ناچا کر بہت سارے کو تیار رہوں  
کے لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے بھی وہ آپ سے لہنا  
مزاج بدل لیں۔“

”خدا عازت کرے تجھے کہیں بد فاقی نکال رہا ہے  
عاجز۔“ وہ تڑپ کر لہو اور دھکا اور۔ ”تو ان کرے الہ  
”یہ بد فاقی میں ایک خیال ہے جو ”الہ“ ”ناؤ سے  
فصد شادوں میں اپا لے اور اسے پھر ایسے میں لڑکی  
سے دست دیا اور کر بھوہی، وہ جانی ہے لیکن اگر مامی  
بھوہی شادی عازت بھائی سے اد جائے تو انظر بھائی سن

خیال تو ہاتھ میں تھا کہ وہ طائف کے لہو میں نہیں نہ  
کسکو میں لڑنے کے لیے لفظ طائف میں بھنوہن جوت  
تھے انہیں کھلی اور دھار سے دیتے تھے اس کے لڑکی  
مہیوہ نہیں بھائی بھوہی، طائف سے جب ان لہو کر  
ایک کر پانے کا خیال مل میں ہر جہی ہوا تو تم ہی  
میرے ہر اور اور گئی۔“

انہی بھائی بھوہی بھوہی  
اس کے لہو کی بھوہی بھوہی بھوہی  
کے بھوہی کی انہیں جہی کر بھوہی ہے  
بھوہی بھوہی کے بھوہی

میں نے بھی لگا کر بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی

”انہیں اس کے ہر کر نے میں بھوہی بھوہی  
انہوں نے اس لہو کو بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی

”انہیں بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی

”بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی  
بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی بھوہی



دلی انتہی کو لڑائی سے سناڑت جسیت چھپا سکتے سے زیادہ  
 آواز ابھی تک اسٹریکٹ کر رہا تھا اعلیٰ میں ابھی تھا فائر  
 اب کو بھر بھی آگیا تھا ان کی اولاد میں سب سے نکل آ کر کوئی  
 ہے تو وہ صرف منجھیل احمد ہے اسے نہ دیا کوئی آتی  
 تھی نہ وہیں کے بارے میں کچھ جانتا تھا بس مرے  
 دوست "مسٹر روٹ" کی اہل قول یاد کر سیکھ کر اپنی  
 زندگی کے گولڈن پیریز کو برباد کر رہا تھا بات یہاں تک  
 رہتی تو قلعہ قبیل بھی ٹھیکان جب اس نے اس  
 کیسویکیشن میں انیم اس کے ساتھ ساتھ ایک این بی  
 او آئی جو اس کو لایا کو پکارتیں یہ کیا کر ان کا یہ مینا اتھ  
 سے انھیں آیا ہے فارسی وقت میں وہ اپنے ایک دوست  
 کی ایڈورٹائزنگ کمپنی کو بھی دقت دینے لگا تھا سب کچھ  
 میں اس کی آمد بہت غیر متوقع رہتی تھی۔

وہ جب کمرے لٹکا آ کر ایک خوبصورت فوٹو کے  
 مزے لوت رہے ہوتے اور جب کمرے میں آیا غائب ہو جاتا  
 مزلت تاشفین کے علاوہ کوئی چاک نہیں رہا وہ ایک اس  
 نے کتنی مرتبہ منع لیا تھا اس کے لیے خیریت  
 خراب کیا کوئی نہیں انہی ایک ہنسنا ہوسنے کی سرخوشی میں  
 جاگتی رہتی تھیں اور وہ تمام ایک بچوں کی شہادتیں  
 مارا مارا بچرنا تاشفین سے تو بڑا داشت کرتی رہیں پھر ایک  
 دن بات اچانک جاگیا۔

"الگ سوچتے تو مطلب یہ تو نہیں انسان سب سے  
 الگ ہی ہو جاتے۔" عجیب احمد جھرمٹا کر بڑھاپا  
 لگا رہا تھا چونک کر وہ اذیت کو دیکھنے لگا ساتھی  
 تاشفین کو دیکھ کر اس کے ہوتوں پر مسکراہٹ آتی۔  
 "آپ آتے بھائی ایسے غائب۔" اس نے فلوور  
 کشن کی طرف اشارہ کیا۔ اب اس کا کمرہ کچھ کمزور  
 لگا تھا سنہ پورے کریم کھر کا پینٹ ایک نوم کا کدوا جو  
 پچانوڑ میں یہ آ رہا تھا جس کی بیڈ شیٹ تاشفین ہر  
 چوتھے روز لاٹری بدلتی کیونکہ وہ بہت کم صفائی کا خیال  
 رکھتا کبھی گندے پیرے کر پڑتا جاتا کبھی طارق بھائی  
 کے بچے خواجہ اس کی بیڈ شیٹ پر نقش لگا رہا تھے اس کی  
 الماری میں کپڑے بھی ہر وقت اسے سنبھلنے سے  
 لگے تھے ہر روز ایک سب سے بڑی اسٹری شدہ ٹیبلٹ

لوہر اچھے کے خوف سے آپ کے سامنے اونچی  
 چھوٹی ٹیبلٹ رکھتے اور ناکشہ خانہ وہی آپ کی  
 بلٹی میں رہتا تھا آپ دن نہیں کی تو لگتا کہیں کے  
 سب آپ رات نہیں کی تو سب رات اور نہ کر س

میں کچھ نہیں چکے تھی تھیں۔ معجیل  
 میرا کچھ پورا رہا تھا اب اس مقدمے کی پہلی سماعت  
 بی بی فیصلہ معجیل احمد کے حق میں ہو رہا تھا اس  
 جیسے ہی آج بہت غلط سوچنے والے معجیل احمد نے  
 بہت غلط طریقے سے بات کر کر میدان دیت لیا تھا  
 کہ میں غلط وقت پر لیکن یہ بھی غلط تھا کہ وہ کتابوں  
 کے چکر میں پڑ کر انہیں سے دور ہو گیا تھا ہر چیز تو ان  
 لائی ہے اور یہ تو انہیں اس ہر وقت آگیا تھا۔ طارق بھائی  
 نے اسے ہی اس کی بات کے پیش نظر خود ہی سید ہو  
 دیا۔ طارق بھائی نے ان وقت کی بات کی تھی اور پھر وہاں  
 سے معجیل احمد کے دیکھنا اپنے گھر میں یہ مقدمہ شریخ  
 کو پہلی چشمی پر بات تاشفین کے حق میں رہی تھی  
 طارق بھائی نے وہیں میں شادی کے لیے صرف ایک  
 ہی فارمیٹ تھا لڑکی دیکھنے میں انتہی تو وہ ٹھیک کھنر  
 اسے والی اور سب جب انسانی چیزوں کی بات پتی تو ان  
 کو انکار کیوں ہو تا شادی کی نیاری لڑی رہی تھی وہی  
 تاشفین ایک مینے میں ہی اس کے گھر آئی تھیں۔  
 طارق بھائی اور وہ بہت خوش تھے اور انہیں دیکھ کر  
 بھی خوش تھا اور اب اس کے بدلے ہوئے رہے  
 حیران تھے وہ نہ کھر سے بھاگنے کے بہانے جو عدا تھا  
 اب کھر میں رہنے کے بہانے تلاش کر رہا تھا اور تاشفین  
 اسے اسے شکرت دیکھتے ہو جیت لڑائی میں بھی  
 تھی وہ جیت اب پورے استحقاق سے ان کی  
 دلی تھی رہا طارق اندر تاشفین میں کیلئے کھیلے  
 بہت جلد تو فی لیم میں شامل ہو کر ہمیشہ اندر سے پرق  
 جاتا تھا لیم اس نے وہ میدان میں ہی اور جوری پاموڑ  
 کی تھی زیادہ وقت کھیل ہی نہیں کر رہا تھا اس لیے وہ  
 کھیل کھیل نہیں کر سکا تھا۔ اب کہ ڈکیت نہ دلی تھی  
 اس کی آتی ہوئی تھی اور کھٹ کی وجہ سے

تو ادر یہ سب جانتے مرادیں است تو اس کو متاواگر  
یہاں اس کا حق ہوتا تھا جس کی طرف اشارہ کر است  
ہم نے کیوں ہر کسی کو ان کے بعد اس کے پتہ  
نہ

۱۲۳۴۵۶۷۸۹۱۰۱۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹۱۰۰

”میرے لیے اعلیٰ اس میں ہوتا ہے میرے لئے  
 اس لئے کہ میں اس میں ایک آیت لکھتا ہوں کہ  
 کہ میں اس میں لکھتا ہوں“

تو یہ اور بات ہر ایک کے اندر باطنی طور پر ایک  
الٹانک سے متاثر ہو رہا تھا۔ حق بات ہی تو ایسا ہے  
جس پر حق بات کے اندر ایک گہرا اثر پڑتا ہے جس کے لیے حق  
ایسا ہی ہے۔ حق بات کے اندر ایک گہرا اثر پڑتا ہے جس کے لیے حق  
جستہ ہیں۔

اس اخبار کو پڑھ کر ایک نیا نیا عالم ابھار کے آیا  
اس اخبار کو پڑھ کر ایک نیا نیا عالم ابھار کے آیا

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث  
البحرية والبحوث  
البحرية والبحوث

اس میں پیر علیہ السلام نے اس کی تائید کی ہے۔  
 "وَمَا يَكْفُرُ بِهِ إِلَّا الْأَقَلُّ مِنَ النَّاسِ" (سورہ ابراہیم: ۱۷)  
 "اور اسے کفر سے محض اقل آدمی ہی کفر کرتا ہے۔"

بچھڑنا پانے کی خواہش اسے تیار کرنے والے کو بھی ملتی  
 تھی۔ سچتہ بہت ہے کہ وہ کسی کو اپنے کی بات  
 سنا س کے پناہ میں لے کر جاتا تھا۔ یہی وہی کہ وہاں  
 سب کی باتیں تھیں کہ ان کو سنا بھی جانتا تھا۔ اس نے  
 کہا کہ میں اسے اس میں بھی رکھتا تھا۔ یہی وہی  
 ان کی بات تھی۔ ایک تیار۔ اہل اہل

پیشتر از این که در این کتاب

ہوئے تھے۔ اب تو ہمارے افسانے کی سطح پر ان کی

کئی ایسے تکی انہوں نے دیا ہے کہ وہ انہوں سے نہیں ملے۔  
 "ایسا ہی انسان تھا جسے ایک ایک زخمی گرا اور وہ انہیں  
 بہت بڑے سبب ایک ہی وقت پر بہت نہیں سکھائی  
 ہے زندگی گریباں میں اور اسی اور پھر میں خوشی کرتا  
 محبت میں سکھائی ہے کہ بہت ایسا اسم "میں جانے  
 والے کہیں ہیں بہت کے مذاق کے تھیں جیسے ہیں۔"  
 اس نے مجھ پر مٹی سے تاشیں کر دیے کا پھر آتش  
 سے بولا۔

”یہ بات میں نے آج تک کسی سے شیئر نہیں کی  
تھیں کی میری زوجہ کے بھٹے لکھ سکے پاس خواہشوں  
کے عوض ہانا اپنا میں اللہ میں نہیں چاہتا میں اللہ کی  
عزت اپنے کسی الٰہی نامہ کی بات کے است کریں  
میں اللہ سے صرف یہ تفرض بہت کرنا چاہتا تھا  
تھا۔“

یہ تو ایسی ہی دکان ہے جہاں ہر روزے میں تہمت  
تربیب کا علم کونج سے غیبت سے نہیں نکال سکتا اس لیے  
روزہ پڑھنے کی رسم ہے۔"

”حقیقت میں تو یہ بات سمجھ کر بلا کہن نہیں ہے  
عجیل نے تاکید کرتا کہ غلطی سے اسے دیکھنے  
الٹی نگہ ہو جائے۔“

میں نے تم پر چڑھ کر لالچ کے تحت کھڑے کی نہیں  
 بلکہ تمہیں اسی لالچ کی دھن کے تحت تو نہیں جانتا

۱۲

اللہ کے ہیں انھیں اللہ سے محبت ہے ان میں

چہتا اور باقیہ تحت حقیت کو مستحضر بنائیں۔

انجمن پینے کے لیے انجمن کوڑا کے اندر آنا

یہاں پر ایک اور بات کہیں گے کہ

”اسی فرشتے ہیں جو — جسے میرا خیال ہے یہ  
میں نے اپنے دل سے نکال دیا ہے۔“

کلمہ مستحقِ ترقی کے ہے۔ یہ کلمہ ہر جگہ ہے اور ہر جگہ پر

پہلے جانی میں ہم سب کی ایک ایک بات سے یہ کہنا

—

انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے پاس ایک اور نسخہ بھی ہے جس میں ان کے پاس ایک اور نسخہ بھی ہے۔

بڑھا گیا اس وقت اسے بھول گیا تھا اس نے اسے بڑھتی ہوئی  
پچھتاوے سے کہہ سکتا تھا اس لیے کہ وہ چاہتا تھا اس کے  
میں باپ یا اس کی جھانک سے کہہ سکتے کہ وہ غصے سے  
سے بڑھتی ہوئی اور ہر آواز میں سے خند کو پھانسنے کے  
باوجود اس کی ساری اولاد میں سب سے زیادہ غمناک  
تھا۔

اسے اپنی بیاہیاں اتنی غمزدگی سے کہہ سکتا تھا  
زندگی میں کیا کہی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی اپنی اندر  
نہیں اٹھتی وہ تھا جلدی مٹی مٹیوں میں وہاں رہی رہی رہی  
رکھتا تھا بہت دلی سے خواہم میں بڑھا جاتا کہ لوگوں کی نام  
لوگوں کی آواز اور بچے اور ان میں بڑھتی ہوئی رہتی رہتی  
تھا اس کے اور گھر اس کی شخصیت کے لیے اس کے لیے وہ  
تھی کہ اسے آنکھ بند کرتے بھی صوبہ اپنی ذات و گھائی  
پہنچی تھی وہاں آنکھ بند کرتے بھی اس کے سر اس کے نظر غصے  
کی وہ اپنے دہریہ کے اور گھر دہریہ کے ہر گھر اور آنکھ بند  
تھا اس کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
کے ساتھ اس کی گھر دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
اسے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
باجھ میں سب سے زیادہ غمزدگی سے کہہ سکتا تھا اس کے  
جو برسوں پہلے کا ایک عجیبہ وہاں آتا تھا اس کے اپنے گھر  
میں اس کے اپنے گھر۔

کل اس نے چلنے چلنے جس طرح شادی بڑی کی  
بات کہی ہوئی کی رسم کے بارے میں سنا تھا ایک  
نئے گھر میں بڑی اور بڑی تھا۔

کیا دہریہ کی زندگی میں کہیں نہیں رہی تھا  
اسے کہیں نے نہ جانتا تھا اس سے کہیں رائے کی تھی  
کہ وہ دہریہ والی بھائی کے لیے کوئی تمنا نہ کرتا ہے یا  
نہیں وہ سب آپس میں ملے ہوئے مصروف تھے اور نہ  
شادی اور بچے ایک دوسرے کے لیے تھے اور وہ خود؟

وہاں اور وہاں کی نظر میں ابھی تک کوئی مقام نہیں تھا  
پایا تھا ان کی نظر میں وہاں کی ایک جگہ وہاں کی  
بڑھتی ہوئی بڑھتی ہوئی تھی وہاں کی تھی وہاں کی  
ہرگز نہیں تھی۔ اس نے پتہ پتہ نوکریاں پادری اپنے

ہے کہا نہیں اس کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
ادارہ دار کی مصروفیت کے تحت وہاں کے دہریہ کے دہریہ کے  
نہیں کہ ایک دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
پانی کی بات دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے

انسان تیز جیسے یا آہستہ دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
ہر آہستہ "آج وہ گھر میں اپنے بستر پر لیٹے دوست  
بڑی کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا۔

جس انسان سے اللہ محبت کرتا ہے اسے دل دیتا  
جس شخص سے پھر چاہتا ہے ایک اس کے اس  
دہریہ سے زندگی کشید کریں انہیں اس سے فیض  
پہلے جو دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
تھی وہ غمناک ہونے کے باعث دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
غور کے نہیں بظاہر دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
نہیں دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
نہیں دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
نہیں دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
نہیں دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
نہیں دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے

دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے

اگر شخص بچکان کی بات دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے  
دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے

وہ بھی آج اسی دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے دہریہ کے



لے کر چھوڑیں۔ بھولائی حقیقت یہ بھی اس بولنے پر اپنی اور اپنے بچوں کے لیے اٹھا کر رکھیں۔ کبھی ایسا وہ ان کا بھولائی ہے اس لیے سلا ان کا حق بننا ہے۔ وہ منہ کھولے انہیں نہ گھبراہٹ اس نے تو ایک پلان کے تحت کیا تھا یہاں تاشفین کی شہابی مصیبت ہو گئی تو لڑکیاں ہاتھ دے کر اسے تاشفین کی زندگی کے اس رخ کی توقع نہیں تھی۔

تاشفین تیار ہوا، طارق کو اپنے منہ میں کر لیں تو پھر مصیبت ہو کر کوئی بھی پہل کار کر سیں، وہ کبھی کبھی سب کچھ اٹھاتے تھے۔

”آپ نے ابھی تک قدم نہیں بنائے میں تو سمجھتا ہوں آٹھ نو سلا میں بندو کسی کی پراپرٹی پر قبضہ کر کے تو اصل مالکوں تک کو زمین چھڑا دی، شکل ہو جاتی ہے یہاں آپ اپنی زمین کو بیچیں گے نہیں چاہیں گے۔“ تاشفین نے اسے بڑے پھر دیکھتے ہوئے کہا۔ ”طارق میری قدر کرنے والے ہیں لیکن مصیبت یہاں بھی نکلے نپا رکھنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا طارق کہتے ہیں صبر کرو، ناشی گھرا ہے پھر سے صبر نہیں ہو گا، تمہیں پتا ہے کل سے عید کتنی مرتبہ منڈ کر چکا ہے اپنے فرائض پارسل مانگنے کی میں اب اسے آیا ہوا ہوں پھر تمہاری باتوں کی برباد ہو گئے گئے۔“ یہ خانہ بدوشی سے کہیں سے آفران ہو گیا تھا پھر تنہائی سے ہوا تھا۔

”اماں کہیں ہیں۔“ تاشفین نے اسے خوف سے دیکھا تھا۔

”چلیز عجبی اماں سے کچھ مت کہنا وہ پتا نہیں میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔“

”ایک منٹ یہ تمہارا پتا ہو رہا ہے آپ سے مجھے ذرا سی رازداری باکس انہیں نہیں گاتیں بے فکر رہیں آپ پر انہیں نہیں آئے ہیں۔“ وہ چہرے سے ٹکنا چاہا مگر انہیں پہلے پہلے یہاں سے ہٹا دیا اس کے سامنے کھڑی گئی تھی وہ اتنی دور تک دوا کر پکڑے کھڑا ہوا تھا۔ بلند بنے شہر سے ہمیشہ سے رہتا تھا لیکن ابھی اس طرح شہر سے نہیں کرتا تھا۔ نہ وہیں کھڑا تھا جب اماں اپنے کمرے

اور سے آ کر ہی رات چار بجے کمر آتا تھا اس لیے اس وقت ہمارے اٹھنا تھا۔ رات ہی وہ سب سے پہلے اٹھ کر اپنے کمرے سے نکلتے تھے کہ آواز میز پر سیاں انہیں دیکھنے آیا کمرہ بڑا تھا، وہاں کمرہ کمرہ تھا اس کا اتنی تاشفین سے ہی لگے لگا تھا کہ چہرے میں کسٹ ہٹ کی آواز سن کر اس کی جہن میں ہون لگی تھی۔

تاشفین بڑا بھی کا حیران اسے ایک بار پھر سے مسکراتے ہوئے پھر کر گیا تھا کمرہ بے کسٹ میں داخل ہو کر تاشفین نے بھی سون میں ہانک کی ساتھ ٹیم میں لیجے تھی، رات کی تمہیں جیسے کسی سے دست بردار ہو۔ ”خیر پتہ آج تو تمہیں نامہ ہو گا۔“ تاشفین نے کہا۔ ”تو وہاں تو رہیں گے نہ کیا آج اسے ساری پرانی باتیں دوا آ کر رہتی تھی۔“

رانی بانس یاد آتا اچھی ملاست نہ نہیں۔ اس کے شعور نے اسے نوٹ کر کن اسے سب کچھ اچھا لگ رہا تھا کہ کتنی بھی بات ایسا نہیں کر سکتی تھی چھت کی طوالت چائے کے کپ اور تاشفین نے بھی کا چہرہ دیکھا، وہ پھر سے ٹوٹ آیا تاشفین اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پہلے سے زیادہ غصا دیکھیں۔ ”آخر ہو گیا کیا ہے کپ کو آپ میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہیں۔“ اس نے انہیں کندھے سے تھام کر پوچھا اور تاشفین کی آنکھوں سے آنسو پھٹک کر باہر آئے وہ کتنی دیر اسے منہ سے دیکھتی رہیں پھر بڑے گڑبڑا لیں۔

”آپ نے ابھی میری زندگی برباد میں ڈال لی۔“

”کتنی مطالبہ کیا گیا ہوا۔“ اس نے کمرے میں آ کر بیٹھ گیا اور نہ جوئے میں نہ کتنی تپیل میں مسواہ بیٹھنے ہوئے پہلے سے زیادہ غصے میں رہا۔

”خدا ہی پتا رہتے ہیں لیکن مصیبت تو کراچی میں ہے نہ اسے نہ کوئی نہ کوئی نہ ہمارے کمرے مجھے متانے آجاتی ہیں ابھی طارق اسانی کی شادی نہیں ہوئی مجھے کسی بھی طرح کا حق لینے نہیں دے رہے ہیں کہ یہ حق صرف ان کا ہے بچکے ماہ طارق نے جو میرے اور بہنوں کے

سے فری نہیں ہوتا تھا آج اسے اپنے وقت سے بچا جانے کا یقین ہوئے لگا تھا۔

”حیرتی آنکھیں اتنی مسخ کیں ہوں رہی ہیں کہ سچا بھی کتنا اتر آیا ہے۔“

اسے اس آواز کی آواز میں ادا۔

”کوئی خاص بات نہیں ہے اماں اس تمہارا سا بلڈ پریشر رہنے لگا ہے اس لیے کب اچانک شوٹ کر جائے

چتا نہیں چلا شاید اس لیے ہی آنکھیں مسخ ہو رہی ہوں گی۔“ اماں نے پیار سے رخسار چھوا تو اسے لگا تمام

ترو کھڑے پن کے باوجود اس کے اندر محبت آج بھی عام سی حالت میں موجود ہے وہی چاہے جانے کی تمنا

وہی توجہ کی دیکھ اس نے لب اپنا سر اماں کی گود میں رکھ دیا تھا پھر آستنی سے بولا تھا۔

”آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کیا واقعی میں آپ کا اچھا بیٹا نہیں بن سکا ہوں۔“

”بائیکل ہوا ہے میرا جیسا کہ ہے ہر سونے کے نقشے تو لگتا ہے میرا یہ والا بیٹا سب سے اچھا والا بیٹا ہے بس کچھ

تھلا ہے نہ اپنی کچھ ہے کچھ نہ اپنے دل کی اور اپنے آپ سے بھاگے پھر آئے اچھا ہے پر اندر سے لگتا ہے بہت برا ہو گیا ہے۔“

”اماں میں آپ کو اب بھی اتنا سہاوی لگتا ہوں۔“

اس نے سر اٹھا کر سوال کیا۔ اماں کے چہرے پر الٹی مسکراہٹ۔ پھر کئی اوروں نے پلٹے کی طرف اس کے

باہر میں آنکھیاں پھیرنا شروع کر دیں۔ اماں کے منہ تھلے بولے تھے نہ رتہ نہ رتہ کہ وہ خود اپنی زندگی سے بھاگنا پھر رہا تھا۔

”اپنا خیال رکھنا کہ پھر وہ کھرا ہے سب سے سچا مل کر رہا کر حیرتی بات ہم لوگ بھٹے بھٹے کے قابل نہ

سی رہا تھیں اپنی زندگی نہیں زندگی تو اپنیوں سے ہوتی ہے کچھ پتا ہے کچھ نہیں ٹکسے کہ پھر والا قسط نہیں

بھولا ہو گا وہ کہتا ہیں جو تیرے ابا نے وہی میں نیکی تھیں یہ ہر جہی لا سب تو ایک خوف زدہ باپ کی

کو شش بھی نہیں لگتا تھا کہیں تو بھڑک جائے پس اس

نے اہی جس سے اس طرح کھرا دیکھ کر ہونٹ تک مٹی

فیر مٹی تمہاری مٹی۔ یہ تو بڑا توہم رات کو کب

آئے تھے ویسے ابھی تک یہ مٹی پر قرار ہے یا نہ دھکے

خیر ہم تمہاری زندگی سے بالکل بے گنس کے ہیں۔“

اس نے اماں کے نقشے کو اپنی پار فور سے دیکھا ہمیشہ

مرستہ بڑا پتھر آتے لگتا تھا کھر میں اس کو کوئی

بھٹنے والا نہیں ہے اس لگتا تھا بتاؤ چاہے جتنا غم

بھٹتا ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے الگ ہو کر سوچتے

ان بات بری نہیں ہے مگر الگ سوچتے سوچتے سب

سے الگ اور دگرا سمجھ لیتا خود کو تیرے اسی طرح ٹھیک اور

نہ اسی صحیح اور غلط کے فیصلے کرتا بلکہ کج رہا تھا آج

اسے ان باتوں کی نیکی اور باتوں الگ الگ رہتی تھیں وہ

میں قدم ان کے قریب آگیا تھا پھر کندھوں پر ہلا

پڑا کر دلا۔

”بھیا ہے اماں کیا میں ابھی تک آپ کا اچھا بیٹا نہیں

بن سکا۔“ اماں نے جھٹک کر اسے دیکھا ہے نہیں اور

چہرے میں کوئی احساس تھا نہ وہ خود بخود کہیں رہا تھا۔

اسے لگا وہ ماضی میں چلا گیا تھا اماں نے اس کے چہرے

کی سنجیدگی سے گھبرا کر اس کو تیرے سے دیکھا پھر غم

میں نے اپنے کندھوں پر رکھے ہاتھوں پر اپنا دایا ہاتھ

رکھ کر چپ تک کر دیا۔

”کیا دیا ہے؟ کچھ غار ہو رہا ہے کیا۔“ اس نے

پوچھ کر دیکھا اس طرح آنکھیں بھاگتی تھیں اس نے

مخالب کیا تھا لیکن انہوں نے بات نوٹ نہیں کی

تھی۔ واقعی یہ سچ ہے کیا، اس ہی اولاد کی سانس سے

اس کے اندر کا وہ سم جاتی رہتی ہے۔

”جیتا نا غار ہو رہا ہے کچھ۔“ وہ پریشان ہو گئی

تھیں سو عدد بول اٹھا نہیں تھیں میں رکھے تخت پر

لے جا کر اٹھاتے ہوئے آستنی ادا۔

”پتھر ایسا خاص نہیں ہے۔ کل دال لیا تھی مگر

غار ہانے میں پتھر وقت لگا تا ہے نا۔“

اماں نے پہلی بار اسے غور سے دیکھا غور سے دیکھنے

کی تو تمنا کب سے تھی وہی اور بچوں کی طرح ان

میرا اسکا تصویر دیکھنا چاہتا ہوں۔  
وہ چھٹی کر کے کچھ میں تھا سو اس کے سارے نظریں  
کھلا تھا اور اس نے منہ کھولے صبح کو بڑی بری شخص  
آج کو کچھ ساعت بعد انہوں نے کہا تھا۔  
"صبح نہ بچے یہ نہیں لیتے میں بات کرنے لگا ہوں  
ہوں گا کہ اس طرح کرتے ہیں۔" کچھ توقف کیا پھر  
حیرت سے بولیں۔

"اگر تم راز دیتے ایسا ہی ہے، ان سے تو مجھے حیرت  
ہوتی ہے انہوں نے میری دسری بھی کوٹائی کی دست  
کیے کر لیاں کھول تو تم سے ہی ادب کیا ہو گا۔"  
"میں جانتی ہوں یہ سب انہوں نے کیوں کیا  
ہے۔" صبح فون کرنے نہیں اس نے زمان سے  
پوچھا۔

"کیوں کیا ہے پتا تو بھی تو اب۔"  
"سید صاحبی بات ہے اس ناشی کی یہاں شادی کر  
کے جس طرح میں مرغی کی غلام ہو گئی تھیں اس  
کے لیے انہوں نے یہ حل نکالا کہ شاہزادہ کو لے کر واپس  
پا بھاری رکھنا چاہتی ہیں اور مجھے بٹانا چاہتی ہیں۔"  
اب اس نے بولنا شروع کرنا پر نظر سے بنے گا دارا نے کرنے  
کے لیے جو باتیں اس نے عائشہ خاں سے بھاری  
تھیں وہ کھل کر سامنے آجائیں اشامزہ کی نگاہ کی  
طرح تھی کم کر کے ان کو اسالی سے اپنے رنگ جسک  
میں بٹھا جا سکتا ہے عائشہ خاں نے اس شخص بکر عقل  
منہ تھیں اور اس کا خیال تھا صبح جو گاؤں آؤں گے  
لے یہ ضروری تھا سو کر گزرتا تھا۔ اس نے گا  
کھانا دیا تھا پھر برائے دل تھا۔

"ابھی بھر شہر سے ملے گا تو اس میں سے ہیں جو  
ایک پوچھتے اور تو ایک پوچھتے ہی کہ دیکھنا سمجھتی  
ہیں ابھی یہ بھی تو سمجھ سکتی ہیں کہ شاہزادہ کی بہن  
ان کے گھر میں نہ کر آئے گی تو ان کے بچہ سکھ میں ان  
کا ساتھ دینے میں پہل کرتی بھی کبھی ان کی بات  
کئے گئے کسی اپنے کی طلب ہو گی تو شاہزادہ نہیں  
دے سکتا ہو گی۔"

صبح جو کھانا ک نظر میں سے اس نے دیکھنے لگیں

لے انہوں نے اور میں نے تجھ پر بھی رکھی مگر مینا ہم  
میں سے کئی شخص سے غرت نہیں کرتے نہ بہت ابھی  
تک ہونے سے پہلے آخر میں سوالی کرتے ہیں میرا  
مجھے آگیا کہ اب اور میں ہمیشہ کتنی ہوں نہیں اسے  
ہست کہم ہے وہ ابھی نہیں کیا اور میرے لبا تھے اسے  
تی اسے لے کر جاتے ہیں نامق آج جب فون آئے ہے  
تو اب تو مجھے شہر میں جب ہر سے کوڑا ہے سب سے  
میں نے اب کر کر کے کہنا ہے اب ابھی تو پتا مشہور ہو  
گیا ہے اس کا کمر انہیں لگتا ہے کہ مجھے تو خبر ہو آئے  
اسے صبح یہ ہر سے کھرت کوئی آدمی باپ کے لیے  
اچھا کر رہا ہے سر نہ ہارے ہوئی ہے ایسی اور اس  
خوش قسمت ہو کہ اب ایسا کہتا ہے میرا دل تو خوشی  
سے بھر رہا ہے مجھے لگتا ہے میرے دل میں تھیں درد  
رہنے کی عورت تھی عیت طور پر یہ کئی ہے مٹی بارہل  
چاہا تھے اور چوں کی طرح یاد کر رہی تھیں ان کی  
طرح میں گور میں سر نہ کر کے اڑ کر سے مگر مینا ہی  
نہیں آتے دیکھتے۔"

اسے اب ہی آپ شرمندگی دوسنے لگی اب دیتی ہو  
تھائی میں وہ کچھ مگر خوشی سے سہا ہوتی تھی۔ سو  
یوں ہوا ہے ایسے میں شہر میں آئے نہیں۔ اس  
نے مینا کو دیکھ کر ایک نے طرح سے بات چھینا  
تھی اس کو ان کے سہنے پر حیرت نے دیا تھا۔

"تم میری راز دہانی سے بھر بھی خبر میں رکھتا  
ہے یہ صبح ہے تو تمہارے لیے عائشہ نے رشتہ لایا  
نہ مگر میں نے ابھی کچھ باقی نہیں بھری ویسے بھی  
شرقی کے بعد پہلے ہی کر لیا کی پھر میں شاہزادہ کی  
پوری آسکی۔"

اس نے زبانی سے اس کو کہا پھر جھپٹتی سے ہوا۔  
"میری پوچھو نہیں اب جب مقدمہ روز کرے گا تو یہی  
میں وہ ہونے کی اب شاہزادہ کی بہن۔"  
صبح کو اس سلسلے میں خبر دہانی آئی اب اسے  
نہیں بھگت رہی۔

"میرا دل عائشہ خاں نے کھائی ہیں خبر میں لگنے  
لگا میں جانتی ہوں بہت پاناک عورت ہیں ان سے





کے آتے یہ رسم ملے کر دی گئی رسم کے دن سرت دن طارق بھائی نے سب کے گھٹ اٹکائے شرمیں کر دیے۔

طارق بھائی نے کچھ تھکے خسوس طور پر تاشفین کے لیے خریدے تھے ایک آپ کٹ سونے کا سیٹ تین چار جوڑے مسجد نے جانتے پوچھتے کیڑم سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

"اماں یہ اپنی شازدہ کی شاہی کٹ لیے رکھ دیں۔" شازدہ نے بچہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا پھر نرمی سے بولا۔

"طارق بھائی یہ تاشی بھائی کے لیے لائے ہیں اس کی پسند پر ان کا تاشی حق ب میری قسمت میں جو ہو گا مجھے مل جائے گا۔"

وہ جتانے کو مسکرا کر تاشفین کی طرف دیکھنے لگا مسجد بچہ کو پٹے لگ گئے بیٹے انہوں نے نہ سونے کی محنت کا پھل کھایا تھا وہ سونے کے لشکروں سے دل سچ کیے تھے مگر آج وہ ہاتھیں اکائی کٹری تھیں الگ سوچنے والے ہی نہیں صرف اپنے بارے میں سوچنے والے تھے ابھی اکیس وہ باتے ہیں مگر مسجد بڑھائی سے بارہائے دانی کہاں تھیں پچھتے اسی صحت یہ ہاتھ رکھ دیا جو

دانی کی آنکھوں میں معاملہ واضح ہو آچا کیا تھا اسے تاشی کو اب وہ نیم میں بچہ سے داپس آٹیا تھا تاشفین نے خیال سنا تو تیس ہو گئی تھیں اس نے ہمشکلی نہیں سمجھا بچہ بھی نہیں مائیں تو فطرت سے بولا۔

"میں نے بھی پر ہر سو نہیں ہے نہ سنی مگر اپنے بچوں پر تو ہر سو کرود آپ کے اس گھر میں پرے کی سب سے بڑی ریل ہیں۔ انہوں نے اب اتنے بھی کئے کرودے نہیں کہ اپنی بیوی کے حق کی بات نہ کر سکیں۔" انہوں نے غصہ سا اس

بچہ سے بولیں۔ "مجھے صرف اسی کی فکر ہے بچہ نے انیس جس طرح دن کر دیکھا مجھے ڈر لگتا ہے کہ شازدہ بھی مسجد کے ساتھ چالی تو میری ماں کی جگہ تو کر چکی کہیں نہیں رہے گی۔"

"تاشی بچہ آپ بھی نہ تارک پبلو کے سوا کچھ نہیں دیکھتیں۔" انہوں نے بچہ کو دیکھا پھر اپنا کارنامہ جتانے لگا تاشفین منہ کھولے استہمکتی رہیں۔

"مجھ بھی تم نے اتنا بڑا رسک کیا بیوت لیے تم نے مسجد کا ساتھ نہیں دیا مگر کیا ضروری ہے شازدہ کی کی خدمت گزار ہو کر رہے۔"

اس نے بچہ کو وقف کیا پھر نرمی سے بولا۔

"زندگی میں کچھ بڑا کرنے کے لیے سیدھی سی بات ہے تاشی بچہ رسک تو لیتا ہی پڑتا ہے، امکن ہی میں زندگی ہے امکن زندگی میں ہر سو نہیں آنے دیتا پھر مسجد کے مقابلے میں اس کی تربیت کا سارا وقت آپ کے ساتھ گزارا ہے سو جو عمر ہر سچ کی زندگی میں بیکیدی حیثیت رکھتی ہے بنے بگڑنے کی سیکھنے کا سارا وقت اس کا آپ کے ساتھ بڑا ہے اس لیے آپ کا دوستی اس میں اتنا رچ بس کیا ہے نہ مسجد بچہ کی طرف اپنی ایکٹ کرنا چاہتا ہے بھی تو اس کا اندر بے اطمینانی ہے یہی کرے گا اور اندر میں جاسنے والا رویہ بہت کم بڑا لانا ہے آپ فطرت کی طرح کاروبار میں دے سکتی ہیں اسے پھر یہ تو آتی ہیں امید پر دنیا کا تم ہے۔"

تاشفین نے بڑے شکر سے اسے دیکھا طارق بھائی

خواتین ڈائجسٹ

کی شہرت  
بہنوں کے لیے ایک اور ناول

اماوس کا چاند

بشری سعید

قیمت --- 150/- روپے

مکتبہ شریعہ ڈائجسٹ

37- اردو بازار کراچی۔

چڑھتا ہے اور بہت کم لوگ یہ نکتہ سمجھتے ہیں میں خود  
میں نے بھی تو کتنا وقت ضائع کیا ہے مجھ پر تو  
انسانوں کا اور اپنے اللہ کا قرض بہت چیز کیا ہے  
کو خوش کرتا ہوں اتر جائے دیکھیں کب کامیابی ملتی  
ہے۔

”تمہیں کامیابی پانے کے لیے زبان سخت کی  
ضرورت نہیں پڑے گی تم مانو یا نہ مانو یہ سچ ہے  
تمہیں اللہ نے تمہاری نند کے باوجود تنہا نہیں کیا تھا  
ہوئے نہیں بڑا ہر راستے میں تمہاری بات سننے اور  
سمجھنے والوں کا جم غفیر لگا کر رکھا بس تم مجھے دیر سے۔“  
اس نے سرخوشی جھپکا کر کہا۔

”آپ ٹھیک سمجھیں واقعی میں دیر سے سمجھا اس  
کی محبت کو پہلے میری ضد تھی میں یہ جانوں نہ مجھ سے  
کتنی محبت کرتا ہے مگر آج اس کی محبت سے دامن بھرا  
رکھا ہوں تو نظریں چرائی پڑتی ہیں کہ جولا“ اس نے  
بوجھ لیا اب بتاؤ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو حساب  
دو تو اپنا حساب تو اور — ہو گیا ہے مگر آج سے  
کو شش کرنے کی تمنا ہے۔“

”بالکل! کو شش زندگی ہے جیسے امریکان زندگی اور  
مجھے کبھی سحر کی امید کرنا خود خیر سے عظیم تر ہو جاتا ہے  
عجبی —۔“ تاشفین نے کندھا تھپتھپایا اور دو دھڑ  
کرنے کے خیال سے اپنے کمرے کی سمت بڑھتا چلا  
گیا اور کوئی تھا جس کا ہاتھ لستا اپنے ہاتھ پر محسوس ہوتا  
تھا۔

خوابوں کی نمکبانی کرنا آسان نہیں۔

خواب: کچنا بھی آسان نہیں۔

حکم مشکل راہ تو محبت کی سرشت میں شامل ہے۔

اور ہر مشکل میں اس کا ساتھ راستہ آسان کرنے  
کے لیے کافی تھا۔

طارق بھائی نے اماں کو دکھانے کے لیے گھنوں میں لا  
رکھا تھا اور جو صرف تاشفین کے لیے تھا۔

”اماں مجھے یہ رنگ اچھا نہیں لگ رہا میں تو یہ رنگ  
سوٹ ہی لوں گی۔“ تاشفین نے طارق کی طرف  
دیکھا۔ طارق نے اس کی طرف اور یکدم اماں نے کہا۔

”خیر نہ خیر دیکھ دالے کی مرضی کا ہوتا ہے منجھ  
جو بھائی نے دیا ہے تو رکھ لو ایسی اچھی بات ہے۔“  
منجھ بھوتن فن کرتی رہاں سے اٹھ کھین اور اس  
نے تنہا کر تاشفین کو دیکھ کر کہا۔

”آپ نے دیکھا میری ذہانت —۔“ پھر ہنس کے  
بولی۔

”سچے مجھے نہیں سمجھ آتا تھا سوچنے والے لوگ  
ہمیشہ پائل خانے کیوں آباد کرتے ہیں دنیا میں کوئی پھول

کھلانے کا سبز ان سے سرزد کیوں نہیں ہوتا لیکن  
اپنی زندگی کو دکھتا ہوں تو سمجھ آتا ہے سوچنے سمجھنے  
والے لوگ تنہائی کی سزا خود بھگتے ہیں وہ جو انسان  
کے بارے میں جاننے کا علم سیکھتے ہیں وہی علم ان کو  
انسان سے دور کر دیتا ہے۔ زمانے کے سینے میں ہم  
دھڑکتے ہیں کائنات ہم جیسے لوگوں کے اندر میزید پیدا کر  
دیتا ہے زمانے کے سینے کی بجائے کسی ایک دل میں  
دھڑک جانا آسان بھی ہے اور پُر اظہار کیفیت بھی  
سوچنے والے لوگ بہت کم خوش ہوتے ہیں یہ سچ ہے  
مگر خوش رکھنے کا سبق تو یاد رکھنا جانتا ہے۔

ہم بگ بھٹے حریف تشدد نہیں لیکن ہم ہی لوگوں  
کے دم سے تو زمانہ ہے کوئی بھی نظریہ سوچ ہی سے تو  
پروان چڑھتا ہے پھر کیا ہوا جو ہم لوگ سڑاٹے یا  
نشتہ رہ ہوئے خوابوں کا راستہ ہمیشہ خار زار اور مشکل  
سے بھر کر گزرتا ہے خواب: کچنا آسان کام نہیں۔

ہر نیا خواب ایک نیا راستہ ہے اور کسی بھی نئے  
راستے پر چلنے کے لیے انسان کو پہلے تھاپنے و تپا پڑتا  
ہے نلتے چلتے نکلتا۔ خود بخود بن چلا کرتا ہے۔ انسان  
خود کو رو کر دے تب وہ سڑوں کو چننے کی پہلی سیڑھی





طہر کے لیے میاں تھا۔

انہاںہے نہیں کروگی۔؟“ انہوں نے بیگ کی طرف اس کے بڑھتے ہاتھ ویکے کر کہاں جیسی مستاسے پونچھا اور وہ نفی میں سر ہا کر بولن۔

”آپ نے بہت اچھا ماہنامہ شروع کر دیا ہے۔“ اس کی ہر میٹر بھی  
 نگے ساتھ ان کا ہل ایک سانس کم لے رہا تھا۔

۲۱؎ میں کی زندگی میں ساری ذمہ داری ان کے کندھوں پر تھی کیونکہ وہ اہل گھر کے لیے ایک ڈھارس بھرا کھنڈھا تھے۔ شوہرائی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے فتنہ نہیں کرتے تھے گھر انہیں آگہی اتنی تھی کہ ایک نوکری ایک بہنے سے زبان نہیں چلتی تھی بھر پور سے لکھے بھی نہیں تھے یہاں تک کہ کسی فیکٹری عکس کینی میں چوکیدار کی نوکری بھی ملنے کا امکان قسم بومیا تب لن کی اہل نے انہیں اپنا دوست مانا اور جانے کیا کیا مان لیا تھا اور وہ بھی ان کی زندگی تک اس معیار سے کم ثابت نہیں ہوئی تھیں مگر عفت جانتیر کی یہ تیز تیز چلنے کی عادت۔ وہ بہت افسردہ ہو کر دونوں بہنوں کو ناشتہ کروانے لگی تھیں پھر ابا کے لیے قہر مونس میں چائے اور تھوس رکھ کر ابا کو دگاتی ہوئی باہر نکل گئی تھیں۔ آج انہیں پانچ مندر ہوئی تھی بھروسہ آس چوٹی توان کی آنکھ میں کچھ بھر سلا والا ڈار نمایاں ہو گیا تھا۔ عفت جانتیر کی ادا میں اور سچا عرفات کی آنکھوں کی بے حجابی انہیں روح تکستہ سیکھانے پر مجبور کر رہی تھی۔



عفت جمائے جانے میں چینی ڈالی تھی اور  
سج عفات نے لٹھری سانس بھری تھی۔  
"اسم سے غنی اگر تم چینی نہ بھی ملاؤ تب بھی  
چائے کا اقدہ مٹا ہوتا ہے۔"  
"بس بلاؤر کی تقریریں۔" وہ چائے کے کپ سے  
ماہرہ خودی اس سے قریب آ کر بیٹھیں۔

”جب بتی تو پندور ملے سے آپ اسی پوسٹ پر ہیں۔ مجھے دیکھیے عینوں کی کامیابیوں میں حاصل کرنا میں اور نہ ہی پرستل سیکرٹری ہوں۔“

”تم ابھی کم عمر ہو، تمہیں زندگی کی سمجھ نہیں۔“

انہوں نے پھر سے کوشش کی لیکن بی پھر ان سے کوئی مل نہ ہو سکی۔

”جیسا پاپا“ آپ زندگی کو خود سمجھیں۔ مجھے موت سمجھائیں۔ آپ کو پتا بھی ہے آپ کی عمر 35 برس ہو چکی ہے۔ اور اس عمر میں لوگ کیا اپنے گھر میں سچے سچے چکی ہوئی ہیں۔“

”تمہیں منہ لوم ہے میری نوکری میری ضرورت ہے اگر ابا ٹھیک ہوتے یا ہمارا کوئی بھائی ہو تو میں بھی اپنے گھر میں بس چکی ہوتی۔“

”کیا اصل بات یہی ہے جاتا؟“ وہ سٹاکی سے پوچھا۔

مجاہد قلیق کی آنکھ میں غمی آنکھوں کی تھی ان کی  
آنکھوں میں رو بہ موت کی خاتون گھوم گئی تھیں، جہنوں  
نے انہیں بڑی عمر اور معمولی صورت ہونے کی وجہ  
سے مستور کر دیا تھا۔

”کیا تمہیں لگتا ہے میں اس قابل نہیں ہوں کہ  
کوئی مجھے پسند کر سکے؟“

"یہ سوال آپ کو مجھ سے نہیں آئیں دیکھتے ہوئے خود سے کرنا چاہیے۔" وہ آج ہر حد بچلاؤنگ کی بھی ہو گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس سے قطعاً تعلق کر لیں تاکہ وہ ان کی جاوے جاوے جاوے جاوے جاوے جاوے جاوے اپنی چیزوں بہنوں سے بہت محبت کرتی تھیں باقی دنیا میں اسکو تنگ میں تھیں اور ان کی باتوں کو حریف آخری تھی تھیں مگر نہ تھی۔

”عفیٰ! میں تمہاری دشمن نہیں ہوں۔“ انہوں نے پھر سے خود کو جمع کر کے اس کی طرف پیش قدمی کی اور وہ عجیب سی مرد مہرئی سے اس پر دھمکتی رہی۔ ”ہوئے دوست جس کے“ وہ ٹٹکتا ہے ہوئے استعارے سننے لگیں، صابنا ٹٹکتا دل کی گئی۔

باتوں میں ذرا غلطی نہ لگاتی۔

”جیسے جس سے کبھی تمہاری تعریف میں سے کوئی بڑی دل نہیں کرتا۔“ مجھے سب سے زیادہ اذیت دینا، کرنے کا ہنر تمہاری بہت توجہ۔ ہرگز نہیں کی طرح اپنی طرف کھینچنے کا ہنر، تم مجھے پہلے کی باتوں میں تم سے ہی شادی کرتا۔“

وہ کھنگھڑا کر بیٹھ کر رہی۔ ”مجھ سے شادی کرنے کا ان کو کیا ہے تو اب کرو۔“ مجھے تمہاری پہلی شادی پر کوئی اعتراض نہیں۔“

”میں یار! مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔ تم بغیر انہوں کے ہی میرے بہت بڑا شکاری ہو اور میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے تم سے صدمہ کی طرح چیل بن جاؤ۔“

”اچھا جی! چیل ہے۔“ وہ اور قریب آئی۔

”جی! وہ چیل بن رہے اور تم انہیں اور میں تمہیں اپنی اپنی طرح چاہتا ہوں۔“

”اچھا تو واقعی تم مجھے سے کبھی شادی نہیں کرو گے۔“ ان کی ٹھوڑی اور جھکی اور مسیح عورتوں کو اپنا سامان بھال کرنا اور اشارے لگے۔ دعوت لگاؤ دیتا اس کا حسن اس نے اسے قریب کر لیا تھا پھر اس کے پاؤں سے اچھ کر لیا تھا۔

”تم میں سے کوئی بات کہ میں تمام تر انکار کے باوجود اقرار کرنے لگتا ہوں کہ یہ تمہارا حسن جملہ جاننے والے کا یہ نہیں ہے میری دل میں ہوگی نا اچھی۔“ وہ اور غصہ جھانک رہے

”میرا جھانک رہی تمام کچھ! وہ کہ باتوں سے منہ موڑ کر کہا۔“

”جی! مجھے تمہاری باتوں میں دل میں بنانا ہے کب لاؤ گے یہی بات۔“

”جی! تم کو۔“ وہ سوہو کر کے جاتا تھا تب اس کے پیچھے کوئی کس نہ آجاتی یا اس کا تیل لٹا

”آخر آپ جیسے لوگ نہیں آتے ہی کہوں ہیں جن کے اندر زندگی کی اسنگ تک اوجھار کی طرح آتی ہوئی لگتی ہے۔“ وہ کام کرنے سے یکدم چومک کر اس ہستی کو دیکھنے لگے تھے جو ان کی پہلی ضرورت تھی۔

”سچی نہیں بن پائی تھی۔“

”آپ ایسے محو کے کیا دیکھ رہے ہیں کیا میں نے غلط کیا ہے؟“

”میں صاف اہم کبھی غلط نہیں ہوتی ہو۔“

”خدا کا شکر ہے۔ آپ نے اتر آ کر تو کیا؟“ وہ فیہ کے طور پر ابھی تک چڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے منہ کر کے کہا تھا۔

”میں نے تم سے جو بات کہی وہ۔“

”میں اب جیت کر یوں لگتا ہے جاتے تو میری زندگی سنی آسان گزرتی۔“ وہ اگلے لمحے اپنی ہی بات کو بھٹا رہی تھیں، سو انہوں نے فوج میں ہی سمجھی۔ اس وقت اس نے کھینچ کر رہیں کر رہے تھے۔

”اب کو لگتا ہے۔ میری وجہ سے آپ نے زندگی بہت تکلیف میں گزار لی۔“

”لگتا ہے صرف لگتا ہے، حید صاحب! میں نے ایک ایک لمحہ آپ کے ساتھ کسی سزا کی طرح گزارا ہے۔“ حید صاحب کی آنکھوں میں ہنسنا تھا۔

”میں نے ہمیشہ کو شش کی کہ آپ کو زندگی کی ہر سولت دیں۔“ انہوں نے بد وقت کہا اور وہ غصہ میں کر پڑی تھیں۔

”یہ زندگی ہے اور یہ زندگی کی سولت۔ دو کمروں کا گھر ایک مکینٹھ چنڈی دی، فرخ اس گھر کی ہر چیز سیکڑ لیا ہے حید صاحب۔“

”میں نے ایمان داری سے اپنے عہدے سے واداری چھٹی ہے۔“

”ایمان داری! وفا داری! کہتے پرانے لوگوں کی باتیں ہیں مگر آپ کی تربیت، حید صاحب، بے سواہ

شک کا فائدہ دے کر انہیں اتنی ساری غلطیوں سے باخبر نہ کر دیں۔

"آپ کو میں کبھی معاف نہیں کروں گی، آپ نے میرے سارے خواب چھین کر رکھے ہیں، میں نے وہی ظاہری شکل تو بس، لیکن اندر تو میرے اندر جیلے بنا دیے ہیں، آپ نے میرا دل برباد کر دیا، اس لیے میں نے آپ کو معاف نہیں کیا، میرا دل برباد کر دیا، اس لیے میں نے آپ کو بھروسہ نہیں کیا۔"

"میرا بھروسہ؟" وہ خالی انداز میں کہنے لگا، "میرے دل کو تو جیسے لے بیٹھے ہو، میں نے اس کو تو اپنے دل میں لے لیا، ہزار کی بات ہے، یونیورسٹی کے سب لڑکے جا رہے ہیں، تو رہے۔"

"مگر تم ان لڑکوں جیسے نہیں ہو۔" کیونکہ ان کے لیے وہ ہزاروں روپے جیسے ہیں اور تمہارے لیے وہ ہزاروں لاکھ جیسے۔

"پتا نہیں اب کو اتنا ایمان داری کہ بھوت کیوں سوار ہے؟"

"فصل مست دلو، وہ تمہارے ابا ہیں۔"

"جاننا ہوں۔" کاش ایسے ابا جیسے نہ ہوتے۔  
بندہ کوئی خواہش ہی نہیں کر سکتا، ایک تمنا دل میں چٹکی کھاتی ہے، وہ سب ملے، اپنے اور گروہ کو دیکھ کر، ایسے حقیقت میں تپا پڑتا ہے، "وہاں کھڑے ہوئے سنتے رہے۔"

"ابنہ سے نہیں رہا، جانا تھا، کس کس کی زندگی صرف آپ اور میرا، پسند ہوگی، مجھے نہیں میں موصوفی کاش میں ہوں، جہاں ہوا لگا میں تو اس گھر سے نکل جاؤں گا۔"

"تمہارا باغ ٹھیک ہے، افضل؟" صفیہ نے غصہ کرنے کی بات کی، کبھی کی۔

اور وہ سر ہٹک کے بولا۔ "میرا باغ بالکل ٹھیک ہے، اسے آپ نہیں کی طرح حالات کے آگے بڑھانے کا ہمارا قصد ہے۔"

وہ ساکت سنتے رہے، پھر خاموشی سے تیار ہو کر اپنے

دامنی بنی رہی ہے۔ پتا نہیں یہ اسے اب لوگ خبر دے رہے ہیں، مگر اپنے اہل کاغذ اب دنیا میں پتہ نہ جاتے ہیں، دوسروں کی زندگی برباد کرنے کے لیے۔"

"صفیہ۔" "مید اللہ بن صاہب نے غصے سے پللی بار اواز اڑائی کی تھی۔ غصے پر ان کے غصے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"وہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے، ہر سب سے بڑا تو انہیں پیچھا کرتے ہیں، مگر سکتے ہیں ان کا رعب ان کا دھماکا، ان کا دم خور بنا رہا ہے۔"

"اللہ کا شکر ہے، میرا معاشرے میں بہت نام ہے۔ عزت ہے۔"

"عزت کیا ہوئی ہے، جدید مذاہب آپ کے ایمان پر گمراہ بنا رہا ہے، تو میں دیکھتی اس دس ہزار کی شہزاد میں آپ خراب کچھ سب کیسے منجیل سکتے تھے، پتا نہیں میرے ابا نے کیا دیکھا تھا، آپ ہیں۔" وہ غصے پر ہلکا کر دیا کرتے تھے۔

"سب کہتے ہیں۔" فپ دیا کی خوش قسمت خاتون ہیں، مگر یہ اتنا شوہر ہے، اونچے اٹھا، انارم پانت ہیں مگر آپ کے بکو۔"

"دینا کو نہیں پتا، میں کیسے جی رہی ہوں، صبح شام مس طرح، مسرے میں اسنہ جڑائی ہیں، کوننگی میں نیچے اچھا کھا دیتا، ٹوب شاہنگ کرنا پسند تھا۔ آزادی سے گھومنا پھرنا اچھا لگتا تھا، مگر میں ابا ابا کے اصول روک ٹوک اور سفید پوشی کے مجرم زندگی وہ بھر بھی۔ جب آپ کا رشتہ آبا۔ بڑے لکھے تھے، ایک پہنی ہیں اما، عہدے پر نہ۔ مجھے لگا میرے سارے خواب شرمندہ تعبیر ہونے اور وقت آگیا مجھے کیا پتا تھا۔ میں اپنے بلیک وارنٹ پر دستخط کر رہی ہوں۔"

"آپ کو بھوت اتنی شکایتیں ہیں مگر آپ کی شکل کو میں اتنے گرا نہیں سمجھا تھا، مجھے لگا تھا آپ ظاہر "بھوت" سے خفا رہتی ہیں، مگر میں میرے لیے یہ نرم گوشہ رکھتی ہیں۔"

اب کی ان کے سب سے حسرت تھی کہ وہ کوئی



پھر انہوں نے دو ہفتوں اور تین بجائوں کو ایک ایک کر کے گننا اور کئی کئی سال خود کو رہا ہونے ہوئے پایا پھر زندگی میں خود کو گننے کے لیے اپنی کوئی جگہ نہیں بنی تھی وہ بس اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں لگے رہتے تھے اپنی خواہش اور تمنا میں ہیست ہیست کر رہ گئے تھے کہ جب وہ موت سے کہنے کا سوچیں گے تو ساری تمنا میں ایک بارگی ایک سالہ ہفتوں میں جی سہا گئے اور اب پندرہ سال بعد وہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طور پر انجام دینے کا جشن بھی منا نہیں سکے تھے۔ ایک ہفتہ بعد ہی موت ٹھوکر لگی تھی۔

”تھیں انہی نہیں مرنا تھا۔ وہ میرا انتظار کر رہی تھیں میرا جس سے میں نے وعدہ نہیں کیا کوئی خواب نہیں دیا ہے مگر وہ جانتی ہے کہ اگر میں زندہ رہا ہوں تو میں ساتھ چلنا چاہوں گا تو وہ صرف وہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں کو بھل ان کی ہر اوجہ ہر ہر سی کے لحاظ میں آئیہ کہ وہ بے دھارہ نے ذاتی زندگی سے خبر دور ایک ٹوکی نے ان کے اہل سے خوش خوش ان کے نام کی اتھو بھی پہنائی تھی۔ ان کی محبت کو دیکھ کر ان کی بہنوں نے اپنے شوہروں کے ساتھ مل کر اس خوشی کو بدلیوں سے کیا تھا اور اب اچانک یہ پوچھ میں ان کی دشمنی تو کی تھیں وہ بہت باپس تھے جب بانگ اچانک ان کے سیل فون پر ماہو کی نال آئی۔

”ہیلو ماہو۔“ ان کی آواز ان کے دل کی تالیسی سے تھی تو میں نے کچھ تب ہی اس کی طرف توجہ دینی ماہو کی جان بھلی گئی تھی۔

”آپ تھیک تو ہیں؟ آپ کی آواز تھکی ہوئی ہے۔ آپ نے تو آج ہسپتال جانا تھا اپنی رپورٹس لے کر پھر۔“

”نور! میں میرا تھا! کراہی کے پاس۔“ وہ دھونے سے میں نے بولے پھر آہستگی سے سمجھائے گئے۔ ”میں زمین پر آ رہی ہوں گے نور! ایک گڈنی بالکل نہیں ہے اور ایک بچہ۔“ فیصد کا کہہ دی دیکھا رہی ہے اب تھری ہوا میں ہمیں کس خوابوں میں زندہ ہوں میں تو خود۔“

انٹر کے لیے نکل گئے بہت سے سالہ عمر میں پھوٹے۔  
ت سے وہ لاپے ساتھ اٹھائے ہوئے۔

انہوں نے اپنی زندگی میں سہا رہا دیکھا تھا۔  
”آپ کتنا چاہتے ہیں میرے گرد۔“  
”جی ہاں آپہ ذاتی کیسز کروانا پڑے گی ورنہ آپ کے لیے بہت وقت ہو جائے گی زندگی کی قدر کیجئے سہا ملان۔“  
اور وہ نہ وہی سے اٹھ کر باہر آگئے پھر چلے ہوئے تو وہیں نے اساتھ نہیں دیا تھا وہ ایک گاڑی کی بیچ پر بیٹھ گئے تھے ”زندگی۔“

حسرت کی طرح انہوں نے بھائی دو ذاتی زندگی کو دیکھا اور سوچا ان کا زندگی سے تعارف کیسا ہوا تھا۔ وہ شاید چودہ برس کے تھے جب زندگی نے کئی کی طرح ان کی عمر کے برداشت پر دستبرد دی تھی۔ ان کے سر پر بے نام کا دوسرا تھا وہ یک دم اچانک چین لیا گیا تھا۔ انھیں دیکھنے لگا جب اپنی دکان پر گئے تھے تو انہیں ملان نہیں تھا کہ زندگی ایک دم سے پورن لے گئی تھی کئی کی واردات میں مرگات پر ڈاکوؤں نے ابا کو گولی مار دی تھی وہ اسکول سے بلائے گئے تھے اور تب وہ پہنچا کر تھا جب انہوں نے موت کو پایا تھا۔ اپنے سامنے سارکٹ بیٹھ ہوئے دیکھا تھا۔

”سلیمن! تمہارے ابا اب اس دنیا میں نہیں رہے۔“ ان کے کندھے پر ہاتھ ڈال کر کہا اور انہوں نے غصے سے ان کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

ابا کا اور ان کا ساتھ تو بلی اور دھرم کے ساتھ۔ وہ ان کے علم ڈاؤن اور ظالم۔ ان ان کے بچہ کہیں سے نہیں آیا تھا۔ دونوں نے بہت آسانی سے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا تھا۔  
”آج اس سے بھی آسانی سے کھو دیا تھا۔ کتنے بار سے تمہارا ہونے آکھو۔“ کہہ مارا ابا کر آخری سانس کی طرح ڈوب گئے تھے۔

سلمان "اس کی آواز میں محبت ہی محبت تھی۔  
"اچھا میں اب چٹا ہوں۔" انہوں نے آسمان  
سے کہا تھا۔

"کہاں جائیں گے؟"  
"گھر جاؤں گا۔ اماں کو بھی تھوڑا بریف کرنا ہے اپنی  
بیاری کے بارے۔"  
"اوسکے میں اماں کے ساتھ گھر آؤں گی تیرا رات"  
"اچھا ٹھیک ہے۔"

انہوں نے سیل آف کیا اور اپنے گھر کی سمت  
جاسنوالی بس کے روٹ پر چلنے لگے۔



"تم نے مجھ سے پوچھے بغیر انٹرویو کیوں دیا  
اسفندیار؟" یکدم ہمت غائب ہوئی آواز اس کے قریب  
گونجی اور اس کی کپیڈو پر تھمڑی انگلیاں یکدم رک  
گئیں۔

"اماں! میں نے پاپا سے پوچھ لیا تھا۔" اس نے رسوا  
سے کہا۔

"کیا تم صرف اپنے پاپا کے بیٹے ہو؟ میرا تم پر کوئی  
حق نہیں؟" اماں کا غصہ پہلے سے سوا ہو گیا تھا فوراً  
کپیڈو آف کر کے۔ متوجہ ہوا۔

"آپ کو آخر میرے فوج میں جانے پر کیا اعتراض  
ہے؟"

"مجھے نہیں پتا لیکن میں اتنا جانتی ہوں کہ تم فوج  
میں نہیں جاؤ گے۔ تم اپنی پہلی کی طرح بزنس میں  
لگے۔"

"نکر میرا انٹرنسٹ نہیں ہے بزنس میں۔ مجھے بچپن  
سے آرٹ ڈیسائنر بننا ہے۔"

"کیا تمہارے لیے صرف تمہاری پسند اور مرضی  
ہی اہم ہے؟ تو سخت خفا تھیں۔"

تب اس نے رولر سے اماں کو کندھوں سے ختم لیا  
تھا۔ آپ صرف اس لیے ڈرتی ہیں کہ کسی محاورہ آپ  
کا پتہ نہ مل جائے۔

"نکر! موت کا ایک دن معین ہے جب موت کا  
...

"کچھ نہیں برا آپ کو اور اگر وہ انہی ہے تو ہر  
بیماری نظر آتی ہے جس آپ کا امید نہیں ہوں۔"

"امیر کے لیے کون سا روزن کھلا رہ گیا ہے نور؟"

"یہ روزن جب تک ایک بھی سانس باقی رہتی  
ہے زندگی کی امید کو مرنے نہیں دیتا چاہیے۔ انسان  
ایک بار ہی مرنے کا ایک بار ہی جیتا ہے۔ سو ہم موت  
اور زندگی کے درمیان کا یہ وقت نامیدتی کی نذر کیوں  
کر رہے۔"

"مگر نور! میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟ میری  
سارنی زندگی ذمہ داریوں میں جسی گئی میں اب کچھ بیٹا  
چاہتا تھا اپنے لیے اور ایک دم سے زندگی نے کہا  
حسب فضا ہوا۔"

"سلمان! آپ سوچیں اگر یہ سب دس سال پہلے  
ہوا ہوتا تو آپ کی اماں یہ ذمہ داریاں کیسے اٹھا پاتیں  
وقت نے آپ کا کتنا ساتھ دیا ہے۔ آپ کو سینٹ  
سینٹل کر رکھا اور اب اگر کچھ تکلیف دی ہے تو بھی  
آپ کے گرد کتنی شخصیات ہیں جو آپ کا حوصلہ ہیں۔  
آپ کی ہمت ہیں۔ آپ کے ساتھ میں ہوں سلمان!  
اور میرا اور آپ کا ساتھ صرف زندگی تک کا نہیں  
ہے۔"

سلمان احمد کی فوجی میں ملکی سی ہنسی شامل ہوئی  
تھی۔

"نہیں نکس سلمان سامنے کسی ہے بیماری اتنی  
بڑی یا خطرناک نہیں ہوتی جتنا ہماری سوچ ہماری طرز  
زندگی ہماری باہمی اسے خطرناک مقام پر لے جا کر کھڑا  
کر دیتی ہے لوگ کیسے جیسے سناک مرض سے بھی  
لاتے ہیں جیتے نہیں ہیں تو بھی طویل قریب دوسری شخصیات  
کرتی لیتے ہیں اور زندگی مکمل ہے اگر اس میں کوئی  
آپ کا مل سے ہے۔ آپ کو کسی بھی حالت میں شہ  
چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا سمجھ رہے ہیں نا  
آپ؟"

ہاں۔ ہوا۔ میری ہمت میرا حوصلہ ہو نور!  
اور آپ میرے لیے زندگی کا دسرا نام ہیں

"اور تم پھر بھی اپنی مرضی کرنا چاہتے ہو۔"  
"جی ہاں! کیونکہ میں جانتا ہوں میں غلط نہیں

ہوں۔"

اس نے ان کی طرف سے ہنست کر لی تھی۔ ماما اچھے  
کر جلی گئی تھیں۔ جب اچانک انہوں نے تل کی اپنی اور  
شرین کی ملاقات کو یاد کیا تھا۔ اس نے ابھی اطلاع دی  
ہی تھی کہ بڑی بڑی ستارہ آنکھیں غصے سے اس پر جم  
گئی تھیں۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ نہیں رہا اس فیائد  
میں۔"

"میں حب الوطنی کے جذبے سے مارا ہوں شرین!  
کوئی برنس کرنے نہیں جارا میرے لیے۔ فیائد نہیں  
زندگی کو ٹھیک طرح سے جینے کا ایک دن ہے۔"

"میں نے ایک مہینہ بچھا تھا اب فیائد نہیں  
پڑا تھا۔" اس نے چنگی کی تھمی تکلیف بھری یکدم  
اسے وہ مہینہ یاد کیا تھا۔ "ایک فوجی کی دائری کا  
صنو۔ وہ اسے جھٹکانا چاہتا تھا کہ شرین اسے پھر سے  
سنانے لگی تھی۔

"میری عمر کے بہت سے نوجوان کلچر اور یونیورسٹی  
میں براہ رے ہوں گے مگر میں یہاں تھاپر ہوں! جہاں  
کوئی بھی کوئی میری زندگی ختم کر دے گی اور یہ زندگی  
میں ان لوگوں کے لیے ختم ہوتے دیکھوں گا۔ جنہیں  
سکر اور بڑی ملک کے اراکروں کو دیکھنا ان فوجیوں کی  
کمانی تھنے سے زیادہ ضروری لگتا ہے جو صرف مل کے  
لیے اپنی جان کی بازی لگاتے ہیں مگر وہ سکون سے سو  
سکیں۔"

"ابں ہو چکا۔" وہ چپ ہوئی تو اسفندیار نے خفگی  
سے کہا۔

"تو تمہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟"  
"پہلی بات تو یہ ہے اگر میں ایک لے کے لیے یہ  
اپنی اپنی کہ ایک فوجی انسان ہے۔ میں نہیں مان  
سکتا کہ وہ فوج سے ہٹ جائے۔"  
پشیمان نہیں ہو سکتا ہے وہ عادی شہید دونوں حالتوں

فوت آگیا تو برنس میں دونا میری دھانی نہیں بنے گا۔  
نئے انتہائی وقت ملے گا زندگی بھر کے۔"

"وہ جہاں رہتا ہے فوج میں سیاست کا تقاضا عمل دخل  
ہو گیا ہے اور ان دنوں سے فوج کی عزت بھی بھوج  
ہوئی ہے۔"

"ہاں مگر میں صرف اپنے ملک کی سرحد کی  
حفاظت کے لیے فوج میں جانا چاہتا ہوں مجھے اقتدار اور  
ذخیر کی نیوس نہیں۔"

"صرف تم ہی کہیں اور بھی لوگ ہیں وہ فوج میں  
کہوں نہیں جاسکتے۔"

ہو نہیں پڑا۔ "اگر سب کی باتیں کسی اور کے فوج  
میں شامل ہونے کا سوچتی رہیں تو ہماری فوج جو ویسے ہی  
ہدی برتری میں کم ہے" صرف زبردہ جا بگ کیا  
پہاڑوں اور گاؤں والوں کا فرض ہے اس ملک کے لیے  
انہی پیدا کریں اور حفاظت کرنے کے لیے فوجی بھی  
پیدا کریں۔ مگر کول کی سزا کو پر جانے والے امریکن  
ملز زندگی گزارنے والے بہت اچھا دست برایا انسان  
اور سائن ملز زندگی جینے والوں کا کوئی فرض نہیں بننا ہم  
صرف اس بات کا زعم تک کرتے رہیں گے کہ ہم  
ملک کی انکومی کو صفر سے ہزار تک لے جا رہے ہیں تو  
ہم یہ پتہ نہ ہوتا ہے۔"

"تم فوج میں نہیں جاؤ گے۔"

"اس جینے کی ہندو تک ٹیسٹ کے لیے جانا ہے  
ہاں۔"

"تو تم فیائد نہیں گے۔" وہ غصے سے بتاتی تھیں۔  
"اب فیائد نہیں گے۔ میں ہم ایلیٹر کو شش کریں آپ  
دل سے میرے اس فیائد کو مان لیں اور پھر سرحد  
مافوق بھائی میں تیار کیا کریں سنبھالنے کے لیے۔"

"تم نے شرین کو بتایا ہے اپنے اس فیائد کے۔"  
انہوں نے آخری اسد کا نام لیا وہ ان کی بھاگتی تھی اور  
فوج میں بھرتی ہونے کے سخت مخالف۔  
"میں نے اسے بتایا ہے۔"  
انہوں نے ہانکت کر دی ہے۔



"نہیں تو بھئی۔" وہ شرمندہ ہوا اور وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "یہ سوئی تو بھر بھی اچھا لگتا ہے، کبھی کبھی رشتوں کو باتم جوڑتے رہنے کے لیے ٹریہ خلیک پونجھے زانگلف ہمارا انداز لگتا ہے۔ انہوں میں تو محبت کے بدلے بس محبت چلتی ہے شکر یہ غریبوں میں اچھا لگتا ہے۔"

"تھک ہے بھائی۔" وہ ان کے ساتھ اٹھا تھا پھر ان کے کمرے میں ناکہ بٹھا بھی جاسے بنا کر لائی تحسین اور وہ ناراض بھائی کی الماری کھولے کھڑا تھا۔

ناراض بند پر بیٹھے لیپ ٹاپ پر کسی فلم میں مصروف ہو گئے تھے۔

"چائے۔" ناراض بھائی مسکرائے اور چھوٹی ٹیبل کے سامنے بیٹھ کر پی پیٹھے۔

"چائے اتنی بد مزہ تو مت کرو باو۔" وہ بس کر برلے پھر لہو پھر کر کے اور اس کی طرف منت۔

"اسٹنڈ کیا وضو بند رہے ہوا لاری میں۔"

"سرد بھائی نے کہا تھا آپ پر سون چار شرٹس لائے ہیں بڑی کلاسی سی۔ وہ دیکھ رہا تھا۔"

"ارے۔۔۔" وہ کمرے جیسے میں ناکہ نے استری کر کے چنگ کر رکھی ہیں۔"

اس نے دوسرا پیٹ بھی کھول لیا تھا پھر دانت اور میرین شرٹ کے بیٹنگ اٹھائے تھے۔

"یہ مجھے اچھی لگ رہی ہیں، بات بھیا، یہ میں لے رہا ہوں۔"

ناکہ نے فٹ سے دیکھا اور وہ مسکرایا۔ "لے لو، غند، میں اور لے آؤں گا۔"

"اوسکے میرا پاکت منی میں سے نکال لیجئے مجھے۔"

اس نے منظر بند پر دیکھ کر چائے اٹھالیا اور عارف ہنس پڑے لپاک کے ساتھ ساتھ سرد بھائی سے بھی وا اچھا خاصا جب خرچ لیا تھا اور اس وقت اسی عیب خرچ کی بات بات کر رہا تھا۔

"چل بکواس نہ کر سب تیرا ہی تو ہے۔"

میں خود کو دنیا کے لیے اپنے دین اور اپنے وطن کے لیے واڈر لگاتا ہوں اور تو چھری شرافت نہیں ہوں ان میں پیچھے رہا اور پیشانی کا عنصر بھی نہیں آنا جب ایک فوجی اپنی ہائی انڈ کی راہ میں قربان کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ سے توقع ہوتی ہے اس کے بندوں سے نہیں۔ اس پیرے کا آخری حصہ تو اس میں میں کہہ سکتا ہوں یہ ہماری واقعی کمزوری ہے ہم ان کی خدمت کا نشانہ قرار نہیں کر پاتے جتنا کرنا چاہیے۔"

"اور جنگ میں کیا سوچ رہے ہو۔" کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور وہ یکدم ہوش میں لوٹ آیا۔

اس کے سامنے ناراض بھائی کھڑے تھے۔

"ارے، تیرے آپ اتنی جلدی کیسے آگئے۔" وہ مسکرا رہا تھا۔

"بس ایسے ہی مستقبل کے آئینے کے ساتھ چائے بیٹھ کر چادر اٹھا۔" اس نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا وہاں ٹنگی کا دور دور تک نام و نشان نہیں تھا۔

"آپ میرے اس فیصلے سے خفا تو نہیں ماما کی طرح۔"

"نہیں مجھے کیا اعتراض ہو گا میرے بھائی! یہ تو فوجی فیصلہ ہے کہ تمہاری وجہ سے میں یہ سادہ طر رہتا ہوں، اما اور ناکہ سخت خلاف ہیں مگر میں نے ان میں بھی نیکی کہا ہے کہ فوج میں جانا کوئی برائی نہیں رہا موت اور تو اس کا ایک بن ضرور ہے۔ ماما نے کچھ کہا تو نہیں مگر مجھے لگتا ہے وہ اب بھی دل سے راضی نہیں ہیں اور شاید تمہیں سمجھانے کی ایک اور نشست دے دیں گی۔"

"ہم سوچ رہے مگر لڑکر چاہتی ہیں بڑے بھیا۔"

"تم یہ بیان مت ہو میں 'سرد اور پاپا تمہارے ساتھ ہیں۔"

"تو یہ کیسے بھائی۔"

"پاپا! اسی سے غیبت رکھا رہا ہے۔" وہ ہنس پڑے۔

ان کی آواز خست جذبات سے ہماری دھڑکی تھی  
اسخندیار کے بڑے بڑے گھر کے سینے سے لگ گیا۔

"جو میرے بھیا۔" وہ چائے پی کر شرفیں لے کر  
بچے چلا گیا تھا میرے دو سرواں تھا جب اس نے سنا لیا۔

میں جب محافت میں داخل ہوا تو مرثیہ میں  
دور دور تک سچ کا علم بلند کرنے کا کوئی خیال نہیں تھا  
میں صرف اسے ایک نوکری کے سوا کچھ نہیں سمجھتا  
تھا۔ چہ جائیکہ ایک اچھی بلیس شیل بنانے میں مددگار  
محبت بنی تھی۔ میرے خواب میری آنکھوں سے بھی  
بست ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے لانا۔ پھر کو مرثیہ لکھ کر  
سلام کیا تھا اور یوں میرے راستے کھلتے چلے گئے اور  
آج میں اپنے ہی اخبار کے ایک بھلا چمچل میں ایک  
پروگرام ہوسٹ کر رہا ہوں میرا نام ہے سچ کا علم بلند  
محبت تیزی سے مقبولیت کے گراف بڑا رہا ہے اور  
بات کہ یہ سچ جانیاں شریف ان لوگوں کے لیے دلی  
ہیں۔ جو من کے سچ اور خیر سے بچے ہوتے ہیں اور  
ان لوگوں کے بارے میں دلی ہیں جن سے میری دلی  
فائل نہیں۔ وہابی یا اومٹھے انکے ہیں سو پٹر لن کے  
آن روں ریکارڈ کیے اور میرے کامر ہی الگ ہے بھروسہ  
سیاسی لوگ بھی ہو سکتے ہیں بھروسہ کیوں سے بھی خود  
میری اپنی خیال کے لوگ بھی سب لوگ مجھے پتہ چمچرتا  
ہم سمجھتے ہیں اور اس اہمیت کی قدر میرا

اتق اور شریف خٹا ہو رہی ہو اور انکے ملکی  
سیاست میں ایک بڑے سچ میں ہرگز آفسر آپ کی یاد  
کو بلیس رکھتا ہے میں تو سچ رہا تھا کاش میرا ایک اور  
بنا ہوا تو میں اسے دکھاتے کروانا پھر وہ جس بننا پھر تم  
دیکھتیں کیا ران ہوتے تمہارے ہماری باقی سوسائٹی  
میں جس کے بننے کے لئے کھینچے ہو وہ اتنا ہی باخود باخود  
نہا جاتا ہے حمدا رانا آری آفسر میں اتنا ہی حیثیت  
میں سب غور نوں میں زبردست ہو جائے گی بیکم۔  
لما کی آنکھوں نے سوچنے کا مزہ بنایا اس لکڑی  
اس حیثیت کے لئے اور شاد رکھنا شروع کیا اور اسے ہلکا سا  
غصہ آتیا لیا یہ کیا بنی سنار ہے یہ وہ تو صرف جب  
الوطنی سے مرشار تھا اور لیا اس جذبے کو آہہ کر رہے  
تھے اس نے کمرے کے اندر داخل ہوئے کمرے کے کپڑے پر لگا  
قدم رکھا لیا کپڑوں کی طرف تھا اور انہوں نے واضح  
اسے ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے چلے جانے کو کہا  
تھا پھر پندرہ منٹ بعد وہ اس کے پاس کھڑے  
سنگرا رہے تھے۔

"تمہاری ماں جس طرح کا بارگ رکتی ہے ان میں  
بیشہ وہی خیال بیڑھی جہاں سکا سب جس کا رہنما  
اس سے بہتر ہے جب وہ خیال تھا اور ہر نوریت۔ حیثیت  
شناخت اور شرف کی کسی حد تک پر یہ دلی ہے۔ کچھ  
ور تم اسے لیا لیا نہیں کیونکہ اسے قطعی انکوری کوئی  
ہیں تاکہ وہ ذرا ایسے لکھ کوئی میں آسکس مگر میری  
تو دست یہ رہی کہ تمہاری ماں اس کا بڑا اظہار کرتی ہیں  
تو مجھے انہیں ملی سے راضی کرنے میں زیادہ وقت  
نہیں دیا۔"

وہ تھک رہا تھا مسکرایا تو لپانے اس کے کندھوں پر

دل شرف کرتا ہے۔  
وہ لکھتے لکھتے ایک فن بن چکا تھا۔  
میلو صا تو خیریت۔ زور۔ بھر کو کا بھر بلا۔  
"لکھا ہوا اسی آئے پھر کوئی بلنا کر گیا ہے۔"  
"وہ تو بالکل ہو گئی ہے ہم جانتے ہو نا سچ عرفات  
کو۔"  
"ہی ایک نمبر کا نمبر ہے۔"  
"وہ تو اس سے محبت کرنے لگی ہے۔"  
"اؤ بہت کا لفظ آتے ہی وہ راز سے

پڑا۔" "تو میں صبا کیا آپ انجیل فرشتہ ہو سکتی ہیں  
میں اور خنی بھی انجیل نہیں ہو سکتے اور شیلان بھی  
محبت نہیں کرتا اگر محبت کا مزہ شیلان دیکھ لے گا تو

"اسخندیار میں تمہیں اپنے وطن کو عطیہ کر رہا  
ہوں کیونکہ جو میں اسے زے رہا ہوں اس نے اس  
سے کہیں زیادہ سمجھ دیا ہے۔"

سے بھی فکر نہ کریں اچھا ٹھکانا ملے گا۔ مندر ہوں ان کے لیے تو مجھے کسی بھی صورت میں لور نہیں کرنا چاہی گی۔"

"ایسا نہیں کہتے خالہ۔ ہیں تم سے بہت محبت کرتی ہیں فرخ۔"

"وہ آپ کی خالہ ہیں سسی عمر میری ای چلی ہیں اس لیے میں جانتا ہوں ان کی محبت کی حقیقت۔"

"بہت بد تیز بچے ہو تم۔" صبا آپا نے مسوئی نگلی سے کہا۔

اور وہ بڑا "بس" بھی خود نہیں کیا۔ "پھر وہ فون رکھ کر اپنا آرٹیکل مکمل کرنے لگا اور وقت دیر سے دیر سے گزرنے لگا۔



وہ اس وقت گمن ہو کر کام میں مصروف تھا کہ اچانک ایک فون بل پر دو چوکا پھر فون کئی دن تک آتا رہا۔ یہاں تک کہ آج وہ اس فون کل سے کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گیا تھا۔ کئی نئی خبریں تھیں اس کے اس وہ خود کو کیوز نہیں کر رہا تھا کہ اچانک عفت جہانگیر آئی تو اس نے اپنی ہریشٹل کو خود سے جھٹک دیا تھا مگر عفت جہانگیر چلا گئی تھی فوراً "بھانپ گئی۔"

"کیا ہوا ہے؟ آپ آج بہت پریشان لگ رہے ہیں۔"

"نہیں کچھ خاص نہیں۔ بس ایک فون کال تھی کوئی مجھے ہلک سا میل کر رہا تھا پتا نہیں اتنی خلیہ معلومات اسے کیسے ہو گئیں؟"

"آج کل دنیا بہت تیزی سے دامن سے دامن ہو رہی ہے سب اچھاری نیب۔ میں کی گئی باتیں فون سے مل فون ہر طرح کی باتیں چلتی ہیں سے گزر کر ہم تک آتی ہیں تو جو لوگ ان معلومات سے متعلق ہوتے ہیں وہ کسی کی بھی معلومات کو اچھی قیمت پر بیچ دیتے ہیں۔"

سے برحق کر لی رہتی ہے اور آپ تو اتنے خاصے مشہور انسان ہیں بزنس میں ہیں مگر کڑ بھی۔"

کبھی مردود نہ ہوتا تھا مجھے پتا ہے غنی صرف سبج عرفات کی دولت ہتھیانے کے لیے یہ محبت کا ذرا سا کردی ہے۔ سوئی آیا! میری ذہن زرا بخ ہو گئی ہے مگر آپ جانتی ہیں باتیں اپنی اور اس کی کارکردگی پر اسی طرح نصرت کر سکتا ہوں۔"

"تم کچھ کہو۔"

"آپ بے فکر ہیں وہ خود کہہ گیا کرے گا کہ غنی دوتے ہوئے آپ سے اگر معافی مانگے گی۔ اپنی غلطی کی اور تو تنکھے مزاج کے بچے ہوتے ہیں نا۔" وہ روتے ہوئے بہت سارے کہتے ہیں۔"

"تیری باتیں کبھی میری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"وہ بس پراختیاجر انگلی سے بولا تھا۔ "شکر کریں آپ کو میری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں ورنہ آپ اپنی ذہن ہیں کہ میری جگہ لے جتی ہو تیں۔" راکھ پھر دم بولا۔

"آپ ذہین ہیں اور میں کمینگی کی حد تک چلا گ۔"

اس لیے آپ کے سرے اکیل میں فرق ہے آپ تو جانتی ہیں ٹائمر جو قابل ہے وہ ملازم اور جو چلا گ ہے وہ حاکم انٹا میں عمدے ملے نہیں خریدے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے میں اپنی ٹینس شیٹ میں زبرد لگا تا رہا ہوں مستقبل میں بھی ایک ڈسٹ بنانے اور کسی آفسیبل عمدے تک جانے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ اپنے باپ کی وائٹ کالر کر سکوں اور ٹرسٹ میرے سارے گناہوں کو دھو سکے۔"

"تم کتنا سوچتے ہو نافرمان احمد۔"

"بس صبا آپا اسی کی ٹو گناہا ہوں۔" وہ دکا اور نرمی سے بولا۔

"آپ غنی کی فکر مت کیا کریں بس سمجھو وہ میری زبرداری ہے۔"

"فرخ احمد۔" صبا آپا کی آواز میں واضح لرزش تھی۔

پھر یہی ایک سیڑھی سا تھا۔

جانتا ہوں۔ ایک شیطان کے ماتھے ایک شیطان ہی جلی سکتا ہے وہی اہل کی خرابی طبیعت تو اس طرف



کو سہیل نے گراہ کر لیا تھا۔ اس کی فرمائش پر۔

اسنے دنوں کے سارے آنسو جو۔ تھالی میں ٹپکے ہوئے سے بچ گئے تھے۔ جس سے آنسوؤں میں پھرتے تھے، کنڈ آس باتنگ کے لیے اٹھ گئی تھی مگر آج صبا آگے جیک سے ہو کر گئے کہ کا تھا وہ سیدھی مگر کچھ تھی۔ ابا نے حیرت سے دیکھا تھا۔ چھوٹی سینوں نے بھی آج اس کی جلدی آگے لٹاؤں لیا تھا مگر آج ہے بھی کچھ کے بغیر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

پھر کئی روز بعد اس نے تھالی سے ٹھک آکر کسی کا نمبر ڈال لیا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جو انجین سے اس کا دوست تھا مگر جس سے کسی اس کی ہونے میں نہیں ہوئی تھی مگر جس سے وہ بہت ساری باتیں سیکھ کر لیتی تھی۔

ابوعلی جی آواز میں اتار کہ یوں کہتے تھے۔ "اور وہ کچھ بولنے کے بجائے رونے لگی تھی۔ وہ لٹائی دیر تک تو اس کی ہچکیوں اسکیوں سے لٹ اندر ہوتا رہا پھر تڑکے بول۔

"یہ رو رہا تو نامعلوم لوگوں پر اچھا لگتا ہے جیسے اور جگہ جیسے ابگ روتے ہیں تو بڑی شرمندگی ہوتی ہے کیونکہ ہم جیسے لوگوں کو ہر تکلیف دہی سے باری نا قابل اعتماد کسی کی وجہ سے لاتی ہے اس لیے ہمیں رو رہا مرنے نہیں کرتا۔"

"تم ایسے کیوں ہو؟" وہ جڑی تھی۔ اور وہ اٹھ کے بولا تھا۔ اس لیے کہ میں بھی خود قری کا شکار نہیں ہوتا تھا۔ "کرناؤں تو اسے باتوں میں غلطی پر مظلومیت کی فہم سمجھوتہ کی کل ڈاری کر کے خود کو مولا نہیں ثابت کرنا۔"

"تم بہت سفاک ہو۔" وہ جڑی تھی۔ "اور وہ دہری سے بولا تھا۔

"معتاق غصہ نہیں کہو یہ تالا ہی افکار کیا ٹولہ ہے کہ تم جڑی لڑکی رونے لگی۔"

"ابو اس صحت کو۔ کیا ہے تمہیں مسیح عرفات کا تو بتایا ہو گا۔"

"مجھے تو انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ جین لیا ہوا اس

"ابن مجھے بھی ابا ہی لگتا ہے مگر فکر مت کرو میں پینڈل کر لیا گا اسے اور تب وہ کہہ رہا تھا تب اپنا تک اس کی نگاہ میں رہ کر دیکھ رہی تھی۔

"کم ان۔" شیخ بوقت نے ناگواری سے کہا تھا کیونکہ وہ ابھی کچھ وقت غصت جھانگیر کی کہانی سے لطف اندوز ہوا چاہتا تھا اور کسی آنے والے نے یہ پابن ناگم دیا تھا پھر روزہ کھلا تھا اور مسیح عرفات کی سانسیں بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

آنے والی ایک عورت لڑکی بھی ابھی نے عکس بری کی پست تینز اور مست چھوٹا ہوا نہیں رکھا تھا۔

"نہ پاکستان سے مگر یہ؟" غصت جھانگیر نے مسیح عرفات سے بھی پہلے کہا اور لڑکی اس بات پر کھجرائی۔

"سبح عرفات کے چہرے پر اب ناگواری تھی۔

"غصت آگ میرے لیے لانی بنا کر لائیے۔"

"غصت جھانگیر پر پختی زولی باہر چلی گئی اور تب وہ کہانی بنا کر واپس لوٹی تب تک اس کے چہرے سے زمین کھینچے باجکی تھی۔ وہ لڑکی مسیح عرفات کے بہت قریب جیٹ تھی۔

"یہ اچلی ہے۔" آج سے میری پرسل سیکرٹری ہے۔" اس کے ہاتھ سے چائے کی بائے پھونٹے پھونٹے جی تھی۔

"یہ ناخوش میں ایم اے ہے۔" نازن ذیلی گیشن کے سامنے میرے لیے زیادہ اچھے طریقے سے کھینچ کر کے گری۔

"کھرت کھرتے دن میں اس کی کم تعلیم قابلیت کو بتا دیا تھا۔ اس کیل چارہ تھا زمین چھتے اور وہ اس میں سما جائے مگر اس نے پھر بھی اپنے آنسو جھنے نہیں دیے تھے جھانگیر نے ہمارا اٹار کے دیکھا تھا مگر وہ اکثر روزہ کی طرف براحتی چلی گئی تھی بلقی ٹائم اس نے نازل گزارا تھا۔

بہت سارے دن اسی طرح ہے کیف گزرے تھے اپنی انسلٹ برداشت کر کے اپنی جگہ براتے ہوئے مگر آج اسے دن کی کلوش پر وہ پوری طرح مسیح عرفات کو بڑی تھی۔ اس نے آج ساتھ کر کے کو کہا تھا اور وہ اپنی

دوا ہے۔ ہر خاص دوستوں سے اسی گفتگو میں دوا  
 ہے وہ کہیں اور نہیں۔ دوا دانا کبک بھرے  
 دانا لگ تو تم جانتی دوا میں کتنا سفاکی کی حد تک  
 سبک ہو۔"

وہ چپ بونے کے سوڑیں نہیں تھا تب اس نے  
 فون بند کر دیا تھا۔ زبردستی مگر وہ فون بند کر کے بھاگ گیا  
 گھر پر۔ یہیں اس نے فون پر پہلے بھی وہ اپنا سلسل فون نہ لکھا  
 رہی تھیں اس نے پھر فرخ احمد کو فون کیا تھا۔

”اچھا جس جابر باہوں اسی طرف ایک ٹم ہے۔ عبا  
اپا کے بیٹک کا چکر بھی نکالوں گا۔“  
اس نے جواباً کہا تھا۔

اوتے گھٹے بعد دوبارہ تباہی کے سامنے تھا اور ازواج  
میں نے ہی کو لا تھا مگر اس کے چہرے کے تاثرات اور  
اس کے ساتھ چپکے کھڑے شخص کی سمیں میں  
ناسور میت۔۔۔ جو نگاہ اندر داخل ہو گیا علمہ سرا یہ  
ساتھ۔

”صبا! آج اتنی دیر کیوں ہو مہی آپ کو چھوڑا  
گلو انے میں۔ نشی بار کہا ہے اسے لی ایم کارڈ لے لیں  
مگر آپ بھی نہ۔“

مہربانیاں چاہو، وفاق رہا ہو گیا۔ ایک لمحے میں اس کی سمجھ میں آ گیا کہ بینک کو ناجائز رہا تھا اور وہ غلطی سے اس بینک سے کاغذ بن گیا تھا۔

”جی! آپ کا کانٹہ زانسر گردا دیا ہے جی! ابھی  
 میجر کے کمرے سے لٹا ہوں، بس میں منٹ میں نکل  
 ہوں گا۔“ مگر جب ان سے میل ٹوٹی چھتا تب اس کو  
 علم ہوا اور جینکے منہ مضمور ہو چکا ہے۔ وہ اسفند یار جو  
 آئندہ کورس میں شامل ہوئے گا خواہش مند تھا۔

”چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔ اب عمر کسی نے چوں بھی کی تو جان سے مار دیں گا۔“

شکل سا شخص بیٹھا تھا مگر وہ بہت ادا اس لگ رہا تھا۔ ایک اوجیز عمر کے بیچ یہ شخص تھے۔ ایک خاتون تھیں۔

گویت:

"میں یان ہی نہیں سکتی کہ آیا جو تم سے ہر بات  
اُسکس کرتی جس سے بات نہیں: اُسکس فرمیں گی۔"

”اتھنا بابا۔ ہاں کی جی انہوں نے یہ بات سمجھ گئی۔  
میں نے کہا تھا: بیشن مت ہو! اب تم کو بدحواسی ہو گئی  
آؤں گے۔“

”تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو۔“ وچو گئی تھی اور اس  
ناسی افسانہ سے کہا تھا۔

"خاطر ہے، اپنی بزنس کو بھی میں ایک غمزدگ سے  
مشغول رہتا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے دوستوں کی طرف سے  
کہا جاتا ہے کہ وہ تو ابھی تو اس دنیا میں ہیں، لیکن ان کے  
بچے اور بیویاں ان کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔"

”پس دین و ملت میرے ساتھ یہ ہیں لیکن ہاں کیا  
 کوئی بھی جانتی ہے۔ میں بھی جانتا ہوں کہ۔ میں سمجھتی  
 کسی سے محبت نہیں کر سکتی۔ ہم دونوں فائدہ دہ  
 انسان کی طرف بھاگنے والے نام سے لوگوں میں محبت  
 قرار دیا اور وہ ہے زندگی۔“

دو کچھ نہیں پہلی تھی کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا اور وہ اس کی خاموشی کو محسوس کر کے بولا۔

’جس آبا کی کمی محسوس کر رہی ہو۔ مجھے پتا ہے ایسے خسر کے کے بعد ہل کو متا بھری گویا د آتی ہے۔ میں ہاں کو تو یہ لفظ چھو کر بھی نہیں گزرا مگر جتا پتا ہیں نا۔ جب آئیں تو گزرا کی گویا میں سر رکھ کر غیب روٹا‘

میں نے چاہتا میری بیوی میری ماں جیسی بڑی بہن کی  
تفہیم کرے۔“

”تمہارا داغ نیک ہے۔“ ”یکدم بدک گئی  
تھی۔“

”ہاں میرا دل بالکل ٹھیک ہے کیونکہ میں جانتا ہوں توہی ہے زندگی گزارنے کا صحیح چور۔“

”جیسے اتنی بدتمیزیاں سے بات کرنے والے آدمی  
سے رشتہ نہیں ہو سکتا۔“

”وہ کہتا ہے کہ اے جرنیلز ہم ہوں۔ اللہ تعالیٰ میں بامشور کیا

اور ایک بہت تیز نظر آئے۔ بالآخر یہ لڑکا تھا اس وقت  
 دھبے میں بہت رش نہیں ہو تھا۔ لڑکا کانچ کے آگے  
 تھے۔ اس لیے جسم کے دبائے ہوئے لوگوں کا قابو کرنا  
 زیادہ آسان ہو گیا۔  
 وہ جھپٹا سے پکڑ لیا۔ پھر جھپٹا اور اس کے بائیں  
 طرف دبی تو ہوا میں جھپٹا تھا جس کے ہاتھ سے میل فون  
 پینا گیا تھا۔  
 "تمہارا نام کیا ہے؟"  
 "اسفندیار: دلہا"  
 "پچانان سے تعلق ہے؟" وہ دہن تھا۔  
 "نہیں میرے پاس صرف پولیس میں دلی افش  
 ہیں۔"  
 "تجربہ بداد تمہارے متعلق بتا چل گیا تو پینک  
 ڈیوٹی کے ساتھ نہیں اغوا برائے گا ان میں اٹھا کر  
 لے جائیں گے۔"  
 "میں کسی پر ایم سے نہیں ڈرنا۔"  
 "یعنی ابھی تمہارا زندگی سے لغزبانی دہری طرح  
 نہیں ہوا۔ گھر میں سب سے جھوٹے لگتے ہو۔"  
 اسفندیار کہہ نہیں بولا۔  
 "کسی نے پولیس کو اطلاع دی؟" فرخ احمد نے  
 ارنیڈ بار سے پوچھا اور اسی لئے اسی خوفزدہ شخص نے  
 افسوس سے اس کے کان میں جھک کر کہا۔  
 "انہوں نے سب سے پہلے پولیس کو اطلاع دیا  
 ہے تمہارے فونز میں یہ فکس کر دیے ہیں اور سارے  
 سی سی فونز کیمرہ کے آؤڈیو ہیں۔"  
 "اتنی سہولت سے ہوا ہے کلام کہ کوئی سچ نہیں  
 کر رہا میں جب میسجنگ کرے میں اسے سی دہری  
 پینک میں ہراسہ کر رہا تھا تو میسجنگ ہر اسٹاپ لگ رہا تھا  
 شروع ہو رہا تھا۔" اس کا جواب دے کر وہ  
 ایک دہم گماں نہیں تھا اچھا خاصا کھاتے پیتے گھر خانہ  
 کا شخص لگ رہا تھا۔  
 "اب ایسے ہی اچھے نہیں۔" نقاش کے لوگ ڈاکو ہوتے  
 ہیں۔" اس نے اسفندیار کی ناگہانی ہر مسکراہٹ



ایسا غصہ! اگر تم اپنی بہن کے جذبات میں ڈوبے ہوئے ایک بل میں باکر سانس بھی لے لو تو تمہارا دم گھٹ جائے گا اور اپنے گھر پہنچنے میں سانس کی کمی سے تمہارے منہ سے ہلکے ہلکے آوازوں کی آوازیں اٹھیں گی۔

وہ آوازیں کی تو ہیں ان سے معافی مانگ لوں گی۔"

اور مجھ سے کیا مانگو گی؟ ابھی سے بتاؤ، تاکہ ساتھ لیتا توں سب آتا تھا۔

"آج کچھ مت پکانا، یہ تو آج تم کو کھانا پکانا ہی نہیں ہے، تمہارے رونے دھونے کی وجہ سے۔"

وہ بڑا اور بچہ لڑا۔

"میں کھانا ریسٹورنٹ سے لے آؤں، اچھا اب بڑا کر آؤں، سچل کھل گیا ہے۔"

یہ فون اس نے گھر کے راستے میں کیا تھا، گھر آتا تھا اور اب وہ خود کھانا محسوس کر رہی تھی، صرف وہی جانتی تھی۔ اپنے پہلی بار پاپ کی محبت سے صبا آیا کے لیے ہاتھ پھیلا کر دعا کی تھی اور وہ تو وہ بس ان کے لیے کھانے بیٹے اور سیکرٹ کی فراہمی کے ایک ذریعے کے ساتھ ساتھ تھیں۔ تھیں وہ فون پہنچی، ہینس روٹو کر رہیں، سو رہی تھیں۔ فرخ احمد کا پتا چلا تو خالہ کا پورا گھر اند بھی ان کے گھر آ گیا تھا۔



"مجھے آج سے پہلے پاپی نہیں تھا کہ حمید الدین کی اہمیت میرے لیے سب سے زیادہ اہمیت کی طرح ہے۔ ایک عورت دنیا فتح کر لے، مگر وہ اپنے شوہر کے ہونے سے ہی ایک معتبر عورت بنتی ہے اور میں ہمیشہ اس بات سے بھانسی اور اس خیال کو ٹھکراتی رہی تھی، وہ جوان بچوں کی ماں ہونے کی اہمیت مجھے پیرنٹن پر رکھنے نہیں دیتی تھی، میں گھر اور بچے جس دھوکا انداز میں لے رہی تھی اسے ہمیشہ گھر میں کسی اجنبی سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ دونوں بچوں کے اندر میں نے

ابرو ترچھ کر کے اسے دیکھا اور اس نے نرمی سے کہا۔

"ابھی جو کچھ تھا عارضی طور پر برقرار رکھتے رہو، لیکن میں اور پولیس کی شمولیت سے معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے، سرائر کسی کی بہن چلی جاتی تو۔"

"تو کیا حکومت بہت نا اہل ہے، دلاکھ انعام دے ہی دے گی، چیک ہاؤس: وہ جائے تب بھی حکومت بہت حد تک وائٹ بال پر ہے، پھر اگر یہ کوئی اور خبر بریک کرنا تو کیا یہ سب پتہ سوچنا، پھر میں کیوں سوچوں اپنے کیمپ کے لیے کوئی تھمک خیز خبر چاہی ہے۔"

فریڈک: وہ بھی تھی اور سب اپنے اپنے گھروں کے مختلف ماحول اور کلاس کے باوجود ایک ہی طرح کی سراسیمگی میں آگئے تھے، پھر ان کے باروں سے جڑے لوگ سب سے زیادہ ہراساں ہو گئے تھے۔

غصہ ہمارے فون کر رہی تھی، مگر فریڈک احمد کا نمبر ہی بنا رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے تمہاری بہن تم سے کتنی محبت کرتی ہے۔"

"آج ہی تو فرخ احمد نے اس کے مایوسی اور ہانگ کی تھی۔" صبی، اگر ایسی کوئی بہن: وہی تو شاید میں ایسا نہیں ہوتا، یہ سب اب بول رہی۔

"تمہیں پتا ہے اہل! صرف اسی بچے کو بہت زیادہ اہمیت دیتی تھیں، بچوں کے لیے گھر کے لیے بہت اچھا ماحول، دیکھا، بہت ہوتا تھا، پہلے میں نے ان باتوں کو اہمیت نہیں دی، مگر پھر جب یہ حکمت سمجھ میں آئی، محبت کا تو مجھے نہ کس بہن کی تھانے کو ضروری سمجھا، پھر کبھی لپٹ کر محبت کے جذبے کو نہیں چکھا، سوائے صبا آیا کے میرے لیے محبت اور کس نہیں ہے۔ تمہیں پتا ہے صبا آئی، منگنی کتنے عرصے رہی تھی؟"

"نقشہ یہ بھی صبا آیا کی؟ کب؟ مجھے تو کسی نے کچھ نہیں بتایا۔"

"وہ جیران: وہی تھی۔"

"بہت تم دوسری میں رہتی تھیں تب: وہی تھی صبا آئی، منگنی۔ مگر اصل کی گھر کی طرف سے ہے تو جی

پر مجبور کیا۔ انظر بھائی سات سال تک ان کا انتظار کر کے اپنا گھر بنانے پر مجبور ہوئے تھے کوئی کرتا ہے

"اچھی باتیں سنیں آپ کے ساتھ قسم کھا کر کہتا ہوں" اللہ کے کسی بندے کو ناحق نہیں ستا رہی گا۔ بس میرے بابا کو وہاں کھینچ کر لے۔"

"بس ٹھیک کرنا، کبھی بوجھلے میں میڈیا اور پولیس سے رابطے میں ہوں۔ ابھی تک پولیس نے کارروائی نہیں شروع کی ہے۔ صرف بات چیت سے معاملہ حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

وہ آنسو صاف کرنے لگا تھا۔ آج اسے لگا تھا ایک واقعہ کی زندگی بدل سکتا ہے، لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس واقعہ نے کتنے لوگوں کی سوچ کا زاویہ بدل دیا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم آپ کس سے بات کریں۔ مجھے میرا اسفند پار چاہیے۔"

"اسے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ اللہ کی ذات ہے، اچھی اور بری اس کی خفاقت اللہ بہر طور بر کرے گا۔"

"مجھے نہیں پتا۔ آپ کا ہو گا، اب خبر پھر مجھے میرا بیٹا چاہیے۔ بس ہو گیا، اچھا، وہ خون میں نہیں جائے گا۔"

"ابھی جو بچہ ہوا تو خون میں: دوسرے کی وجہ سے ہوا ہے؟ وہ ایک عام شہری ہے اس وقت گمراہ ہو گیا ہوگا؟"

اللہ تعالیٰ نہیں جانتا چاہنے ہیں کہ وہ جب چاہیں زندگی کو دامن سے بائیں: اوپر سے نیچے کر سکتے ہیں اس نقطے کو چھو۔"

ایک دم کسی چال کے کھیلنے کی طرح رک مٹنی تھیں۔ اٹھیا اور اٹھا۔ میرا اسٹان ہے یا میرٹ ممبر کو تقویت دینے کا ایک جگہ تھا چاہتا ہے اللہ مجھ سے۔"

"ہو لوگ اپنی جان انسانی نسب اس اللہ کو سونپ دیتے ہیں وہ کبھی بائیس ہو کر نہیں ہرے جاتا، اللہ ان کی بہتر خبر گیری کرنا ہے۔ ان کے دکھ میں ان کو دلاسا دیتا ہے۔ جیسے ایک ہی اسے دکھی اور آزار پہنچے گا وہ اس سے بے حسیت بنتی ہے، پھر بھی اس کا دامن تھا، اس سے کبھی بائیس ہو کر نہیں چلے گی۔"

یہ ان کے ان کے جیلے تھے جو اچانک اس حالت جانکاہ میں اندر سے نکل کر دل کے اندر مکالمہ کرنے لگے تھے۔

نہایت شوہر کی محبت کی مٹھاس نہیں ڈالی۔ یہ ہمارا کبھی گر دونوں بچے بیٹھ اپنے باپ سے ایک مخصوص فاصلہ پر رہتے۔ میں نے بڑی کی شخصیت سے انہیں زندگی کی پائی: ٹھیک ہے اور تھائی کے سوا کچھ نہیں دیا۔ لیکن انہیں کبھی شہد میں وقت کو دلوں کو دنا سکوں اور اپنی ساری باتوں کو اپنی ساری باتوں کو ایک محبت کے احساس سے ملا سکوں، شریک کا ساتھ

مگر کی آویں پہن میں زیادہ ضروری اور زبان مختصر، بھرا مٹاس بن جانا ہے۔ مگر میں انہیں نہیں کر سکتی۔ مجھے پتا ہے کہ گفران وقت کرنے والے بیٹھ ایسے ہی راندہ درگاہ رہتے ہیں۔ مگر اک خوش گمانی ہے کہ شاید شرف

قبولیت اور توبہ کا دروازہ کھلا ہو۔"

منعہ جائے نماز پر بیٹھی تھیں اور حمید الدین صاحبہ کی تہہ پڑھنا خیر کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

"مجھے آج سے پہلے جانی نہیں چلا تھا، کس پوائنٹ پر رکھی ہو سرنی طرف کھڑے شخص کی جان کتنی ضروری ہے میں نے تو صرف شارٹ کٹ مارا تھا۔

تھری اور اپنی بات: مٹی کو اٹھانی طور پر سارا دینے کے لیے اسٹریٹ کرائم کا یہ بڑا تھا۔ مگر یہ حق کیا: وہ تھا۔ اس کا یہ عمل اس کی طرف لڑا گیا تھا۔ ٹیک لوگوں کی طرح اس کے عمل پر کاہر اور حساب قبول دیا گیا تھا۔ وہ بے قرار پھر رہا تھا، پھر ایک دم صنفی شکم کی گود میں سر دیکر گر دینے لگا تھا۔

"اللہ کتا ہے، ہو گا، جس نے کیا اس کا خدا اب بھی اس نے مجھ پر کیا: کہیں پتہ نہ ہو، اگر آج بابا کو بچہ ہوا تو میں اسے بچہ ہی بنا کر رکھتی ہوں۔"

منعہ: شکم سمجھ کر بھی نہیں یا میں اور وہ سڑیانی انداز میں اپنی سرگرمیوں کی بات بولنا چاہتا تھا۔

"منعہ: تم نے اپنی راہ خود کوئی کی، کسی نیکی کے راستے پر چلنے میں پس کر کے کی عاوت ڈالی ہوئی تو میں نے یہ پتہ اس جرم کی دنیا میں قدم نہیں دھرتا۔"

"بابا کو کچھ نہیں ہو گا۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تم نے برائی کو برائی مان لیا ہے تو توبہ بھی کر لو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

...

...

...

...

...

...

...

تھی جب فرخ احمد کے ساتھ کھڑا تو ان ایک نہیں دو نہیں پورے سات قدم آگے کھڑا ہو گیا تھا۔  
"نہیں ہوں فرخ احمد! یہ تو کیا کرو گے؟" اس نے اس کی طرف رو کر پوچھا تھا۔

"ایک کو مارنے کی سزا بھی موت اور پندرہ کو مارنے کی سزا بھی موت۔ مگر میں تمہیں مایوس کا نہیں۔ تمہیں اپنے لیے استغاثہ کیوں کا ہم رقم سمیت یہاں سے زندہ جاؤں گے۔"

"خوش خیال ہے تمہاری۔" اسفندیار نے نڈر ہر کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا اور کہا۔  
فرخ احمد کے دل کو اچانک کچھ ہوا تھا۔

"کیا زندگی صرف پیسہ؟ صرف نام نمود اور شہرت؟ اگر آج میں ان لوگوں کے ساتھ مرجاؤں تو میرا بیٹا جیل بھی پر سیاست ضرور کرے گا، وہ سکتا ہے کوئی بینیفٹ بھی دیا دے حکومت سے پھر کیا وہ میرے نامہ اعمال میں ایک ناکام اور کربت انسان کی شہرت کو آپ زم زم سے دھو سکے گا؟ میں اپنے ساتھ کیا لے کر چل رہا ہوں؟ خالی ہاتھ؟ صرف خالی ہاتھ۔"

وہ ایک دم ہراساں ہو گیا تھا۔  
"یہ لانا اسے کوئی ڈر نہیں ہے اسے پتا نہیں کیا چیز ہے جو ایسا بڑا باری ہے۔ اسے کس کا آسرا ہے؟ کس بات کا یقین ہے؟"

"نہیں نہیں جانتے ہو مگر مجھے اپنی جان بھی اپنے اصولوں سے زیادہ پیاری نہیں دینی ہے۔"

میں وردی کے بغیر بھی ایک مجاہد ہوں اور وردی کے ساتھ تو میرے عزائم موت سے بھی شکست نہیں کھا سکتے تھے۔ ہم جن کی بازی ہار بھی جاؤں تو ہمت بھی آنکھیں ان خواہوں کو اپنے اندر جگا دے کر ان کی تکمیل میں آگے بڑھ جاتی ہیں۔"

"ذرا بتائی بھائی۔" اس نے کہنے شخص نے وردی قہر سے تھیلہ اٹھا دی۔ وہاں تھا اسی مشہور طبلے سے آہستہ آہستہ۔

اور کو نے میں سمنے چلے سلاہاں احمد نے سوچا تھا۔  
"وہاں تو نے ان کے اندر کتنی توجہ کتنی چاہت ہے"

"میں کیا نیک خبر کیسے پہنچا؟ یہ بارشوق ذرائع کون ہے؟" ان کے لیڈر نے پولیس کے سائین سننے کے باوجود اطمینان سے پوچھا تھا۔ فرخ احمد نے بہت خاموشی سے اپنے آس کا راز کو دست بن کی نذر کیا تھا۔ مگر اسی وقت اسی سوال کرتے شخص کا مہاکل بجا تھا۔ وہ منتار ہا تھا اور بہت اٹھیل سے کن گھسے سے پچکار کر دلا تھا۔

"تم میں سے فرخ احمد کون ہے؟ اس کے چیلے نے یہ خبر سب سے پہلے بریک کی ت اور اتنی مہارت کے بعد یہ کیسے ہوا؟ ہم پہلے صرف دیکھنے کے بعد چلے جاتے مگر اب اس فنکار کو سات ماہ کرنا ہم پر فرض ہو چکا ہے۔" اس نے آس کے سارے عملے کو داخلی دروازے کی سمت دینی ہوئی انتظار گا میں جمع کر دیا تھا۔

"سارے با امز: پٹاؤ" تاکہ پولیس کو پتا چلے کہ اگر اس نے کوئی کارروائی کی تو یہاں کوئی نہیں ہے۔  
"فرخ احمد نے گنا۔ ایک دو تین چار پانچ" چھ پورے چھ افراد تھے باہر کھڑا راجہ میں کو لے کر اندر آ گیا تھا۔ سب کے ہاتھوں میں ریوا اور تینے لوڑ۔"

"ہم اگر کوئی کارروائی کریں تو ہم چند افراد ہیں پھر بھی فیکو میں ان سے زیادہ ہیں۔" اسفندیار نے فکری میں شخص کر کہا اور دھمکے کے باوجود اسے منور کے رو کیا۔

"افراد پندرہ سہی مگر ہر ریوا اور میں چھ گولیوں ہیں اور ہندے سات۔"

"گولیوں ختم نہیں: اور گی۔ ہم ختم ہو جائیں گے۔"

"جو ڈر کیا: مریڈ۔"

"ایک میں نے بھی دیکھی تھی یہ فلم ایک دم بکواس بھی تمہارے تمیز کی طرح۔"

"میں نے بھائی۔ تم میں سے قرخ احمد کون ہے؟"

سنا آتا ہے سر ہٹا دیا تھا کہ ان کی نظر کا ذوق اس کے لیے پراٹھ نہ کھڑی کر دے مگر انہیں حیرت ہوئی



موت یا کتنا انتظار ڈالا تھا۔ زندگی ساتھ ساتھ مایہ گزاری نے  
 کے خواب پروئے تھے۔ مگر آج سے پہلے وہ انظار اس  
 طرح سے اترنا ڈاؤ نہیں ہو پائے تھے۔  
 زندگی کی اگلی ہیبت کے دباؤ پر چڑھنے سے پہلے  
 مائیک کی سچی نہیں ڈاؤ ہو سکی۔ یہ بڑا بیماری سے مقابلہ  
 تھا۔ اگر وہ اپنی زندگی زندہ رہنے کی انگلی اور  
 مقابلہ کرنے کی مزاحمت کرنے کی تلقین ہو تو سوت  
 موت بہت اچانک کبھی بھی کسی بھی لمحے وارو ہو سکتی  
 ہے جیسے کہ آج۔ کیا آج وہ اپنی بیماری سے مرنے  
 والے تھے یا ابک مارا جاتی ہے کسی کی ہوجہ ہے۔

لاڈلے ہوئے بہت سارا وقت ملتا اور میں اپنی ماہ نور  
اپنے گھر والوں کے ساتھ گزارتا۔ انہوں نے دل  
تے رہا گیا۔

پولیس پوزیشن کے چنگی تھی اور انسان کر رہا  
تھی سب پر غلامیوں کو باختمت چھوڑ دیا جائے تو ان  
کے مزاحمتی غرضی کا فیصلہ کیا جائے گا۔

اس کے پاس نے تھامے کے انچارج کیوفین کیا تھا جسے مرید باک کے ساتھ لے گئے تھے۔ آواز میں انشکرت تھا۔  
 ”بیس ایک گاڑی آئی یہ پٹرول کے اور فٹنڈر اسٹ  
 دیا جانتے ہو نہ سارے غلے اور ان شہروں کو مار دیا  
 دانتے ہیں۔“

”تم میرا گویا دھارہا سنا دیتے۔“ ڈاکوؤں نے کہو  
 بدھ نے اسفندہ یا گوہیا کی دلالت پر بدھ راخو اور بدھ  
 راخو۔ ”آپ کے کہنے پر بدھ کی ضرورت نہیں۔“  
 داری کو مستحق نہیں۔ ان کا ذکر کریں۔

یہ تھا اور کینک لیزہ نے اسے ہندو بار کو بھیج کر انہما تھا۔

[illegible]

مردانِ انصارِ اسفندیار کو گور کیے انھیں نے سر پر ادا  
تختِ اسفندیار نے سامنے لگی پیشنگ کے گلاب پر  
ایکشن لیا اور فرخ احمد کا نکس و کھر خوالی ہی چھانک  
اسے بھائی بھی۔ کیونکہ محمدان لکھے سے اس کے سر  
میں ٹیکر پر دیا پڑا تھا اور گولی پر تہ ہوئی بھی۔ گولی  
جبک کے فرش پر لگی تھی۔ اسفندیار نے مجرم کو موقع  
نہیں دیا تھا۔ اور اسے کلک نوکے کے چور دھاکر پھیلے پتے  
کے گوشے پر بھی جھکے کھسکے میں ڈالتا۔

آپ سب کاؤنٹر کے پیچھے جا گئے۔ کوان میں اور  
شر احمد نے مارچ میں سنبھال لیا تھا۔ بالآخر ان دونوں فوجیوں  
نے فائرنگ کی تھی۔ مگر کوئٹہ وہ یہ کارروائی گھبراہٹ  
میں کر رہے تھے اس لیے وہ اس جوشن کو سنبھال  
نہیں پاس رہے تھے اور اس سے پہلے کہ انہوں نے جگہوں  
پر مورچے سنبھالے افراد وہیں آجائے تھے۔ انہوں نے  
سے پہلے کرنا تھا۔ فوجی احمد اور اسفندیار نے ایک ساتھ  
گھدوان کو اٹھ کر کلاس والی پر پہنچ کر مارا تھا۔ ان میں  
سے کسی کی بھی کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ مگر سب اسی  
مقام پر رہا۔ پھر احمد انہیں نیکار کیا اور ان کو نس زلا۔

اسٹریٹ فلائز کریں گے۔

اور اردو توحید میں ڈاکٹر محمد رفیع نے جو کتب کے لیے  
اسے ممبر فرمائش کے 3 دفعہ دیا

— 400% —

450  
400

۱۰۰

کتب و کرائی خانہ سید محمد رفیع، لاہور، نمبر 37، صفحہ 1502

http://www.ijerph.com

[www.daydream.com](http://www.daydream.com) ONLINE JOURNAL

RSRP: PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

---

PAKSOCIETY f PAKSOCIETY

"بابا کئی لوگوں کو بہت قریب سے پہچانتا تھا۔ انہوں نے دیکھا۔ یہ لوگ بڑا بڑا خانہ دار بنے اسے اپنے سینے سے لایا تھا اور زندگی میں جلیں بار محبت کو اتر پذیر ہوا ہوا رکھ رکھے تھے۔

اور ایک سائیکل پر سوار تھے۔ بابا نور سے کہہ رہے تھے۔ "زندگی کی قدر رموت کی قیمت کے احساس سے پہلے بھی نہیں ہو پائی۔ مجھے تمہارے ساتھ بہت سارا جینا ہے۔"

"مجھے بھی آپ کے ساتھ بہت سارا جینا ہے۔" اور فریخ احمد گاڑی میں بیٹا سبایا کی پروا کیے بغیر بولا تھا۔ "آپ ابوں تمہاری تمام تر بد دماغوں کے باوجود زندگی کر لو رہی تمہاری قیامی ساتھی ہیں۔ سنو! استقبال ذرا آشنی دار کرنا۔ آخر کو تمہارا ہونا والا مجازی خدا ہوں۔"

دوسری طرف کچھ نہیں کہا گیا۔ شریک بننے کے سوا کچھ سنا لی نہیں دیا تھا۔ فریخ احمد فون بند کر کے تھا اور صبا اپنے آپ پر تھکا تھا۔ "انتہا پرانے کیسے آگیا؟"

وہیں آپ کا حکم تھا۔ سو دو دم درک مکمل کر کے چلا گیا اور بی ایک ساتھ شروع کیا تھا۔ مجھے پتا تھا، ٹھیک آوی بہت تھوڑا سی بھی اس لیے ہلک سیلنگ سے شاید بات نہ سہنے۔ سو میں نے شیطان کا بھی نام نہ بولنے والا اختیار استعمال کیا۔ اس لڑکی کو نوکر کی تلاش تھی۔ اس کا تازہ تازہ ہر ایک آپ بوا تھا تو غصہ اسے CHI کرنے کے لیے مسیح عرفات کا پتہ دیا۔ رات تھا اور میرا بیٹا لڑائی کا سیلاب ریل بہت جلدی سے۔ مجھے ہمارے حق میں تھا۔

صبا تپا مسکرانے لگیں اور زندگی اسی مسکراہٹ اور محبت کے قالب میں ڈھائی آئے بیٹھ گئی تھی۔ آگے کا راستہ بائیں صائب شطابہ اور خوش گمانوں۔ بھرتا تھا۔ خوش گمانوں جو کبھی کبھی جی ٹی ثابت ہو جاتا

طرح سمجھ جائیں گے۔"

وہ خود نہیں سمجھتا تھا کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مگر جب اس کو سمجھ گیا تو اس نے گتے توں ہو کر پورا کمرہ روم میں گتے لپٹا تھا اور یہ جپہ منہ بہت اہم تھے۔ گاڑی دار تو راجا پتہ لگا رہا۔ دوسرے سواریوں پر فائرنگ کے شکر اور مزاحمت کرتے ہوئے سارے ڈاکو قتالے کے بعد گرفتار کیے جا چکے تھے۔

"مسٹر فریخ احمد! یہ سب آپ کی کلیل بہادری ہے۔" درندہ معاملہ نمٹا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ میں ان افراد کو "سینٹ" بولنے کا آؤر کرنے ہی والا تھا۔ مجھے حکم تھا انہیں راستے میں مار گرانے کی کوشش کی جائے۔ انہیں جو چوڑی دی جاتی تھی اس میں ٹریکسٹم ان تھا مگر سب انہیں واقعی کلیل ہیں۔"

"ہاں مگر سب اس فوجیوں کی وجہ سے ہیں جس نے آج میری بہت درست کی۔ مجھے خالی ہاتھ مر جانے سے بچایا۔"

"جی سر! میں سمجھا نہیں سکا۔" آفسیر نے کمر فنی سے دیکھا اور سو مسکرایا۔ "آپ سب کچھ سمجھنے لگے تو ابراہام کیسے چلے گا سر۔"

"بی۔" آفسیر چارچکا تھا۔ کسی نے اسے بند یا روکنے سے لگایا تھا۔ "تم فون میں بی۔" آفسیر نے غصہ ہو گیا تھا۔

"جی ام! اسفندیار نے لن کی طرف لپٹا لپٹا۔" ہاں زندگی کو صبا تمہیں بچا ہے جو چاہے۔

وہ ان کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھتا تھا۔ مسٹر حیدر نے دیکھا کہ اندر سے چل رہے تھے۔ جہان کے سب سے بڑے ٹیکسٹ کیٹی گئی تھی۔

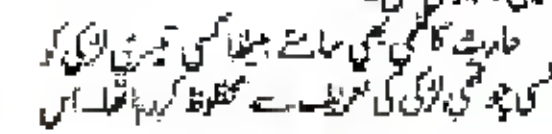
"خدا کا شکر ہے۔ آپ ٹھیک ہیں حیدر! مجھے آج احساس ہوا ہے۔ آپ میرے لیے کتنے اہم اور ضروری ہیں۔"

"اما! ایک کہہ رہی ہیں۔ یا آپ واقعی ہماری زندگی کا ڈانٹو ہیں۔ سب کچھ آپ کے دم سے ہے۔"



[illegible]

”میں نے بھی کسی جھیل میں اپنی چاکریاں گوندلائی۔“



”سخت سہیلی یا سوت چالہ میں جلد گئے کی  
کو شش کہا گی۔“ تجھے بونٹوں میں نہیں کھو کر رہ  
جئے۔ سوتے کے اندر دم توڑتی شکریت صبح میں آج اپنے







ہو نہیں ہے۔ لہجے والے ستارہ بن جاتے ہیں اور  
حق پر پہنچ جانے والے خاکسار فریق دوستی اور  
سیاہی کا ہے جو بھٹکتے ہیں وہ اوروں کے لیے آگے  
جانے کا راستہ بناتے ہیں۔ رنگ بدل جاتے ہیں اور  
جو خط پر چلے جاتے ہیں اُن کی موت کے من کے لیے  
میں غلطی ہو گئی ہے۔ غلطی ہو رہی ہے کی موت ہے  
تو مٹی موت = پوری موت انسان کو ہر اوج سے  
چھوڑا دے لڑتی ہے مگر تو مٹی موت ہرل کی طرح  
جہاں میں پیوست رہتی ہے۔ جانتے کو رہتے جانتے میں  
تھرا ہوا چھوڑا دیتے کو رہتے لگا جاتا ہے اور اس نے  
اپنے اندر اس چھوڑے کی دھچک کو رہتے محسوس کیا  
خون

منزل ہے ہر ایک کی  
مٹی کی سب آگ  
ہر خوشی جانی رہی

محبت رنگ ہے خوشی ہے اس کی انگلیوں کی  
ہو رہا ہے بھی ہر رنگ بھٹکتے تھے۔ اس کی آنکھوں سے  
پانی غوٹھوٹا رہی۔ مٹی ہر سر لٹھوٹوں سے خواب  
تراشے تھے اور سوچا تھا دنیا میں اگر کسی کو اپنا ہے تو  
صرف یہی حوالہ ہے مگر یہ حوالہ کتنا بڑا لٹکا تھا۔ وہ  
کسی سے کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔

"جسوت تھی اس کی محبت۔ سچ تھا میرا دل۔ پھر کیا  
ہوا جو وقت کی قدرت سے جسوت کا رنگ گہرا ہوا اور  
دل سا بڑا لٹکا گیا۔"

"جسوت لٹا اس سے ملنے والی ہے میری مٹی کو ایک!  
ہم بہت اچھے دوست ہیں۔" اس نے پہلے جھپک کر اندر  
سے باہر آکر اسے دکھا کہ اس نے اپنے گونہ غور  
نہیں کر سوجھا۔

"میری مٹی میں جس کی ہڈی میں اپنے کے  
خواب دیکھتے تھے وہاں تو کتنے خواب تھے! وہاں تو  
کوسوں دور سے غوی محبت نے اسے چھکار دیا تھا۔"  
ہمارا عشق لانا کھلے ہڈی تک بھی پہنچا تھا  
کوثر کے پیر کے ساتھ ہم نے ملے کو باہر جانا تھا

وہ پتھر تھا نہیں شیشے تھا! انہی کپیا نہیں نکلو  
اسے ٹھوکر لگا تھی اچھے بھی ٹوٹ جاتا تھا  
اسے ٹھوکر لگا تھی مجھے بھی ٹوٹ جاتا تھا۔ مگر  
ٹھوکر دلا سے کراہیں تو انہی میں اور ٹوٹ کر بکھرا  
نہیں تھا اس کی اس کے خود کی حقیقت تھی۔  
پتھر بائیں لٹھوٹوں میں نہ کہ کی طرح محسوس ہو رہی  
ہیں مگر حقیقت میں پتھر ایک ہوتا ہے تو لٹکا ہے سب  
پائیں اضافی ہیں۔ کوئی کسی کے بغیر نہ رہتا ہے نہ ہی  
کسی کے دھتے دے کر نکال دیتے جلتے پر ساکن  
دست سوال پھیلاتا چھوڑ دیتا ہے۔

بلکے بالے کو تو عادت ہوئی ہے۔ تیرا دست سوال  
نہیں تو کسی اور کا دست سوال کسی کچھ تو کوئی  
خیرات لینے کی عادت ہوئی ہے اور وہ لوگوں کو خیرات  
دینے کی اور دیا نہیں ہی! افراد کے گرد ہی محسوس رہا ہے  
مگر جان نہیں پائی تھی کہ وہ کس لٹیکے کی گود میں  
اور محبت تھی کہ اس کے خلی راجن پر منہ بھر کر تھپتھپ  
لگاتے جاتی تھی۔

"جان آگے چلو! پتھر نہ کھینچو! بڑا درد محسوس ہو رہا  
زہر نعیم ہیں ان کی پروا کٹ کر کل مار کٹ میں آگیا  
ان سے آج کل ان کے ساتھ جاری ایک ڈیل تھا  
رہی ہے انہیں ایک لپا چھوڑا جا ہے وہ خود بھروسہ لگا  
ہو اور محسوس واپس آتا تھی۔" وہ بات چیت تمام کر مسرور  
نعیم کے سامنے لے گیا تھا اور ایک غلطی کی غور لے  
ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"سب جانتے ہیں۔ تم میری کتنی اچھی دوست  
ہو۔ میں اپنی زندگی کی ہوا کٹ کسی سے شیر نہیں کرا  
صرف تم سے شیر کو نہا ہوں تم میری دوست محبت  
ہو کی سب کچھ ہو مگر یہ حوالے میرے لیے ہیں۔  
وہاں کے لیے۔" اور خود دیا کے لیے حوالے تھے۔  
انہیں اپنے اہل کا کوئی بھی پسندیدہ حوالہ نہیں تھا۔  
خاموشی سے مسرور نعیم کی چٹکی چٹکی ہاتھ میں رہی  
تھی۔  
وہاں جان کر اسے جس طرح چھو لینے کے قہر

تھے ایک ہی سانس میں چٹکے کھینے کے شیدائی تھے۔ اس  
سے اس کا دل کھتا ہوا تھا۔ لپا کچھ بھی تھے اس اندر  
نیچے اترنے نہیں دیتے تھے۔ گلا کٹ کو صرف  
نواہر دست لپے لپے ہونٹک اور سر تفریق اور مستند  
من انگر مارٹ کا مٹی کام کے لیے کھلے صوبہ نہیں رکھتا  
تھا۔

"تمہیں یہ کائنات ہر گز ایڈور ہاؤر تک نہیں کو  
دلتا ہے۔" ان حکم روا اور پھری ہوتا جو اس پرش کو  
ماہل کرنے کے لیے خود ہی خیالی کیا جاتا ہے۔  
حالت کا مٹی کی آنکھوں میں چٹک ہوئی مگر کائنات پر  
بڑا دست نہیں۔

"اچھے تم نے ہر چیز میں مٹی کی مٹی نہیں  
مٹی کی مٹی سمجھتی ہو مجھے کب کس وقت اس  
دب میں جس میں دیکھنے کی تمنا ہے اور کیا قن ہے  
صرف تم میں ہی ہو سکتی تھی صرف مجھے ہی ہو۔  
قن تک میں نے خود کو بھی بڑا لپا دیا کسی کو نہیں  
ہوایا۔" اور وہ بات رہ جاتی۔ مٹی کی کڑواہٹ کے ساتھ  
بوجھ دین اس سے قہقہے میں دھتے کچھ کی طرح بھٹکتے  
تھے۔

مگر وہاں کا ہو تھا جس طرح کیا کرتا تھا۔  
"تمہیں میں کب کو سامنے کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔" وہ کہاں سے کہاں جا سکتی تھی  
جسوت کی باتوں سے ایک فیصلہ ایک متعلق فیصلہ  
اور انہوں میں نے کسنا کر کرتا تھا۔

"مسرور نعیم میں نے آج سے پہلے کسی بلا لگ  
نہیں کیا۔ میری فیملی نہیں ہے۔ شگ نہیں کام کی نہ تو  
تھوڑے اس کام میں انہی خانے کرنے کا شوق ہے۔"  
"نہت سلی سے تم اس کی فکر مت کرو۔" افرام  
ہوا اسے ہم کا ایک کواک توئی ہے۔ وہ پتھر سے بھی  
لاگتی کر کے تم تو پھر بھی ایک گرم آگست ہو تم  
تھوڑے آگست ہو۔ تمہیں آگ اسٹیت کے تم افرام  
تو آگ میں تھپے چھوٹا ہو۔ مت انکار کرو۔ یہ تمہاری  
ایک ہی سمت ہے۔ یہ ہو اور سوچو جس میں لپا میل بنا  
شیا مرگ لپا۔ جس سے مرگ لپا وہ لپا میل کے  
ناتے کو چھوڑ کر کمر سے نکلی تھی باپ نے کہا تھا۔

تھوٹھا ہوا۔ کون گھر سے باہر نکل جانے والی لڑکی  
کا حوالہ دیتا ہے کون تمہارا ہاتھ تھمتا ہے کون تمہیں  
لپا نکال سے پیسہ کرہم دے سکتا ہے مٹی تو صرف  
لپا نہیں کے نام کے ساتھ مخلوق ہو کر رہے ہیں۔  
مگر لڑکیوں کا آخری مقام کھالی ہو ہے یا خود نکلی۔  
اس سے بات کر بھی نہیں دیکھا اور کتنے تھا۔

وہ لپا نکال سے صرف نکال دیتے کا رہا نہ کر  
ملنے والی مٹی ہے وقت لڑکی مٹی چھو مٹی چھوڑ  
کر نکل آئی تھی اور لپا نہیں مٹی مٹی مٹی رہی  
تھی۔ ایک چوری چھپے کا حوالہ لپا حارث ہی تھا مگر وہ  
بھی صرف خاموشی نکال کر خفیہ رو لپا کا دست تھا۔  
اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اور لپا یہ ہی  
تخلیشر بن گئی تھی۔

اس نے مٹی مشکل سے خود کو اس کام کے لیے  
مبور کیا تھا اور خاموشی سے اس کام کو ٹھانے میں  
لگ گئی تھی اور لپا کی مسرور بھری آنکھیں اسے جہاں  
جس فضل میں دیکھ لیتیں۔ پتھر جہاں نہیں ہو سکتے۔  
مگر وہ کون سا نام تھا کہ کس کمر میں رہتی ہو لپا کیا  
وہاں لپا کو پہنچانے والا خفیہ پیدا ہوا بھی یا ابھی تک  
چھوٹے شخص کو وہ دانی آگے نہ نکھریں چاہتی اور  
لوگ کہتے۔

"ایڈیٹ سوسائٹی کی ایک نو سر لڑکی نے باپ  
سے نکال کر ان کے اصولوں سے جان بڑا کر اٹھ  
تھکت میں رہا کٹ اختیار کر لی ہے۔ اس کے اپنے  
دوست اپنی لپا بنا ہے اور یہ مٹی کوئی اتنا چھوٹا اور  
تیا بھی نہیں تھا کہ سب چوٹک اٹھتے سب سے اس کو  
تارل۔ کارروائی سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔ لیکن وہ اس  
زندگی کو سوشل کے ہاتھ تو لپا نہیں کہہ سکتی تھی۔  
اب بھی ہمارے کمر چایا کر لی تھی اور ان ہاتھوں تو اس  
کے چکر لپا رہے تھے۔

"تو بڑا کٹ ہے انہی شیشی لپا ہوگی اور ہمارا  
اس کے قہر نہیں۔ مٹی شگ نہیں باہر جا کر کوئی  
پڑی ہے۔ لیکن اس بڑا کٹ کی ہو نہیں سکتی لپا  
ہو رہی ہیں۔ مجھے اس کی پلٹنی ہو رہی ہے وہ دست  
خوناک ہے۔ مجھے نہیں اچھا لگ رہا ہے۔ آگست کلا

خوبصورت جھانسنے ہیں مگر یہ صرف ہماری تزیین  
 ہے۔ صرف ہمارے اندر سے ہمیں باہر لا کر ظہارت  
 سے ٹھوکر مارنے کی سازش ہے کہ تم یہ ہو، صرف اتنی  
 نام ہی لڑکی! اس برتے پر تم اڑتی پھرتی تھیں۔ کون  
 سے شخص کے لیے بولائی پھرتی تھیں۔ مگر مجھے  
 صرف گھر چاہیے۔ نام نہیں صرف گھر چاہیے۔ وہ  
 سینئرک ہو کر وہیں لوٹ آئی تھی اور بہت سی ایس  
 شاموں کے بعد آج گھر سے باہر نکل گئی تو ذلت سہلی  
 ساتھ تھی اس لیے وہ مطمئن تھی۔ ہر لمحے کو وہ اسی  
 طرح ہی رہی تھی جیسا اس کے جینے کا حق تھا پھر ایک  
 سڑک پر اس کی گاڑی رک ہی گئی۔

”یہ بچہ بھوکا ہے یا صرف دھوکا ہے اور ٹھیک ملنے  
 کی اس کو عافیت ہے۔“

اس نے ذات سہلی کی طرف دیکھا اس نے پرس  
 سے نوٹ نکل کر اس کی طرف بڑھائے مگر وہ بچہ وہ  
 غرور اٹاک کے پار سے جھکا جا رہا تھا۔

”میں حق لہلا گا۔ خیرات نہیں۔“ وہ گھر سے باہر  
 آئی تھی۔

”تم پڑھ لکھے ہو شاید۔“ اس نے اپنی دیانت  
 سے کام لیا اور وہ بولا۔

”اس باجی کی اپنا بچہ نکالیں پڑھا ہوں سب کام کر لیتا  
 ہوں اگر کام دو تو بھی مایوس نہیں کروں گا۔“ اس نے  
 سوچا اور اس دس برس کے بچے کو گھر لے آئی۔ اس  
 کے لیے کپڑے کھانے کا جو سب مفت تھا اور وہ اس کے  
 گھر کے کام کاج میں جتا رہتا تھا۔ حادث کا بھی ایک  
 ویک اینڈ پر آیا تو بلا وجہ جھنجھلا گئے۔

”یہ کیا نئی مچ لگائی ہے نہیں نے تم سے کہا بھی تھا  
 مجھے نوکر پسند نہیں یہ اوھر کی لوھر ایک کی دس لگتے  
 ہیں۔“

اس کے ذہن میں اس نے آنکھیں مہلکی۔

”اب کیا ہو گیا؟“ اس نے کہا۔ ”اب کیا ہے۔ یہ  
 نہیں رہتا ہے۔“ کہیں نہیں آتا جاتا۔ کہیں جاتا ہے  
 حادث کا یہ پڑھنے میں بھی تیز ہے۔ میں فرصت میں  
 اسے پڑھا بھی رہی ہوں۔“

”بہت خوب اچھی جارہی ہوں۔ مجھے لگا ہے یہ

سوشل ورک کی کوئی شکل ہے۔ سنو تم فارغ ہو گئی  
 کلب جو آئیں کرلو۔ ابھی کسی پارٹی میں ایڈجسٹ کرلو  
 ۔ اچھا وقت گزرتے گا تمہارا بھی اور میرا بھی۔“  
 وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی جانتی جو کچھ  
 لفظوں سے لپیٹے ہوئے کا وقت پر آگے کیسے ملے گا  
 اس کے پاس رہنے بھی ڈھیر سارے تھے اور اصرار  
 نبھانے کی سرشاری بھی، بھول جانے کے خیلے  
 چاروں اور وضاحت کرنے کا حوصلہ بھی۔ برے وقت  
 میں تو وہ آن پچھنی تھی۔ مگر انکی بار اس خیر  
 شب کو توڑنے کا حدیدہ دے کر عباس رضا کی بات  
 سے پوچھ چکی تھیں۔

عباس رضا اس کے ہاتھوں کا بیٹا تھا۔ اس کے  
 کا دوست جدید کی دولت غرور اور ملا کی زندگی کی  
 زندگی سے چڑ کر اس سے پھڑکیا تھا۔ اور آج  
 ہے اس کی زندگی کو سنوارنے کی قسمیں کھاتے  
 کبھی کبھی اس کا راستہ بھی بروک لینا تھا۔

تم جو بھی ہو۔ کوئی بھی شہرت یا مذہب ہو تمہارے  
 ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہوں۔ پہلے تمہارے

دولت۔ ان کا غرور راستہ روکتا تھا۔ لیکن اب  
 خود مختار ہوں اور تمہاری زندگی کو سنوار سکتا ہوں  
 میں پھر بچو کے سوا کوئی نہیں۔ کیا تم نے پچھلے  
 حوالے سے من موڑ کر ہمارے گھر نہیں آسکتیں؟  
 قدموں کو جانے کی ہوک سے پھٹا دیکھتی مگر پھر  
 جاتی۔

اس کی محبت، جھوٹ سنی لیکن خود اس کی محبت  
 سچ تھی نا۔ وہ کیسے من موڑ کر بے وفائی کا طوق  
 ڈال کر آگے بڑھ جاتی۔

یلا کے پاس تو وہ تھی۔ حادث کا ظمی کے  
 جھوٹے قہرے سنانے کے لئے کوئی نہ ہو گا تو یہ  
 یاگل ہی نہیں ہو جائے گا۔ وہ ان میں سے تھی  
 قافل کا بھی بھرم رہنے دیتے ہیں۔ سو نہیں  
 کسی کو بھی نہ دل کو نہ دل کو بدم کرنے والی  
 لیکن آج کل جس طرح المیہ حادث کا بھی  
 ساتھ اس کے قلب میں آئے گی تھی جیسے ہمارے  
 دور چلتے تھے جو کلمہ دلی تھکر ہوتی تھی۔ وہ







# سکائی گئی تھی میں نے سنا ہے

سکائی تھی کہ وہ ان کی بیٹی پر کمرہ دارانہ راستہ ان کے قریب  
 رہتے ہوئے شہن کے سحر سے بگی رہتی، اس کی کوئی اور  
 شام اپنے پہلے سے بچہ کے نام سے اور چھوٹے سے  
 ہی شروع ہوا کرتا۔

لے دینا کی سب سے بڑی حقیقت تھی کہ اس  
 کے پایا تیار دیں میں نہیں تو انکوں میں ہر وہ ایک تھے  
 و جس لیے بھر نچے انہیں اور ترکہ من کام کو لیتا تھا  
 جو دیکھ لیتا، کشمکش سے کہہنا چلا جاتا چھوٹے کیسے ہو





انگوٹوں اور تھوڑے ہلکے ڈاکے پاپا تھے وہ ان کی طرف سے  
میرزا پر ان کی خدمت میں کھڑے تھے۔ وہ ہوتے ہی تو اسے  
دیکھ کر اندر سے کہتے تھے کہ کھڑے رہنا اور جاتے اور  
خود سر نہ اٹھانے اور دیر نہ لگنے پر باقی تو وہ کئی دیکھ کر بھی  
دیر نہ ہٹتے تھے دلائی لکھنؤ اس کے پاس آکر بیٹھ کر مانی  
کہتا وہ کھلی ہوئی تھی۔

سب جھٹے تھے میر سے پاپا سے۔ اس کے ڈاکے  
تو میر سے وہ اپنی سب سے خیر خواہی سے تھے۔ ان کے ہونے کی  
علوت نہیں دیکھتے۔ جہاں ضرورت ہو جاتے ہیں۔ اور  
اسے نہ تھکے تھکے تھکے ہیں کہ ایک لفظ نہ لگے نہیں گنا  
ہاں سکتا۔ خاندان اس لیے تو گراں کو نہیں جانتے اس  
دیا کہ وہ ان کو دیکھ کر جو عورت۔ یہ بھی تو وقت گزرتے  
کوئی نہ تھکتے ہیں۔

اور وہ تھوڑے اپنے پاپا کے پاس اس لیے بنا دے  
کے ہیں جس جانتے کہ ایک تھکے تھکے ہیں۔ ایک  
اس لیے کہ پاپا کی خدمت میں سے ہوں۔ ایک بہت  
تھے عورتوں تو ان کی ہی میں ایک دیکھتے۔ وہ اپنے  
جتنی تو لڑائی سناں وہ سناں کا کئی تھکے جیسے کوئی  
کوئی جھوٹ سنا ہے۔ جھوٹ جھوٹا پوتا ہے۔

جنت ایسا جھوٹ ہے۔ ہر دیکھ کر میں تھکتا  
ہے اور دیکھ کر میں سے بھی تھکتا ہے۔

وہ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ ایک تھکتا ہے۔  
کہ میں نہیں لڑتی۔ اس جنت کا کوئی مطلب نہیں پوتا۔  
جس طرح میر سے جیسے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔  
وہ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ اسے جیسے میر سے  
لڑنے کے مطلب تھکتا ہے میں یہاں سے پاپا کو لڑائی تھکتا

اور دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ یہ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
آپ سے کہ میں تھکتا ہے۔

پاپا میر سے تھکتا ہے۔ جیسے کسی بات کو بولا ہے  
پاپا میر سے تھکتا ہے۔

دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔

پاپا دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔  
دیکھ کر میں تھکتا ہے۔ دیکھ کر میں تھکتا ہے۔











PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY



















سوئی۔  
ایہ نیکل۔ ایہ نیکل بٹنا، دروازہ کھولو  
اُسے پاپا کی قبر جو شش کی تارستان دی وہ  
یکدم ہولنا ہو گئی اس وقت وہ عروسی دلہن لگ رہی  
تھی پاپا دیکھیں گے اس حالت میں تو کیا سوچیں گے؟  
اس نے سوچا پھر چلائی۔  
خندہ منت پاپا: ابھی کھولتی ہوں؟  
خندہ منت نہیں اُس وقت تھیں نہیں پتا  
میں کس قدر لر ہو کر آیا ہوں عیم کے گھر سے تیرے  
ساتھ چلو باتیں کر رہی تھی بہت ساری  
اُس کے سیاہ و سفید کے اختیار تقویٰ کر  
دینے پر وہ بکے چلے ہو کر چلائے تو اسے  
پوئے انداز میں سر جھکا کر دروازہ کھولنا ہی پڑا  
پاپا کی "اوہ" کی صدا کہہ کر تک گر گئی رہی اس نے  
سمجھا غصا ہو گئے ہیں، جھٹ سے کان پکڑ کر سوتی  
کرتے لگی۔

آئی ایم ساری پاپا: پتا نہیں میں کیوں پاگل  
ہو گئی تھی۔  
کھٹک کھٹک ریشمی چوڑیاں زچ اٹھیں پاپا نے  
چٹک کر مٹی کی طرف دیکھا جو نظر لگ جانے کی حد  
تک پیار ہی لگ رہی تھی۔ انہوں نے دل ہی دل  
میں اس پر آپت پڑا کہ بھڑکی۔ کھج کر سینے سے  
ٹکا لیا پھر کوسے۔  
خندہ منت ایسے ہی کپڑوں میں رہا کرو کتنی پیاری  
لگ رہی ہو بالکل ایہیل کی طرح۔ نازک جملہ تبدیل  
کپڑوں اور سر پر آجیل اور طے کھٹک لگ جانے کی  
حد تک جملہ لگتی ہو۔

ہی پاپا: بنا چوں میراں گلہ غلامی پر شکر  
کرن وہاں کے ساتھ تو ریشم کروم میں آئیش پھر  
باتوں کا دور شروع ہوا تو وہ بے تکان ہوئے تھی  
اور کہیں نہ کہیں آئی پاپا ان کے دل کے  
میں سچ کو سمجھانے سے سن رہی تھی لیکن اگر وہ  
خود کوئی تمنا نہ لیتی کہ پاپا اسے سچے سے زیادہ  
اسے دیکھ رہے تھے، ہر سون بیدار تھی تو جہاں تک

سے کرہ ہوتے ہوئے اُسے سکت ہو گیا۔  
پاپا: آپ ٹھیک تو ہیں؟  
میں ہوں ہاں۔ ٹھیک ہوں، تم ایسا کر رہے  
ہو گئے، مگر ڈاؤن بھی کی۔  
وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے کی طرف بھاگتی  
تھی سر صوفے کی پشت سے ٹیک کر اس نے  
میں سوچا جسے کر لے کر لے آج انہوں نے  
رب سے درست فیصلہ کرنے کی جنت مافی جہنم  
انجیل کا سر پنا چہ وہ ان کی نظروں میں تھا، جب  
نے غلطی تو ان کی طرف کھٹک کر رہی سیورہ تھا ایسا  
ٹاٹکی کیا۔ رالطہ جوا لٹو پوسے۔

خندہ منت: ایہ نیکل مثلاً ہی ہی امانت  
چنا ہوئے جاؤ میرے دروازہ سے ہمیشہ تھے  
یہ کھٹکے میں تھے۔  
خندہ منت: اسکان بھائی با مدد مہا کھٹک  
تو بھی نہیں تھیں سر پر بھی کچھ کہنا چاہتی تھی  
سے یا جوہر کی صدا بلند ہوئی، اسکان ابلد جو  
د بات تو ہم دونوں کے درمیان ہو رہی تھی  
خندہ منت: تیسری آن دیکھ کی تھی ڈاؤن سیورہ کان سے  
خندہ منت: پوئے تیرے سے پوئے تیرے ہی ڈاؤن تھیں  
کی مسکراہٹ وہ چند ہو گئی۔  
خندہ منت: اٹھ اٹھ ٹھٹ میں بھول گیا تھا کھٹک  
کر دوسرے ایکٹیشن پر کال وصول کر، با سب  
جہاں پڑا، اچھا خدا خدا۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے  
جہاں آؤں گی۔ ابھی تو مجھے اس شیطان سے بھی  
بہت شرماتی ہو گیا ہے۔

خندہ منت: نے رہی سیورہ رکھ دالو ان کے  
سے کسی کی شرمی جوڑیوں کی چٹک ٹھٹانی  
کے پر دے کر کھٹک کھٹکی وہ بھی کھٹک  
آسو گئی جہاں رہی تھی۔ پاپا اس معصوم جوڑی کی  
میں رہے اور اسے پاپا کا سنا کر سے کی منت  
شہر ہوئی، وہ دھستے والپس سے گئی اور پاپا نے  
پوئے پہلی بار آسو گئی تھی آنکھیں بند کر کے  
کی خوشگوار منت پر اپنے دل کو اپنی راستے دی۔



میں ایسے میں اسے صرف قلمبندی سے دیکھتی  
ہوں۔ مجھے ایک لمحے کے لیے بھی الجھن یا پریشانی  
محسوس نہیں ہوتی۔ وہ بیٹے ایسا ہی کسی اطلاع پر  
میرا براؤننگ کی پٹریاں لگاتے ہوئے دیکھتا ہے۔  
میں کھانسی نہیں کرتی تھی۔ میں پھر کہہ دے کہ یہ  
زاسیے سے لیا تو کھجور کوئی۔ آخر کیا وہ ہے جو  
میں نے مجھے زاسیے سے لیا ہے۔

پر خود سمجھ سے قیادہ حیرت ازبہ و تعانی دینا اور میں پہلے  
 سے قیادہ کو آپ پر تو ہو چکا کہ اس قیادہ کو اب مجھے  
 اس لونی جھینگر میں لکھوں کو سوچ کر عجیب طرح کی  
 شرم محسوس ہوتی ہے شاید تمہیں میرے اس لفظ پر  
 حیرت ہو گی تو کہہ دیجئے مجھے بھی اس لفظ پر حیرت ہوئی  
 تھی اور میں سوچا کہ کیسی ہے یہ لفظ قیادہ میں ایسا کون  
 ہے جو اس لفظ کے حلقوں میں سر نہ لپکا ہو۔ یہاں تو  
 گلہ بھر کر لڑیں انہیں میرے والے ہیں اور ان  
 پر لڑنے والے اور اس لڑنے کے لیے کہ کسی بھی ہو مٹا  
 کرنے کے خطر چاہ کر اپنی اپنی آجی آجیوں پر بھروسے  
 والے یہاں سب ضرورت کے نام پر ہوتا ہے۔  
 وقت کی ڈیڑھ کاظم بیڑوں کی آواز میں "سب کی آواز"  
 یہاں صرف قیادہ کا کہہ چکا ہے اور بھی اس کے  
 سے میرا دل بگڑ گیا ہے۔ ہزاروں قیادہ اور ایک محسوس  
 یہ جبریل آگئی۔ ہمیں ملی سوئیٹ باڈی آگئی۔ ہم ہرگز کیا  
 مست سمجھا کہ میں قلمی لکھوں کی طرح اس آجاک  
 اندھ کی طرف چلتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ کیا ہو  
 میں کتنی حقیقت قیادہ کے ساتھ ہے۔ میں اس لیے  
 کہ میں یہاں ہوں جو کسی کی زندگی میں یہ اپنے گھر آتا  
 ہے۔ یہ کہہ کر ہی تو ہوتا ہے جو انسان کو کیا اور کسی  
 کو کیا ہوا ہے۔ انہیں بھی نہیں رہتے رہتے یہ لہجہ ہی ہے  
 کہ قیادہ کی زندگی کے اور ذاتی پائے رہتا ہے۔ نئے لحاظ  
 کی ہزاروں استغاثوں اور سے میری آواز دیا۔  
 شاید ہم ہر ماں ہونے کا لہجہ سمجھو شاید میں کسی  
 نعمت کی گرفت میں آجی اور تو خود کو الگ ہوں۔

یہ سب تو چھوٹے چھوٹے ہونے کے باعث اور کچھ بڑے ہونے کے باعث جو چاہیے اسے اس چٹائی کے عورتیں ہر  
شے سے سب سے کم ہے کیا ہے۔ لیکن میں تو تم سے کہتا ہوں اس

شاید جسبے اس کی شخصیت اور تعلق کی وجہ سے





یعنی فلاح کلاس میں صرف ایک ہی تہہ تھی جو تانے  
مزدور ڈھماری تاکہ لوگ آپ کے گھر اور آپ کے  
بچے سنے۔ آپ کی طرح **Phonathon** کے  
کے مرنے پر آپ کے اظہار کے اصرار سے  
ہمیں۔ خلیا کا ایک کپڑا جسے تو فلاح میں تب بھی ان  
کے سے کٹورہ کی بوی آتی ہے۔ یہ مجھے علم ہے کہ وہ  
میں تھے۔ مجھے یہ سب مانگتے تھے کہ ان میں سے

اور تپ تپا چاٹک میری ہلاکت ظہیر اکرم سے  
 ہوئی۔ یہ وہ تارے کاٹے میں لٹکتے ہیں یہ غوثی اور  
 میں قرار دے ایکٹ میں معروف تھی۔ کچھ پانچ کی طرف  
 سے بہت سی سرنگات حاصل تھیں جن میں سے میر  
 سبلی پر گر کر یوں میں سرگرم ہونے کی انکی اجازت  
 مانگی۔ میں اس ارادے میں ایک غوثی کی اجازت  
 مانگی تھی لیکن میرا حکمت بعد میں غوثی کی اجازت کے ساتھ  
 ڈانڈا زور سے تھی۔ میں یہ بھول ہی گئی تھی کہ میں  
 مالک تھا لیکن کچھ بھی اور کسی خود غلامو تھی ظہیر اکرم کو  
 نہ انی سے۔

اس وقت سے مجھے اپنے اگلے بار امت میں سرائیٹر نقل  
 دیا گیا تھا اور میں نے یہ اجازت کے اس آفر کو قبول  
 لیا تھا۔ مگر میں نے جب یہ خبر سنی تو حیرت سے مجھے

ایمان لانے پایا کے لئے پر رنج و کد کیا۔ تاکہ مجھے  
 سمجھ سکوں کہ میں اتنی اور بلی سوکھتا ہوں۔ مجھے اس لڑکی پر  
 غیرت ہوتے تھی کہ وہ اپنے کار و میرے تعلقات کو کسی  
 معنوں میں لینے لگی تھی۔ کن معنوں میں؟ کیا وہ  
 میرے لیے اتنی اہم ہو سکتی تھی کہ میں اس کے گھر کو  
 قرب آفرماں ہو جاتی؟ تم سے کیا پوچھتا ہوں سب تو ہماری  
 تعلقات نفسانوں اور ناروں میں ہوتا ہے۔ اتنی تیری  
 لہجہ نہیں تھی جتنی اتنی مجھ سے رہتی کہ دم رکھنے  
 لگے۔ تمہیں تو چاہئے تھے ہم دو ایک دوسرے والے  
 رشتوں میں چھوڑے گئے جیسا کہ تھی میرا دل رکھنا  
 بھی ایسا ہوا کرتا تھا اور اب۔ اب میرا دل چھوڑتا  
 توئی، اندر میں ہو جاتا تھا۔ اندر۔۔۔ کبھی مجھے تیرے  
 لیے۔۔۔ بہت مجھے اپنا رکھتے تھے۔ تیرے دل کی بات  
 تھی تب میں ایسا نہیں سوچا کرتی تھی۔ مجھے مل گلاس  
 ہوتے۔ اس کے خواب اور اس کی زندگی سے خدا  
 اسے کچھ تھا۔ میں دن رات اس کے بیویوں کو کوستے  
 کرتی تھی اور بہت آزادانہ ہر آزاد زندگی کے  
 خواب دیکھتا کرتی اور شوق کیا یہ قیادت تھے ایسا مادل  
 کی زندگی کو منانے کے تھی۔ مستعد اس لیے کہ  
 تھی تھی مجھے لوحاد کی چیزوں سے۔ تھمت ناگوار کی محسوس  
 تھی تھی۔ جو ہو میرا چاہا اور وہ صوفیہ میرے لیے ہو۔  
 تھی تھی تھی جو تھے اس راستے میں لڑائے جاتی تھی۔  
 ہر طرف اسے کمرشل اور فلم چہ اگر میرا سفر سیک خرام  
 کیا۔

میں سانس لینے کو رکی تو وہ بھی تڑپا۔ ”جیسے  
خام۔ میلہ نے کب بلوایا اور تم مجھے تو حیرت ہے“  
”جیسی نہیں۔“ جسے وقت نکال لیا بھی۔  
”جیویں۔ میری خواہ کا کہ ہے کیا میں نہیں  
سکتی؟“ پتا نہیں مجھے تمہیں چاہوئے گی۔ میں تو  
جیسی حسین اور غریب صورت کی اور یہ تو کی۔ اب بھی  
کی جتنی میں چاہی ہو سکتی۔  
”وہ وقت تو تمہیں میں نے کب بلوایا تھا۔“











# تشیخ کا سفر

میرا خیال تھا "سارے ماں باپ لپے بچوں سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنی میں لیکن میرے ہم سفر عامر مریم سی کا خیال تھا میں بچوں کی محبت میں اپنا آپ تک بھلائی جا رہی ہوں مجھے تو کبھی کبھی یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ خود میرا ہم نوبہ عامر ہے جو اس پھولے سے وہ کمروں کے گھر میں رہتی ہیں اب آپ سے کیا پڑا اور اصل ایسا کبھی بھی بھول چوک میں ہوتا ہے اور بہت زیادہ میری صدمہ الفرمی کا شفا شدہ قرار پاتا ہے میرے تین بچے ہیں۔ عمو "نور نور علی نور" جو مجھے خود عامر مجھے تو کبھی کبھی وہ بھی لیتے بارہ سال کے عمو کے جیسے ہی لگتے ہیں۔ لا ابا لی قدم قدم پر میری توجہ کے منتظر سو جب مجھے معلوم ہے ایک بچے تک یہ جانوں طوفان میں لے کر لے آئے وہ لے لے ہیں تو خود غلو زبک در پور اٹھاتے ہی بھول جاتی ہے کہ میں نوبہ ہوں۔ اب پوری تفصیل میں جانے اپنی بچوں کی خبریں بتانے میں کچھ تو وقت صرف ہو گا ناں اس لیے چھوٹے ہی کہہ دیتی ہوں۔

"سوری۔ یہاں نوبہ نہیں رہیں۔" وہ دست پریشان "نوبہ کا گھر سلامت رہے۔" نور میں ان دکانوں کی اتنی لاپٹی کہ چوری پکڑے جائے پر بھی شرمندہ نہیں ہو کر رہتی وہ تھیں۔ "پہلیاں تو میں جو مجھ سے میری طبیعت سے اچھی طرح جانتے تھیں یہاں لے ان کے پاس کا ایک گھر میں تھا میں بھی کبھی وہ صوفیوں کے گھر میں جا چکی تھی۔

"جائے نوبہ جب تو کبھی بھی یہاں نوبہ نہیں رہتی تو ہماری لیے اوپر کی سانس اور اوپر لپے کی سانس

مجھے رہ جاتی تھی کہ اس گھر میں خدا انوار سے نوبہ نہیں ہے تو یہ کوئی اور سرلی کوالا کس کی تھی "کھنا کسے عامر کاٹوں مل کر محبت کرتے تب عامر بھائی انہیں کر سکتے۔

"تمہاری نوبہ کے علاوہ کس دیکھ لیا تو۔" تمہاری دلاست کے ہاتھوں جان سے نہ چلا جاؤں گا۔ علیہ السلام کے سارے بارہ ہوز ہے میں لیکن میں مصروف ہوئی اس لیے یا وہ اشت کو بھاپ لگ گئی۔

میں جب یہ سب سنی تو خوب ہنسی اٹا کر آنکھیں آنسوؤں سے بھر جائیں۔ پھر یوں ہوا ہم سب کو اس روٹھن کی عادت ہوئی بچے بڑے ہونے لگے تو عامر کو ایک ہی سبک چڑھی۔

"نوبہ! تم بچوں کے پتھر میں خود کو بھولنے لگی ہو۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ میں آج بھی صبح ہی صبح اٹھتی تھی "شکوہ لے کر صبح کی شمار ناشتہ بچوں کی تیاری کون کا ہوم ورک پھر وہ سر کے کھانے کی تیاری۔ سارے کام میں اسی ترتیب سے کر رہی تھی لیکن عامر کو کچھ کمی لگ رہی تھی۔

میں سوچ سوچ کے پاگل ہوئی جا رہی تھی جب صبح کے برتن بھانڈو کرنے والی رہ گئے تھے۔

"سر کا سامں چاہتا ہے دن رات اس کی غلامی کروں پر جی گھر بچے سب دیکھتا رہتا ہے۔ بچوں کی روٹی لکڑی کروں تو ان کی سانس کیسے چلے رہی۔ سر کا سامں نہیں سمجھتا کہتا ہے۔ کچھ نہ کر رہی میری جاگزی کرتی رہے پر جی ایسا بھی ہو تا ہے۔"





میں نے ہولے سے ان کے ہاتھ سے فاطمیں  
چھینیں، انہوں نے مزاحمت نہیں کی، میں فاکٹر سائیڈ  
نچیل کر رکھ کر لوٹی۔

وہ مجھ پر اتنی مرکوز تھے میں نے ان کے دونوں ہاتھ  
تھام لیے پھر مسکرا کر بولی۔  
”آج کے بعد میری توبہ جو میں اپنے آپ کو  
بھولوں۔“

ہاتھوں کی نراہٹ ان کے غصے پر شینم کی طرح  
مکرنے لگی۔ غصیلانی آنکھوں میں شوخی کا ہی اور میں  
ہوٹوں تک آلی مسکراہٹ ڈھک سکتی تھی۔

میں نے انہیں آسودگی سے دیکھا اور انہوں نے  
میری آنکھوں میں جھانکا میرے جملے میں چھپی اقرار  
بھری عزیمت کو انہوں نے ایک لمحے میں سمجھ کر لیا تھا پھر  
دوسری بج، بہت پر رونق تھی۔ عام مرتضیٰ گنگناہٹ  
ہوئے تیار ہو رہے تھے اور میں بچوں کے ساتھ انہیں  
بھی پوری اٹینشن دے رہی تھی۔ ان کی ٹالی جو پہلے

ہاں پر تھے چند برسوں سے مختلف گھروں میں کام  
کرتے کرتے انھی خاصی اردو بولنا سیکھ گئی تھیں، لیکن  
تو آج بھی اس کا بھلاں تھا، مجھے دس کے بجے سے کیا  
مجھے تو اس کی بات سے مطلب تھا۔ کی وجہ تھی کہ  
بیب میں بچوں کو رات کا سووہ کا کاؤس تک دے کر ہر  
لحظ سے سنٹ کر عامر کے پاس آکر بیٹھی تو انہیں  
صرف بابا۔ وہ کچھ فائلوں میں سرگھسیڑے جانے کیا  
ہوئے کی کوشش کر رہے تھے۔

”کتنی تیسرا جہاں ڈھونڈ رہے ہیں کیا؟“ اپنا تکیہ  
سوال پر وہ جوئے کے نیم لینس عینک کے اوپر سے جھنجھلائی  
آنکھیں صاف مجھ پر کی ہوئی تھیں۔

”اب سراج میں میرے چرے کے لقمے سے

UrduPhoto.com

انہوں نے کچھ نہیں کہا، بس مجھے گھور رہے تھے۔  
اور میں جانتی تھی۔ ان کا خراب موڈ کیسے ٹھیک کیا  
جاسکتا ہے۔



میں بیدار ہونے کے ساتھ رکھ کر میری لذت ہو جاتی تھی۔ آج ہاتھ میں لے کر میری تھی اور ان کی آنکھوں کی چمک۔

”آج تم پر بہت پیار آ رہا ہے، چلو دُتر نہیں جاتے۔“

انہوں نے پروگرام دیا مگر میرے محبت بھرے شام کے اقرار پر وہ پوری تھکائی سے دُتر کے لیے تیار ہونے لگے۔ پھر بچوں اور عامر میں کب وقت بیت گیا۔ ہاتھ نہ ملا۔ پہلے میں عامر کا خیال رہتی تھی لیکن آج کل عامر میرا بہت خیال رکھنے لگے تھے۔ ان دن میں میری کمزور ہونے کا سبب انہیں جدوجہد انہیں ہراسوں کیے

رہتی۔  
”میں تم ٹوش رہا کروں۔ کچھ بھی مت سوچا کرو۔“  
وہ اکثر مجھ سے یہی کہتے مگر سوچتا تو ایسا فعل ہے جو جتنے ہی سوچتا نہیں ہو سکتا تھا مگر میری میں کو شش کرتی میں عامر کو آرزو نہ کرنا کی وجہ سے کہ میں ان سے عمو اور عمر کی ناخوشوں لا عقلی پر بحث نہیں کرتی۔ پھر وقت بیت جا رہا تھا کہ اچانک عامر بچوں کے اہم لے کر بیٹھ گئے۔

”ہم نہیں جانتے مستقبل میں ہمارے لیے کیا ہے۔ حال میں تو یہی ہے لیکن ماضی میں سچی راہی یادیں ہیں۔ چلو آج انہیں یاد کریں ان دنوں کو جو ہماری آنکھوں سے سب سے قیمتی سل لے گئے مگر معمولی میں بہت سارے خزانے لٹک گئے تھے تو یہ کہ پھر زباں کا احساس اتنا زیادہ نہیں رہتا۔“

ہم دونوں مل کر بیٹھ گئے۔ عمو کی وہ سال کی عمر کی تصویریں دکھائی دی گئیں۔ آنکھوں میں نم پھیلنے لگا تھا۔ میں محبت کی بنا کر ہی کہوں آنکھوں میں پھیلتی ہے یہ صرف مسکراہٹ تھیں نہیں دینا۔

عامر حضور رکھ کر میں رہے تھے اور میں انہیں ہنستا دیکھ کر ہنسنے لگی تھی۔ لیکن انہوں کی خوشی جتنی طرح ہوتی ہے جو میرے دم اجاں دلاتی ہے۔ تب کا سفر یاد میں نہیں گیا۔ آپ کے بیٹوں ساتھی کی آنکھوں میں آپ کے بچنے کا وہ آپ

کے ملنے کی خوشی کا ہی وہ سراوہ ہو گیا ہے جو کہتا ہے۔

”تم نے جس طرح مجھ پر زندگی سل رکھی۔ میں حمایت پر حیران رہی۔ نہیں نہیں جھٹکا۔“

اور یاد رکھو جاتا کوئی ایسا بھی کم قیمت کلم نہیں کہ جسم و جان میں سرور میں کر دے لے کی جسامت نہ کر سکے۔ اور میرا دل کی جسامت ہمارا مار کر دیا تھا میں نے تھک کر عامر کے زانو پر سر رکھ دیا تھا اور وہ تصویریں رکھ کر مجھے دیکھ رہے تھے۔

”یہ ہو گیا۔ تھک گئی ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے۔ میں تمہاری۔“

انہوں نے ہنس چیک کی اور میں مسکرائے گی۔  
”بالکل ٹھیک ہوں۔ بے فکر ہے۔ اتنی جلدی جیٹ نہیں بھونٹنے لگی۔“

وہ پھینکی نہیں سے میرے چہرے کی زبردستوں میں وہ لہو کھوجنے لگے جو کیس قریب تھا شاید کچھ عینوں یا شاید کچھ سالوں کی دوری پر۔ انہوں نے میرا ہاتھ اپنی شہمی میں لٹکایا تھا پھر بے قراری سے بولے۔

”کچھ نہیں ہو گا جس میں جب تک میں زندہ ہوں ناں تو جس میں زندگی رہا پڑے گا اور نہ سخت جھگڑا ہو جائے گا۔“

میں ہنسنے لگی تھی۔ یا شاید روکنے لگی تھی۔ ان سے پچھڑنا اذیت ناک میرے لیے بھی تھا۔ مگر یہ کم بحث ناہنجار دل تھا۔ سننے ہی میں کہیں تھا۔ میرا پچھلے حال باقی پاس ہو چکا تھا۔ لیکن طبیعت کی کسلندی دوری نہیں ہوتی تھی۔ ہر صبح بہت ساری گولیاں کھا کر شروع ہوتی اور رات آنکھوں میں کتنی پھر کس امید پر طویل ساتھ کی قسم کھاتی مگر عامر مرخصی کا بھی محبت میں میری طرح فطری تھے۔ اتنے بچپن سے جھوٹ بولتے کہ وہ اپنی جگہ لگنے لگا اور مجھے لگتا میں بہت طویل جیون کی۔ لیکن آج بتا نہیں ہر روز سے زیادہ دل بھر کر چلا آیا تھا۔ ابھی انہوں نے میرے ہاتھوں میں انگلیاں پھینکی شروع کر دی تھیں۔



وہاں ہی رہتا ہوا کہ۔۔۔ بیماری تو جلد کا مہرقہ ہوئی  
 لگاؤ اکثر منگول کے علاج سے کم سینوں میں کیا  
 اچھی ہو جانے کی پھر ہم اپنے عضو کی شادی  
 لگاؤ کی طرف توجہ دینا چاہیے۔۔۔ اور وہ کینڈیٹ کے علی  
 ایک آؤٹ بریڈ وکس میں گئے۔۔۔ عضو کے نیچے  
 ایک اور ایس عضو کی طرف توجہ دینا چاہیے ایک ایک  
 میں گئے۔۔۔ ہم آؤٹ سے آؤٹ ہم پر اسے تمام لوگ  
 میں گئے۔۔۔ ہم نے عضو کو اچھی کا چھلایا کر دیا ہے  
 اس عضو اور عمر کے بچوں کو پالنا زندگی سے  
 کر دیا انہیں ہر چیز سے پہلے رفقہ میں تو آشنا  
 لڑائی میں ملے خواب۔۔۔ ایک طرف اور تین  
 ہونے کا سبب اور اچھے پتا نہیں زندگی کے اسٹیج پر  
 میں لایا نہیں۔

میں نے سوچا اور ذہن ماضی میں چلا گیا۔۔۔ واقعی  
 میں نے پہلی بار مجھے میرا کی خوشی دی تھی میں  
 اس خوشی میں کیسے سرور گرم نہیں جھیلے تھے۔  
 ہم کا ماضی میں ملتی تھی ہوں جہاں صرف میں  
 ہم اور تھا عضو۔۔۔ کتنا چست کہ سوال کر کے سر  
 میں وہ کر دیا بھی کہ۔۔۔

صبح کہاں سے آتا ہے؟  
 میں کہتی۔۔۔ "مشرقی۔۔۔"

کہ صبح مشرق سے ہی کیوں آتا ہے مغرب  
 سے نکلتا نہیں آتا؟

ماہر بولتے تو کہتے۔۔۔ "آئے گا بیٹا! ایک دن مغرب  
 سے بھی آئے گا لیکن ہر سوال جواب کی سمجھنا نہیں  
 ہے کہ۔۔۔"

میں گھر کے بھیجی کہ وہ دھاتی سال کے نیچے کو  
 کلا قیامت کے نظر رہے میں ابھار رہے ہیں توفہ  
 جیسے جیسے بھر جان میں غصہ کر گئے۔

میں ہر اس پہلی ہو تو لگا ہے میرا سوچ آج ہی  
 شب نکلتا۔

www.paksociety.com

میرا دل دھڑکتا ہے کہ بارے میں بذلہ  
 ہر کے سوچ سوچ کہ بارے میں بذلہ

بھی ایک طرف لیکن بارہوی اسے توڑے سے تا  
 اسلام میں اپنی دہوی سے محبت کے اظہار کو پسند نہیں  
 کیا کہ۔۔۔

میں جیسا کہ جانی تو عضو کھل کھلا کر شے لکھ  
 "میرا! بالکل لگاؤ رنگ رنگ ہیں۔۔۔ کتنا یہ صبر ہو گیا ہے۔  
 وہ رشتہ لگاؤ کوں سا ہوتا ہے پاپا۔۔۔"

تو بولے۔۔۔ "میرے کان میں گوارے کھلتا ہے اور  
 ہر مسکرا کر بے کو کیو کر گئے۔  
 "تو کہتے ہیں گلاب کے تپ۔"

"گلاب۔۔۔ گلاب۔۔۔" وہ پھر سے بولنے لگا  
 میں جب بھی اس کی زبان پر یہ غرار سنی۔۔۔ مجھے لگتا  
 اچھی لکھ عام میرے قریب ہی کھڑے کہہ رہے  
 ہوتا۔۔۔ "گلاب۔۔۔ تو صرف تیرا ہے۔۔۔ میں طوفانوں  
 عضو سے لپٹ جاتی۔۔۔ اسے پیار کرتی اور وہ پھر سے  
 اپنے سوالوں کی طرف لوٹ آتا۔

بھنگنا کیسے چتا ہے؟  
 میں کہتی۔۔۔ "بھکی سے۔۔۔"

اور وہ کہتا۔۔۔ "بھکی کیا چیز ہوتی ہے؟" میں ہر سوال  
 کا جواب دیتی رہتی۔۔۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ کہنے لگا  
 میں بیٹھا تھا جب ایک کو اکامیں کا میں کرنا کرنا پر اگر  
 بیٹھ گیا۔

وہ پہلے کی طرح ہنسا کہ۔۔۔ "میرا! کالی کالی چینی ہوئی چڑھ  
 کیا ہے تمہیں کی آواز کہتی بری سے تا؟"  
 "میں پہلے اخلاق کی تعلیم دی کسی پر یہ ساختہ اس  
 طرح کھنٹ نہیں پاس کرتے۔۔۔ اچھی بری سب  
 تو لازمی صورت میں اللہ نے بنائی ہیں۔"

وہ مجھے دانتے انداز میں کہہ پھر سے بولا۔۔۔ "مگر ماما!  
 اس کا نام کیا ہے؟"  
 "کو۔۔۔" میں نے دھجے سے اسے تکی صورت سے  
 اٹھا کر لیا۔

پھر دن بھر جب تک میں گھر کے کام نمٹاتی رہی وہ  
 بار بار اس کا نام بھول جاتا اور پلٹ کر ہی کہتا۔۔۔ "میرا۔۔۔"  
 کالی کالی چینی ہوئی چیز کیا تھی؟

میں بار بار کی کہتی۔۔۔ "کو۔۔۔ تھا بیٹا۔۔۔" پھر شام کو  
 167



عامر آئے تو وہ ان کی گود میں جا کر سب سے پہلے یہی بولا تھا۔

”یہ آج ہماری گول پر ایک بڑا آکر بیٹھا تھا۔“  
عامر نے پکار کے اسے دیکھا پھر پوچھا۔ ”کون سا بڑا تھا عمیر؟“

عمیر نے ذہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی۔ میں نے بولنا چاہا مگر عامر نے ہاتھ پر دباؤ ڈال کر مجھے روک دیا۔ وہ اس کی یادداشت کا امتحان لے رہے تھے لیکن ہار گیا پھر متہ بسور کر بولا۔

”عمیر! وہ کالا کالا بڑا کون سا تھا؟“  
”کون اب بیٹا کرتا ہے؟“ میں نے عامر کی گود سے اسے لے کر بانسوں میں بیچ کر جواب دیا ہرایا اور عامر شوخی سے مجھے دیکھنے لگا۔

پھر لگتا ہے۔ ”دکاش۔“  
میں ان کے جملے کا مطلب خوب سمجھتی تھی۔ میرے رخساروں پر مسرخی دوڑ گئی اور وہ لٹکائی سانس لے کر اشارہ کرتے چلے گئے پھر ہم شام کو باہر گھومنے گئے تھے تب سے ہمارا تصور یہ رہا۔

میں واپس لوٹ آئی تھی۔ عامر ہر تصویر سے جڑی یا وہ ہزار ہے تھے شاید وہ تو شروع سے ایسا کر رہے تھے لیکن میرے خیالوں کے جزیرے میری سانس سے زنجیر ہو گئے تھے۔ میں کبھی خیالوں میں ہوتی کبھی حال میں کبھی مستقبل میں ایک یا وہ بن جانے سے کراتی ہوتی کونج کی طرح بے حال رہتی۔ میرے چہرے پر پسینہ آگیا تھا۔ شاید ماضی سے حال میں آنے میں اتنی ہی تیزی سے سانس چھوٹا جاتا ہے۔ عامر سب کچھ بھول کر میری دو آؤں کے پائس کی طرف بھاگے تھے پھر وہ سیکڑے سے بھی کمزورت میں وہ مثل وار کی بوتل اور گلی سمیت میرے سامنے کھڑے تھے۔

”یہ آج ہمارا گول پر ایک بڑا آکر بیٹھا تھا۔“  
”یہ آج ہمارا گول پر ایک بڑا آکر بیٹھا تھا۔“  
”یہ آج ہمارا گول پر ایک بڑا آکر بیٹھا تھا۔“

مجھے آرام دہ حالت میں لٹا کر قریب رکھا کرتی تھی۔ کلائی ان کے مضبوط ہاتھوں میں تھی اور سر ہاتھ تھا یہ ہاتھ میرے ہاتھوں سے نہ پھوٹ کر کھینچ کر قید کر لیا تھا۔

میں نے ایک لمبی سانس کھینچی اور عامر کی آنکھوں میں ہراس آیا۔  
”کیا ہو گیا ہے؟“ تکلیف دہانہ دہری ہے کیا ہو کر کے پاس ہو۔“

میں نے لٹی میں سر ہلا دیا۔ ”عمیر ٹھیک ہوتا تھا۔“  
”نہیں۔ بس دیکھو ہی حسرت ہو رہی تھی۔“  
”حسرت۔ کس چیز کی حسرت؟“ انہوں نے مجھے والداری سے دیکھا اور لب کا نیچہ۔  
”کتنے پیارے ہیں آپ اتنی محبت لی ہے مجھے آپ سے عمر وقت واقف نہیں ہے۔“  
”تو کو مت فضول سوچوں کو بھوڑو۔ بس یہ سوجھ بچھ سمجھ رہیں گے۔“

کاش۔ میں نے ماضی کی طرح شوخی سے کہنا چاہا لیکن عامر کا اچھٹ تک آتے آتے سوائے حسرت کے کچھ نہیں تھا پھر یہ تیسرے دنیا کی بات تھی بس بگاڑتے کرتے کل کل میں عامر کی جگہ عمیر اٹھ کر گول واپس آیا تو اس کے کریڈٹ کارڈ کا اضافہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ میں کھانا کھا رہی تھی اس لیے بے دھیانی میں بولی۔

”کون تھا عمیر؟“  
”اکیلا امیر۔“ اس نے بہت دھیرے سے کہا۔ میں پھر سے عامر کی پالیٹ میں سانس ڈال رہی تھی جب اچانک ماضی رد کھیل کی طرف چلی گئی۔  
”وہ روزے پر آئی کون آیا تھا عمیر؟“

”وہ آگیا تھا ملا آگیا۔“ عامر کی تیوری پر بل پر گئے انہوں نے عمیر کو گھورا مگر وہ اپنے میں غم رکھ کر عمیر۔ ”عمیر۔ دونوں بس ایک دوسرے کے لیے تھے۔ دونوں کی پسند۔“ پسند ایک دوسرے کی پسند تھی۔ اور دونوں کی پسند ہی میں ہم دونوں نہیں آتے۔







## سنگینہ سحر اور غریب

"میں نے جب اسے پہلی بار دیکھا تو مجھے لگا۔ میں اسے آج سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں۔"

اس نے نظر موڑ کر اپنی کاندھ پر ٹھیک ٹھیک نظر ڈال دیا اور وہ سر جھٹک کر بیٹھی رہی۔ یہ اس کا معمول تھا۔ وہ جب بھی دیکھ کر اسے کوئی راز شہسہ کرنا چاہتا تو ایسے ہی لفظ لگا دیتے تھے۔ واسطی کی ہنست کرتا اور دیا عمر ایسے ہی خاموش اس کے سامنے بیٹھی رہتی تھی جیسے وہ ٹیک بے جان لاکڑی ہو جس میں صرف لٹکا ہوا بے قید ہوتے دل کی دھڑکن سنائی دیتی تھی۔ لیکن جب بھی وہ والی مسجد کے پاس سے گزرتی تو اسے لگتا کہ وہ دیکھ کر کے بھائے صرف دل ہو ہو ہو دھڑکے ہی جاتا ہو یا صرف محبت کا منت کاویا ہو ہو ہو دھڑکے کر بیٹھی جائے کو اپنا ایمان جانتا ہو۔ اور ایک ماہ کی زندگی تھی کہ اس نے اپنی شکل کی طرح ٹپ ٹپ پہنچتی چارٹی تھی اور اسے خبر بھی نہ پڑا۔

"میں نے میری بات سنی دیا اور وہ اس دیکھنے اور دیکھنے ہی چلے جانے کی چیز ہے آپ اسے ایک بار نظر کر دیکھیں میں تو لگتا ہے اس آپ وہیں روکے ہیں اور خود واپس پلٹا ہے اور صرف مراد ہے۔ دھوکہ ہے۔" دیا عمر نے اپنے تراشیدہ بالوں کو زور سے ہلایا۔

والی مسجد کے شور کو چپ کر کے خاموشی کے سینے کے گھونک کی سرنگالی۔

www.paksociety.com

اس موت کی گراں پراں محسوس تھی کہ اس کی پسند اور اور بھی سنگین اور وہ تو بھی موت کے پار سے محسوس



یہ کھانا کھلا چارہ تھا۔ کیونکہ یہ کھانا میری باتوں پر وہ چارہ  
 دیکھنے والا نام نہانہ شخص تھا جس کے لیے خواہمورت  
 خوش ہوئی تھی۔ میں نے ہی محبت تھا۔ یہ ان لوگوں کو اتنی  
 سمجھتا تھا جو کہتے تھے خواہمورت وہ ہوتا ہے جس سے  
 محبت ہو۔

سید محمد علی قزوینی







ہو تو سر جھکائے ٹٹھکی تھی۔

”مسلمان بنیاد پرست کے مفروضے پر کھنڈ آئے  
ستے بار بار قتل کیے جا رہے ہیں اور ہم مسلمان مسکوار  
ہونے کے زعم میں اپنے مسلمان بھائیوں پر ہم  
برساتنے کے لیے اپنی دھمکیاں دیتے ہیں۔ اپنی نژاد کی  
اپنی خدمات دیتے تاکہ آج کی سپر پاور ہم پر مذہب کا  
لغصب پسندوں کا ٹھپتہ لگا کر ہندوئی لہذا شدہ ہند  
کرہیست۔“

اس کے سامنے سے یکدم داخل سعودی عاصم ہو گیا تھا اور  
خود آگئی تھی بچا عمر ایک مسلمان لڑکے میں پیدا ہونے والی  
عاصم کی جو ہینرلی شرف ہیں مگر خود کو تو سکون محسوس  
کرتی تھی۔

”تمہاری زندگی میں تمہارے مذہب کا صرف اتنا عمل  
د ظن ہے کہ وہ ہمیں پہچان دیتا ہے۔“

”ہم نے قوم کو مٹی سے پیدا کیا پھر قیلے اور گروہ  
بنائے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان کر سکو  
اللہ نے ہمیں قیلے اور گروہوں میں پیدا کیا تاکہ پہچانے  
جاسکیں اور ہر غرور باطل کیا کہ قوم کو مٹی سے بنایا تھا  
لیکن ہم انسانوں نے اپنے قیلے اور گروہوں کی پہچان کو  
اعلا کسی قسم کی حیثیت سے پہچان دی اور ایک  
دوسرے کو رد کر دیا۔ اللہ سے کہا ہم نے نہیں مانا اللہ  
کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا  
”کسی کالے کو کسی گورے پر کسی گورے کو کسی  
قلمی پر کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی  
کوئی فوقیت نہیں۔ سوائے تقویٰ کے“ لیکن یہاں  
رنگ، نسل، قوم پرستی میں تقویٰ کی کسلی کیسے رہی  
مندی۔“

آئے نو کہتی ہے وہ مذہب کا زندگی میں اتنا عمل  
ظن سمجھتی ہے کہ مذہب انسان کو پہچان دیتا ہے۔  
لیکن ہم ہیں اسے کون اس پہچان پر پورا اترتا ہے۔

اس نے داخل سعودی اور اپنے بھائیوں کی طرف  
دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر آپ کا کہنا مقصود نظر  
کو پوری طرح دیکھنے کی ہو تو ہم میں کچھ بھی تو

نہیں دیکھ پاتے۔ وہ گھبرا گئی تھی۔ آج پہلی بار بار بار  
نے شکار کر لیں پہنی تھی۔ وضو کیا تھا اور قرآن ا  
ترجمہ لے کر بیٹھی تھی۔ اس نے حافظہ نور السلام سے  
پردے کا حکم کسی سورت میں ہے، کعبہ بارے میں پابجا  
تھا۔ نور السلام اس کے ٹرسٹی دفتر میں کسی نوید رہا  
تھی۔ تجاہل کی تھی۔ اور اس کے اس سوال پر چہرہ  
تھی پھر سچائی سے بولی۔

”یہ حکم قرآن میں جگہ جگہ ہے قرآن میں لکھا  
زکوٰۃ روزہ کی طرح اس کا حکم بھی بہت جگہ دیا گیا ہے۔  
بہت واضح ہے سورہ الاحزاب میں ملے گا۔“

سورہ الاحزاب کی آیت پڑھ کر ترجمہ پڑھ رہی تھی۔  
”اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان کی  
عورتوں سے کہہ دو کہ (بچہ نکال کر میں تو) اپنے  
(موصوفوں) پر چار روزہ (گھر لکھت نکال) لیا کریں جو  
امریک کے لیے موجب شناخت (ارتیان) ہو گا تو کوئی ان  
کو ایذا نہ دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اس کے اندر اہل اکیا تھا۔ آنکھوں کی ٹکی  
مرخصاں پر پھیلتی جا رہی تھی۔ کیس قریب ہی دوپٹہ  
منظر اس کی آنکھوں میں کھوم رہا تھا جب پردے سے  
بارے میں اس کے ہمراہ بیٹھی کو ایک عاصم اپنی جوتی  
بیان کر رہی تھی۔

”جواب آتھ کا ہو تو پھر بھی پردے ہے مضمری نہیں  
ہم جواب لیں۔“ وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور نور  
السلام نے اس کے جواب میں ایک آیت پڑھ کر سنائی  
تھی یہ بھی سورہ الاحزاب کی آیت سورہ آیت  
تھی۔

”اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو حق  
ہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کوئی امر مقرر کر دے تو وہ اس کام میں اپنی  
بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے وہ صریح  
مکراہ ہو گیا۔“

اس نے یہ آیت پھر سے پڑھی تھی اور کانپ مچی  
تھی کہ وہ آج تک کتنی بڑی بھول میں رہی تھی۔



اسے نور ایک مسلمان باپ کی بیٹی تھی ایک عیسائی  
 لڑکی کی والدہ نور پھر اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔  
 لیکن وہ تو ایک مسلمان باپ اور ماں کی اولاد تھی۔ اس  
 کے والد بھی تھے مسلمان تھے لیکن پھر بھی اس کا  
 عمل غیر انسانی شرعی اسکالہ شادی سے منع  
 کلب اور جانے کیا کیا ہے خود پروردگار تعالیٰ  
 سے لے کر اس لیے تک بھی اس سے منع نہیں کیا  
 تھا اتنی کل بھی اسکالہ صرف ان میں سے ہی  
 تھی۔ غرض خدا اور پادرسے جو کچھ کی امتیج ہونے کی  
 حیثیت سے ہوسکتا ہے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ نور کو  
 دانی سے ہٹے گئے تھے۔

نور اصل ہم آہن کی محبت میں مرتے مرگ  
 محبت کرنے کا صوبہ کرتے ہیں۔ اسے بھی  
 ملاجرت یا اسے بھی کچھ پہلے پہل کی تھا جس کا  
 ظاہر کی محبت دیکھیں اور کچھ نور کو خدا ہے لیکن  
 قریب بھی نہیں جانتے ہو گئے۔

وہ ایک ہی تھی محبت کی تھی کہ حق سے ہٹے  
 خود بھی تو کچھ نہیں جانتی تھی۔ اسے نور بھی تو کچھ نور  
 مراد ایک کرنا نہیں آتا تھا اس نے کبھی اللہ کی محبت  
 پر دھیان کیا تھی۔ اما تھا وہ اصل جو عیسائی نہیں  
 انعام کی طرح تھی جس میں مراد لیا تھی تھی۔  
 جلا اللہ تعالیٰ اس نام سے بھی پکار کر نہ کرتے ہیں اگر  
 "یہ تو اللہ تعالیٰ ہے" سمجھ کر ہم اس محبت کو عیسوی  
 نہیں کرتے۔ لیکن نور دیکھیں میں ایک کر رہا ہوں

وہ پھر بھی ایسے کہنے نہیں پسند کرتا۔ وہ کہیں  
 نہیں کہتا۔ وہ تو کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔ وہ کچھ سمجھ کر  
 تعلیق میں مہو ہے۔ وہ کہتا ہے ہم انسانی کی عبادت  
 و لایہ تک اسے عبادت کرنا نہیں چاہتے لیکن وہ کچھ  
 بھی جانتے کہ انسانی اور انسانی تعلیق ہم سے بھی  
 نہیں چاہتے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور کا عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

لیکن اس نے کبھی اس خود کو انسانی نہیں تھا۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔  
 نور ایک عملی دھن منہ لانا ہے کہ وہ نہیں  
 پہچان دیتا ہے۔ نور ایک کچھ سمجھ کر کہتا ہے۔

کسی تکلیف میں ہو ایں نے کہا بھی بچوں کو اسکول  
چھوڑنے سے روکی کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ انہوں نے  
جواب دیا: "نہ ہو گا اس لیے کہ آپ کے بچوں کو بھلا  
کسی تکلیف میں ہے یہاں اسی نہیں مانگیں۔ تم ان  
سے بات کرو۔"

۱۹۹۰ء کی طرف ایک قدم اٹھو جائے گا ہم تباہ ہو جائیں گے۔  
 یہ تمام یہ شہریت یہ اصولی عزت دولت پر سب کیا

۱۱۔ یہاں پر ایک اور بات لے کر صرف اسے اپنی قیمت نکالیں۔  
 ۱۲۔ یہاں پر ایک اور بات لے کر صرف اسے اپنی قیمت نکالیں۔

خود کو دیکھ لیں، بال اور اصل کے فرق کا احساس ہے  
 بات کی روشنی پر میرا طاق لڑا ہے لیکن یہ بات تم  
 نہیں ہو گی۔



کر لے لگا تو یہ فری اور کل کر اس کے سامنے آ گیا۔  
وہ آئے نور سے لب ہستوں نہیں مانگ۔ وہ کسکی  
جی نئی دوستیاں کرتی لیکن غیر مطمئن سی یہاں تک کہ  
وہ ایک دن بھٹ پڑی۔

"اتقوا دامل معبود تم بھی وہی عام مرد نکلے عام  
مسلمان، تعصب پسند مسلمان"  
"مسلمان تو تم بھی ہو آئے نور۔" اس نے اسے ج  
میں لوک دیا اور وہ بھٹ گئی۔

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ وہ میرا ماضی تھا اور  
میں جانی میں جینا چاہتی ہوں۔"

"لیکن میرا ماضی میرے حال اور مستقبل سے جدا  
نہیں ہے تم کو کتنی ہوشیار کر دے لے اچانک سب نہیں  
بھوڑ سکتیں۔ نہ تمہارا ذہن بھی نہیں ہے لیکن آج  
میں کہتا ہوں میں اپنے ذہن کے لیے تمہیں بھوڑ  
سکتا ہوں اور آج اس طرح تمہیں بھوڑنے کا میرے  
دل کو کوئی ملال بھی نہیں ہے۔" آئے نور حیرت سے  
منہ کھولے اسے دیکھتی رہی "آج اس کی خوبصورتی  
اس کی نور سنگ کسی چیز نے بھی اسے متاثر نہیں کیا  
تھا۔"

دوسرا سوڑ چکا تھا یہ اس کے چلے جانے کا اشارہ  
تھا وہ منتالی ہوئی انھی اسی اور اس ہوش سے نکلتی چلی  
گئی تھی۔ پھر شام کو وہ اماں کے سامنے بیٹھا تھا۔

"مجھے ایک عرصے تک ظاہر نے مسحور کیا مگر اماں!  
اب مجھے لگتا ہے 'جوان سنا' کی خوبصورت نہ بھی ہو  
لیکن آپ سے کتنی محبت کرنے آپ کی بڑا کرنے والا  
ہو تو آپ نے دنیا ہی میں کچھ اچھا پایا ہے۔" اماں اس  
کی بات سمجھ گئی تھیں۔ "اس لیے اس کی تمنا پر دیا عمر  
سے ہی دیا عمر کو مانگے جا چکی تھیں۔ اس نے سنا تو  
روئے گی۔ کتنی سس بیٹے کے صرل اپنی تنہا کا چھپا گیا  
تھا اس لیے کام رہی تھی لیکن جسکے ہوتے اس نے اللہ  
کی رسی کو تھا تھا اجرو تھا ہر خور اس کا راستہ ڈھونڈتے

UrduPak.com

اس نے محبت کو ہانے سے انکار نہیں کیا تھا۔ اہیں  
خوش خوش لائی تھیں۔ انہیں لایا عمر ست پسند تھی  
لیکن ٹائیپ حیران تھی۔

آئے نور کو چھوڑ کر یہ دیا عمر کیسے بھیا۔  
وہ اسے سامنے بٹھا کر سنجیدگی سے بولا۔

"ایک عمر ہوتی ہے اسچور ڈا جس میں ہر چیز  
چیز سونا لگتی ہے۔ ظاہری خوبصورتی دلی بھائی ہے لیکن  
ایک عمر آتی ہے جب انسان زندگی کو پیچیدگی سے لگا  
ہے اور سوچتا ہے زندگی صرف خوبصورتی سے نہیں  
مکمل ہوتی جاتی اس کے لیے ایک دوسرے کا ہونا  
ضروری ہے پروا اور محبت کا ہونا ضروری ہے اور  
سب باتیں دیا عمر میں ملتی ہیں۔"

ٹائیپ نے سر ہلا کر اس کی بات سمجھ جائے لی  
اتقید کرتی تھی۔

دوسرے دن رات کے بعد وہ اس کے دفتر چلا گیا تھا  
وہ کام ختم کر کے اس کے سامنے ہی بیٹھی تھی۔ بائیں  
خاموشی۔ اس نے گلا کھار کے اماں کی آمد کا پوچھا اور  
اس کی آنکھیں منکرا لے لگیں۔ چوڑا حجاب میں رہا  
ہوا تھا وہ خوش تھی بہت خوش۔  
اور وہ منکھایا تھا۔

عجب چیز ہے یہ وقت جس کو کہتے ہیں  
کہ آئے پانا نہیں اور بیت جاتا ہے  
دور کا پھر بولا۔

"لیکن مجھے خوشی ہے میں نے اس بیٹے والے  
وقت میں ہاتھ نہیں کھویا۔ ایک چھوڑا دست بنایا تھا اس  
ہی اچھے دوست کو شریک زندگی بنارہا ہوں۔ میرا وقت  
پرا نہیں گزرے گا۔"

اس نے نظر جھکا کر محبت اس کی شرمیلیں  
لگا ہوں سے دیکھیں کارہ مرگانی توجہ دینی اسے تنک رہی  
تھی۔ سامنے بیٹھا شخص ظاہر پر مرنا تھا لیکن محبت نے  
اسے بھی تیر کی طرح سیدھا کر دیا تھا۔ وہ دیکھیں کہ  
حجاب ہٹا کر اسے باطن میں بھانکے کی تربیت دے تھی۔  
سو دنوں نے محبت کی عنایت دیکھ کر آوھا آوھا ستر  
بانٹ لیا تھا اور اس محبت پر اس کی کھٹنا کیوں  
دونوں میں سے کسی کو اعتراض نہیں تھا۔  
دونوں کے پاس خوبصورت خواہش انگلیں تھیں  
اور محبت کو بھی زاورا کا کافی تھا۔



# سالگرہ نمبر

مجھے نہیں معلوم میں نے اس پر بھی ہرگز  
 نہ کیا نہ میرے اندر مجھے کی ایک چیز نہ رہی  
 لاؤں ایک خاتمہ الہم کرنے پر مجھ پر  
 یہ مجھ پر سنی کے لہجہ سے سنا گئی کے گراؤ ہر تاج میں سے

فخر و شامی کا مطلب مجھے میرے پلا سے ملتا  
 میرے پلا ایک ہندو کہار فری المیر تھے تو کی المیر  
 تو بہت اسباب اور لطف زندگی گزارتے ہیں میں ہرگز  
 زندگی میں وہ کبھی میرے کی خواہش ہر وقت کو ہوا ہے  
 - پلا کا انگریزی لائق بہت ہندو تھا میں نا میرے ساتھ  
 میں ہی اس سلسلے میں متبادل ہو گا رہتا تھا۔ کسی میں  
 پلا کو خوش کرنے کے لیے ہر مانتا تھا اور کسی پلا میں  
 سہولت سہولت کے لیے حصول کلاست کا سلطان کر دیتا  
 تھے ہمہ نواں اس مضمون ہے ایسا کو جانتے تھے ہر  
 میں کسی پختہ بھی ہر تاج میں لگا تھا۔



حکومت برقی

عجیب عجیب عجیب

UrduPhoto.com

الشانہ

بہت میں ایم اے اور کے لیے اس پر پور نہیں  
 آتا بہت ہے یہ ان شکل صاف تھا مجھے ہزاروں  
 فخر لیا رہا تھے غیر نفسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے  
 رہنے کے بلکہ میرا کسی نہ کا بہت ہوا تھا۔ میں  
 پہل انگریز میں جالب شخصیت و کمالی روح تھا۔ ہر  
 پورہ میں میں میرے لیے سوئٹ کارٹر میں چکا تھا کہ  
 اہل کلاست کا سلطان کے ہم عالم تھا۔

یہ سال سلطان ہیں انگریزی شامی کے سلسلے  
 میں پورہ میں سے ملک میں خود میں خود ملک کی اس  
 طاقت کو کسی بھی کر کے ملک کے ہر ملک میں  
 فخر اور بہت کر کے کل ہندو مسلمانوں کے تھے مجھے  
 ہر سال کر کے کا اشتیاق اور اور ہر موقع ملے ہی  
 کیا بہت ہم کلاست طور پر مجھے ہی لہجہ سنا گئی  
 کے شے میں شامل کر لیا گیا میں ہیں انگریزی متا ہے  
 ہر پورہ میں کے ہر کے لیے پورہ میں رہا تھا جب  
 اہل

تاج میں ہوا

بہت مشاہیر ہوا۔

فخر و شامی کی فخر و شامی



















میں جیسے لکھا۔  
 اگر ایک لفظ میں سینہ ہو تو میں سے اس طرح کہوں گا  
 اور یہ ہے۔ میں اسے پہننے کا نہیں اس کا توجہ  
 نہیں دلا۔

میں نے لکھا کہ ایک لفظ کے عورت اور عورت میں  
 مراد ہے کہ اگر ایک لفظ میں سینہ ہو تو وہ مراد مراد  
 ہو کہ شاید جیسے جیسے معلوم لیکن ایک ہی سانس  
 میں ہی وہاں عورتی اند کی عورت کی بہت سی جگہ سے  
 قلم اٹھاتے رہتے رہتے ہے عورت کے عصب میں  
 صرف عورت کی پیاس رہے کی اور عورت کی پیاس میں  
 مراد مراد ہی تو وہ رہتے ہیں۔ ہم اس ایک سانس  
 میں ہی ہم سینہ والے سینے کی وہاں رہیں جیسے  
 ان کی فاکٹری پر وہ نہ رہیں بلکہ ان کی فاکٹری میں  
 رہیں۔

مرد ہی کے ہی ہیں مجھے اس لفظ کا مراد  
 نہیں آتا۔ میں یہ لکھ کر رہا ہوں کہ شامی سے بھی  
 مراد اس کے لفظ رکھتا تھا کہ یہ کہ مشورہ کوئی  
 اپنے نور لائیں کو یہاں کے عورتیں کار لول کرنا چاہا  
 تھا کہ اس میں بھی یہاں کامل جسٹس کو اس لفظ میں  
 لکھا ہوا تھا لیکن اس میں اس کے ساتھ ساتھ  
 لے بہت مشکل تھا۔ بہت عرصے تک لفظ  
 پہنچا ہوا تھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 لکھا ہوا تھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا۔

میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 لکھا ہوا تھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا۔

○ ○ ○

مجھے یہ بات ہے کہ یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 سوال کا یہ ہے کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا۔

مجھے یہ بات ہے کہ یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 مجھے یہ بات ہے کہ یہاں لکھا ہوا تھا کہ

میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ

میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ

میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ

میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ  
 میں نے لکھا کہ اس لفظ میں یہاں لکھا ہوا تھا کہ







میں نے ہر ایک کو قلم کر کے دیا تھا۔ کیا یہی سزا  
 ہے کہ میں نے اس کی کسی نئی شے سے مل کر ہر  
 نوکارتہ کر رکھا۔ کیا یہی سزا ہے کہ میں نے  
 ہر شے کو ہر ایک کے لیے دیا ہے کہ وہ اس سے  
 راضی ہو سکے۔ راضی نہ ہو تو اس سے رخصت  
 ہوا تو میں نے کیا اس سے ملنے کے لیے؟ اس کے پاس  
 کچھ نہ تھا۔ مگر اس نے میرے پاس کچھ دیا۔ ہر شے

تو یہ کہیں کہیں ہے نہ ہر شے ہر شے ہے۔ تو یہ  
 کہہ سکتے ہیں اس میں ہر شے ہر شے ہے۔ اگر  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہے اگر اس سے مل سکتے تھے کیا یہی سزا ہے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 کہہ سکتے ہیں اس میں ہر شے ہر شے ہر شے  
 اور ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

۳۔ ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

تو یہ کہیں کہیں ہے نہ ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

میں نے ہر ایک کو قلم کر کے دیا تھا۔ کیا یہی سزا  
 ہے کہ میں نے اس کی کسی نئی شے سے مل کر ہر  
 نوکارتہ کر رکھا۔ کیا یہی سزا ہے کہ میں نے  
 ہر شے کو ہر ایک کے لیے دیا ہے کہ وہ اس سے  
 راضی ہو سکے۔ راضی نہ ہو تو اس سے رخصت  
 ہوا تو میں نے کیا اس سے ملنے کے لیے؟ اس کے پاس  
 کچھ نہ تھا۔ مگر اس نے میرے پاس کچھ دیا۔ ہر شے

کر آئی تھیں۔ اس میں میں نے ہر شے ہر شے  
 کیا یہی سزا ہے کہ میں نے اس کی کسی نئی شے سے  
 مل کر ہر نوکارتہ کر رکھا۔ کیا یہی سزا ہے کہ  
 میں نے ہر شے کو ہر ایک کے لیے دیا ہے کہ وہ  
 اس سے راضی ہو سکے۔ راضی نہ ہو تو اس سے  
 رخصت ہوا تو میں نے کیا اس سے ملنے کے لیے؟

اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ مگر اس نے میرے پاس  
 کچھ دیا۔ ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

تو یہ کہیں کہیں ہے نہ ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے

میں نے ہر ایک کو قلم کر کے دیا تھا۔ کیا یہی سزا  
 ہے کہ میں نے اس کی کسی نئی شے سے مل کر ہر  
 نوکارتہ کر رکھا۔ کیا یہی سزا ہے کہ میں نے  
 ہر شے کو ہر ایک کے لیے دیا ہے کہ وہ اس سے  
 راضی ہو سکے۔ راضی نہ ہو تو اس سے رخصت  
 ہوا تو میں نے کیا اس سے ملنے کے لیے؟ اس کے پاس  
 کچھ نہ تھا۔ مگر اس نے میرے پاس کچھ دیا۔ ہر شے

اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ مگر اس نے میرے پاس  
 کچھ دیا۔ ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے  
 ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے ہر شے











مستطاب من اهل البيت  
عليه السلام

حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم لوگ جو لوگ اس کے لئے جہاد کریں گے، میں ان کو عتق کر دوں گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الذي جاء به الهدى والرحمة  
الكرامة

۱۰۰

[illegible]

یہاں پر اس کی ایک اور مثال ہے۔

ہم ہمارے گریجنگ ہاؤس میں  
کے لئے پہنچے۔

مجلس الشورى  
البرلمان

کے لئے اس طرح کے کاموں کے لئے اس کے لئے

[illegible]

یہاں تک کہ ان کے لئے ایک خاص مقام ہے۔

میں نے بھی قرآن کی جستجو کرنا شروع کر دی تھی۔

ہر ایک کے لئے ایک مخصوص مقام ہے۔

UrduPhoto.com

کتابخانه عمومی

طی کی خواہش کی ہے اور ان باتوں میں

[illegible]

محکمہ تعلیم و کھلیسہ

حکومت کا نام ہے "خدا کا رسول میرا"۔

میں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا: ایک سال

توبہ کے عمل میں ہے کہ وہ عبادت کی راہ پر

محبت اور بھی کرتا ہوں۔ اور چنے اور

میں نے کہا کہ "میں نے ہرگز نہیں کیا۔"

پس چنانچه در این کتاب مذکور است که هر یک از اینها را

میں نے ہر ملک کو جو راستہ چاہے کیا ہوا اور

تجربہ کاروں میں سے ایک سے زیادہ طور پر بصورت لڑی

کل عمر کی اس طرح کے کڑھاتے ہر ایک کے لئے

اے روایات کیا قالہ میرے استاد کی چہ ہر  
گہری کی۔

کے لئے کہیں نہ ہو سکتا ہے۔

قدرتِ لہجہ کے حصے سے مجھے کی کمی



وہاں سے ہرگز نہیں ہٹے  
میں نے انہیں ہرگز نہیں ہٹے  
میں نے انہیں ہرگز نہیں ہٹے  
میں نے انہیں ہرگز نہیں ہٹے

۱۔ اگرچہ ہمیں علم ہے کہ تمام انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے احکام دیے ہیں مگر ہم ان احکام کو اپنی مرضی کے مطابق چھوڑ دیتے ہیں۔  
 ۲۔ اگرچہ ہمیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مخلوق پر حکومت کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے مگر ہم اس صلاحیت کو استعمال نہیں کرتے۔  
 ۳۔ اگرچہ ہمیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مخلوق پر حکومت کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے مگر ہم اس صلاحیت کو استعمال نہیں کرتے۔  
 ۴۔ اگرچہ ہمیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مخلوق پر حکومت کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے مگر ہم اس صلاحیت کو استعمال نہیں کرتے۔  
 ۵۔ اگرچہ ہمیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مخلوق پر حکومت کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے مگر ہم اس صلاحیت کو استعمال نہیں کرتے۔

[illegible]

کتاب میں سے اہل حق کو گواہیں لیا تو اس کا ہمہ سرا  
رکھ کر دے یہی آگسٹون میں جانے لیا اور کھاتا  
اور پانی پیتا کہ کھانا پانی تھی۔

میں نے سوچا۔ کیا میں جاگم؟ میرے سامنے کن  
کھڑکی تھیں۔ میں کھڑکی پر ہاتھ رکھا۔ "کیسی وہ ظاہر  
نہیں تھیں۔" کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر میں سوچا کہ میں  
"کیا میں نے سوچا تھا کہ میں کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر  
ظاہر نہ ہوں؟"

میرے لئے یہ کہ میں گناہ چھوڑ دیتا ہوں اور  
 اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ظاہر میں ہونے والا کرم ہو  
 گا۔ میری دلچسپی اس کی طرف رہے گی جو میرے  
 ساتھ ہے۔ میری حقیقت میں یہ ہے کہ میں  
 میں اس کی طرف توجہ دیتا ہوں۔ میری ہمت  
 ہے کہ میں اس کی طرف توجہ دیتا ہوں۔ میری ہمت  
 ہے کہ میں اس کی طرف توجہ دیتا ہوں۔ میری ہمت  
 ہے کہ میں اس کی طرف توجہ دیتا ہوں۔ میری ہمت

[illegible]



# چراگی کی مسکن

میں شہر اور رشتہ قریب خواہیں ہو جائے اگر جو مانا جا رہا ہے تو  
 کیا کہتے۔ "تلفظ" میں تمہاری ماہر ہیں طاقتور اور  
 بناد ہیں یہ پکار پڑتی ہیں سکتیں۔ "یہ من کہا ہے  
 چہرے پر سرخی ہو جاتی اور مانا کی فریادیں سنیں۔  
 جیسا کہ ہے تو خود کو جاہ کر لیا۔ کتنی چاری اور خوب  
 صورت ہو کر لی تھیں مگر دس برس میں کتنا بدل گیا۔  
 ماہر مگر ایک ایک ڈنڈا اپنی فریاد کی طرف  
 دھکے جاتے جاتے جب سوال بہت بڑھ جاتے تو کہیں  
 میں کیا کروں بار اچھے ہیں کام کرتے رہتے ہیں سکون  
 ملتا ہے۔ ہم جانتی ہو ناں میں کچھ سے ہی کام کی عادی  
 ہوں۔

"ہاں" اسی لیے تو سوچتے تھے ہم کہ اتنا اچھا شوہر ہے  
 شاید ہم اور تمہاری عادتیں بدل جائیں۔ ممانی جان کی کتنی  
 رشتی لوہہ درہنہ سے چھٹا رہا ہے تم کبھی نہیں کسالی ہو  
 نہ بیوی نہ کریم نے تو الٹا ہی آکر سبھاں حسن کو بھی بدل کر  
 رکھ دیا۔ اتنا ایکٹو رہو تھا۔ اب تمہارے بغیر ایک قدم  
 نہیں چل سکتا۔

اور وہ سہمی گئی۔ "جیسا جتنی سیدھی سیدھی اتنی ہی  
 لائیاں ہے" قوب اس عادت پر شہر کو قابو کیا ہے  
 اب کہیں اور جانتے ہے پہلے دیکھنے سے پہلے سوچنے کا  
 ضرور کہ اتنی سہولیات اور آرام کیا کوئی اور دے سکے گی  
 اور جواب دیتے صفر لٹا ہوا ہے۔

"یہ ہے تو پس ہوائیٹ مگر بار اچھ شوہر کی نظر اور دل  
 بدل جائے تو آپ کی کوئی اچھائی کام نہیں آتی اور میں کتا  
 تو میں اتنا چاہتی ہوں کہ مری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔"

اور پھر اس کی مانا کی منہ پرانی عادت تھی کہ وہ سارے  
 کچھ کو لڑچکا کر رکھیں مگر خود پرانی ہی تو رہے گی  
 کہ کھینچ کر تھیں۔ پھر ان کے چہرے میں چل رہے تھے وہ  
 اور چھائیں اور فریادیں سنیں۔ مانا کو انہوں نے بہت آرام  
 طلب کیا تھا۔ اتنا آرام طلب کہ وہ کئی میں ہو تھیں تب  
 بھی کیا سہانے نہیں پرانے کے حک سے پاں نکال کر بیٹھے  
 جگہ تو اب رہتے۔

"سید علیہ ایک گلاب پانی ملا دے۔" اور مانا آپا ہر کام  
 ضرور کر فرم سے مانتی ہے ان کے سامنے جن کی طرح آ  
 سوہو رہے تھیں۔ چلنے کے سامنے طرفے کھڑے ان کا چہرہ  
 لال چھوٹا ہوا مگر ان کے چہرے پر پھر بھی عادت تھی  
 چھٹی رہتی۔ ایک شکل تک پہنچا ہوتی اور وہ خود کو رکے  
 نچے ہاتھ رکھنا ان کی پھر پھیری کو کھانا شاد مزاج تو مانا سے  
 ان کا بھی شہانہ جاوید تھا مگر وہ زیادہ سے زیادہ مانا کا خیال  
 رکھتا تھا۔ جن کی طرح اسکول سے آکر ایک جگہ پر  
 رکھتا۔ یہ پتہ ہم خود مانا تا ہوم ورک خود کرنا سوائے ان  
 باتوں یا سوالوں کے جو اس کی کچھ میں نہیں آتے وہ مانا  
 سے رہتا ہو نا۔ اپنا بھال اور مروت مانا سے چھپ کر رہا  
 خود ہی دھوا اتنا مانا تھا ہو تھیں تو گلے میں ہاتھیں ڈال کر  
 کہتا۔

"مانا کی ہر سہارا ہم حق میں سنبھرا۔ کیا وہ اب نہیں  
 کہہ رہے تھے کہ کام کرے میں کتاب کی عذر کر

UrduPhoto.com

لڑیں کراچی دھکے کے تھیں لڑیں کہ چار چار  
 کے پانی میں کھیں کر اور وہ سہمی ہوئی ہیں۔ اتنا  
 بھولائی کی کرسیاں میں مانا کہ پھرے دھو نا دھو نا مانا کو پانی



اور اعلان ہوا تو اس نے میرا ہمت خیال رکھتے ہیں۔  
 اور وہ ماما کے اس آخری فقرے کو سن کر چوکے بنے۔  
 پہلے سے زیادہ ماما کے لیے آرام اور سہولت پیدا  
 کرنے کی کوشش کرتا۔ ساتھ ہی ساتھ ماما کو نئے سورتے  
 کا ہونے کا آ رہتا۔ ماما اس کی کبھی تو حد تک نہیں بھی  
 کا چہرہ انہوں میں تمام کر سکیں۔  
 میرا سارا حسن خوب صورتی تسمانہ کے چہرے میں  
 تو ایسا مسکراتے رہو۔ خوش و خرم رہو۔ نہیں کوئی  
 تکلیف نہ ہو۔ یہی میری زندگی کا اصل

میں اس سے کہیں کہ باہر جا کر کھیل کر لو  
 بہت بڑا بیماریا عمر کے بچے تو گرتے اور ہسپتال کے  
 میں آئے ہیں۔  
 اور وہ سرگرمی میں ہمارے گمان میں اور بچوں کی طرح  
 میں ہوا میں آپ کا ٹوٹی ہوئی۔ آپ کا بیٹا اور بچہ  
 میں آئے ہیں۔ وقت ہی کہنا چتا ہے کہ میں دوست  
 میں آئے ہیں۔ طرح کا سبب ہوتا ہے ماما کہ آپ کو  
 میں آرام دن۔ سو اس خواب کو پورا کرانے کے لیے  
 بہت صلاح پرگزشتیں کرتا۔  
 اس وقت میں پھر اس کے بال بکاڑ کے کہیں۔

میں باقی کر کے گئے ہو اور ہر گھوڑے جو تم میرے ساتھ  
 کہتوں پہلے رہتے ہو۔ میرے کاسوں کے لیے دانی  
 باہر میں چلتے ہو تو اس میں وقت بڑا نہیں ہوتا۔  
 تو دورا "مسکراتے لگا۔ ماما کے گلے کا ہار ہوا پھر  
 محبت سے کہتا "میں تو نہیں آپ۔ میں سکتی کہ میں آپ  
 کے لیے کیا اور لکھا سوچتا ہوں۔ میں بظاہر کھانا سب  
 میں اہلی لیکن میرا دین بہت آگے سوچتا ہے۔ یہ تو ماما  
 آپ کے کاسوں میں آپ کا ہاتھ بٹانے سے میرا وقت  
 تو بڑی بڑا ہوتا ہے۔ یہ تو میری محبت ہے اور اس محبت کا  
 اور وہ محبت رہیں جو آپ مجھ سے کرتی ہیں۔ میرا اس لیے  
 تو آپ کو اس کی پالی بھی نہ پھینچے ہوں۔  
 "میں پھر بس چاہتا کہ میں نہیں؟"  
 میں جی نہیں۔ میں آپ کو ایک اور لکھا چاہتا ہوں۔ آپ کو  
 میں سے حسن کی ممانعت کے لیے کوئی کام نہیں کرتی بلکہ  
 کچھ بھی نہیں کرتی تو وہ کسی ہوگی ہیں۔  
 کسی ہوگی ہیں؟ ماما نے تو اس سے کہیں تو وہ ان  
 کے کان میں سننے جاتا۔  
 "ماں لکھی بھی اکی فٹ ہوئی ہیں۔"  
 "تو میری اس بات یہ کہ ہے بچوں والا رویہ ہے کہ کسی کی  
 ممانعت کو ایسے نہیں کرتے ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا  
 ہے۔" ماما نے کہا۔





[illegible]

میں ماما کی ایسی ساری ماما وہ سر جھکا رہا تھا چتا  
 میں اسے ایک ماما کے ساتھ سر جھکا رہے ہیں کیا سمجھ  
 لگا تھا وہ جسے کوئی شہزادی تھی وہ کوئی لڑکی تھی اس لڑکی  
 واپس اس طرح لڑائی ہے کہ لوگ بچا حکم سے بچا کچھ  
 کے اس کے ساتھ اپنی لڑائی اور سر جھکا رہے ہیں  
 اسے بھی ماما ایسی ہی لڑائی لڑا رہے ہیں اس کے اندر شاہوں  
 والے بات تھی مگر وہ سر جھکا رہا تھا کہ کوئی اور لڑکا یا  
 سارا لڑکا لڑا رہا تھا اس محبت میں بچا تھا اسے لڑائی  
 الیت کے پر تیار نہ ہو تھا۔ اپنی لڑائی تھا محبت کے  
 کرت تھا لڑائی تھا کوئی حکم نہ لگا رہا تھا نہیں جانی تھی  
 کہ اس لڑائی میں اس لڑائی میں ہے وہ لڑائی محبت کرتا اور تھا  
 ملے کے کہیں میں جانا ایک لڑائی کے لڑائی ہے۔ اس  
 لڑائی میں جس طرح ایک جگہ میں لڑائی ہے  
 اس طرح اسے اپنی ماما لڑائی لڑائی لڑائی  
 اپنی لڑائی کہ ہر وقت اسے لڑائی لڑائی لڑائی  
 لڑائی۔ اپنی لڑائی ہے اس کے لڑائی لڑائی  
 اس کے لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی  
 لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی  
 لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی  
 لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی  
 لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی لڑائی



اور ایسے میں خوشی ان کے چہرے کی ایک ایک  
کھل کی طرح کھلتی پھلتی۔ وہ ان کے چہرے پر  
خوشی کے لہجے سے دہرایا۔ "تو یہ کیا ہے؟"  
خف انہی پر اچھوتی آئی وہ انہی پر ہنس رہی تھی۔

ماما ان کی ماما ہی غیر اہم ہیں گی۔  
کیا ماما ہی دور پر دو گیارہ رہتی ہیں؟ اسامی کی زندگی میں  
کئی دہائی ہیں اور لوگ پھر بھی ان کی ممتا کو کسی مڑکی  
میاں میں حاصل نہیں کرتے۔ ان کی ممتا کی

میت ان کا حق تھے ہیں۔ آخر کیوں؟  
میں نے نگاہ اسکل کی غنارت سے نکالے ہوئے دیکھ دیا  
میرے چہرے کی طرف نکالی پھر ماما کے چہرہ اسکل کے  
میرے چہرے پر جمل چھو سولے سے چلے نکلا۔  
انے نکلا۔ "میرا چہرہ چھو آئے ہیں میں چاہوں کہ ماما خود  
میرے لئے اہم ہو جائیں۔"

گروان نے کہا "اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔"  
ماما بڑی ہو جائیں گی پھر پھلا ہو گی تیرا اب کی طرح  
میں بہت کر سکتی ہوں۔ اب کی طرح سب دیکھ رہا ہوں  
اب بھی انہیں کوئی بھی کام اور بات اہم نہیں لگتی ہے  
میرے اور ماما کے۔

ماما کو بہت جا رہا تھا کہ اچانک اس نے ہاتھ میں پکڑی  
میں کچھ بال سامنے سے آئی ہوئی بچہ اکل کی گارڈ کی  
وقت اچھا لگ رہی۔ یہ قطعاً میرا اختیار ہی حرکت تھی مگر  
میرے کار کے سامنے آجائے اس کے دماغ میں آجائے والے  
میں کی کار بٹائی تھی۔ اسکل کی پیر پیر کی مامیں سب  
میں آجائے سولہ کے "ہائے میرا بچہ" چلائے اور بچہ  
میں کی کار کے بریک پر چرے پر سب حرکت ہو گئے  
میں پھر دیکھنے سے دیکھتا جا چکا تھا اس کے گرد  
نہ کاڑی ہے اس کے پیر بچہ کوٹ کو بیچ چکا تھا اور

UrduPhoto.com  
نویں کی جان۔ ماما ہی ہے اس کی طرف سے  
میں اکل میں تیزی سے چلے تھے۔

"کیا ہوا ہے؟ چوت زیادہ تو نہیں لگی؟" سب کے  
اب سے ہی آئی لی سب سے تھے اور وہاں ہی ان میں  
میں ماما کوٹ نہیں جانتا۔ ہم اکل کی گاڑی تھی سب

پہلی ہے اور میں قدر و کمیت کرتے رہتی ہے۔  
حقیقت میں بھی یہ ایک ہی بات ہے۔ وہ ان کو صرف گروان  
بھرتی تھی مگر اس وقت اسے ان خیال کوئی توجہ نہ تھا  
مولا "بہت شک"

ماما اور ہم اکل پر حواس نہ تھے۔  
"بہت چوت لگی ہے میرے بچے؟" ماما نے پوچھا کہ  
میں نے نکالی اور ماما میں سب سلیک پر چلا۔  
"تو اب ان کی کون ہیں؟"

"یہ میری ماما ہیں۔ آپ کو ان کا کچھ پتا نہیں چلا؟"  
"تھپتھپ کی ایک ٹپ کرتے ہوئے اس کے ماما کی  
سے سوال کر لاکر سب مسکراتے تھے۔"

میں خاصہ جوار پر خود بہت بول کر ماما کی  
اس کا حال چھتیا کر مسکرائی تھیں۔  
"کیونکہ چاندی سادہ ہوا کرتے ہیں۔"

"ہیں میں اس کی میری ماما مجھ سے زیادہ دیکھتی ہیں۔"  
"اوشیور! واقعی آپ کی ماما بہت کیونہ ہیں۔"

سب خواتین کے ہاتھ میں مسکراہٹ تھی۔ ماما اس  
کے کوٹ سے گرد بھاڑ رہی تھیں۔ کئی چھل تھی تھی  
کھٹے سے پیسہ سبک گئی تھی پھر خواتین کے ہاتھ میں آئی  
تھیں لیکن ماما اس طرح سب کے درمیان دی گئی تھی  
تھی تھیں کہ اسے یہ تکلیف محسوس ہی نہ ہوئی۔ سب  
اسے یاد کرتے تھے کہ ساتھ ساتھ ماما کے ہاتھ ملاتے ہوئے  
ان کی تحریف کر رہی تھیں۔

اور وہ ماما کے ساتھ لگا کھڑا تھا اور کانوں میں مسمی  
عامیہ کے چھل کی بازگشت تھی۔  
"اوشیور! واقعی آپ کی ماما بہت کیونہ ہیں۔"

ماما کے چہرے پر مسکراہٹ میں ماما پشانی میں اس کے  
لئے محبت اتنا لگا تھا مگر لاگتی تھی کہ سب کچھ اس کے  
میں چلا گیا تھا اور ماما میں پوچھ رہی تھیں۔  
"کیونکہ سب کے ہوئے۔"

"آئی اہم فائن ماما۔" اس نے مسکرا کر ماما کو ہاتھ میں  
لیا اور لہجہ اس کی ایک مسکراہٹ میں ماما اس کے ہاتھ میں  
اور محبت اسے دعا دیتی ہوئی اور وہ حقیقت میں اس کا لہجہ  
راہ تھا۔